CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

اردو

دستور السالکین

متاعِ نور

حضرت بابا داؤد خاکی رحمۃ اللہ علیہ

مکتبہ علم و ادب

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دستور السالکین۔ اردو

(متاعِ نور)

از

حضرت بابا داؤد خاکی رحمتہ اللہ علیہ

ترجمہ و تلخیص

ابوالاشرف

قاری سیف الدین

SULTANIA BOOK DEPOT
Makhdoom Sahib
Sh. Bal... Kanker

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

(جملہ حقوق بحقِ ناشر محفوظ ہیں)

نام کتاب ـــــــ دستور السالکین اردو

مؤلف، ترجمہ و تلخیص ـــــــ ابو اشرف سیف الدین قاری

بارِ اول ـــــــ ۱۹۷۵

بارِ دوم ـــــــ ۱۹۸۷

بارِ سوئم ـــــــ 2002

کتابت غلام رسول۔ علمگری بازار/ شریف احمد

صفحات ـــــــ ۲۶۸

قیمت ـــــــ عام ایڈیشن / ـــ ڈیلکس 150/

تعداد ـــــــ ۱,۰۰۰

مطبوعہ ـــــــ جے۔ کے آفسیٹ پریس دہلی

ناشر

مکتبۂ علم و ادب

ریڈکراس روڈ۔ ویٹرنری چوک سرینگر کشمیر

مقامِ ترجمہ و تالیف:

سنٹرل جیل سرینگر ۱۹۷۱ء

مقام پروف ریڈنگ وغیرہ۔ جموں سپیشل جیل

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Advocate Showkat

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

آن فقر کہ بے تیغے صد کشور دِل گیرد
از شوکتِ دارا بِہ از فرِ فریدوں بِہ
(اقبالؔ رح)

پیش لفظ

رُوحانیت و تصوّف کی دُنیا میں ایسے بھی اولو العزم گزرے ہیں جن کے عظیم کارناموں کو حیاتِ جاوید بخشنے کے لئے خُداوند کریم نے یہ انتظام فرمایا کہ اُن کے اِرد گرد ایسے دیدہ وروں کو جمع کیا جو علم و قلم کے بھی مالک تھے اور دانش و بینش کے بھی۔ یہ وہ اصحابِ بصیرت تھے جنھوں نے ان نُورانی ہستیوں کو پہچان کر نہ صرف یہ کہ خُود اکتسابِ نُور کیا بلکہ ان کے لمعاتِ حیات کو تاریخ و تذکرہ اور مناقب و قصیدہ کی صورت میں محفوظ رکھا تاکہ آنے والی نسلیں اس متاعِ نُور کی روشنی میں اپنی زندگیوں کے لئے ایسی شاہراہ کا انتخاب کر سکیں جس کی آخری منزل نجاتِ ابدی اور سعادتِ سرمدی ہو۔

حضرت سُلطان العارفین شیخ حمزہ مخدوم کشمیری قدس اللہ سِرّہٗ العزیز اسی بلند ہمت اور گراں قدر حزبِ مجاہدین سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کی خدمتِ اقدس میں بھی ایسے دانش وروں کی جماعت ہمیشہ موجود رہتی تھی جو خُود بھی آپ کے ارشادات و معمولات سے فیض اُٹھاتی رہی اور دوسروں کی فیض رسانی کے لئے انھیں سُپرِد قلم بھی کرتی رہی۔ اس طرح خُدائے لاشریک نے اپنے اس مقدس بندہ اور راہِ حق کے عظیم مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کے فیوضِ حیات بخش کو تا قیامِ قیامت جاری رکھا۔

حضرت میر حیدر رح تولہ مولہ کی "ہدایۃ المخلصین"؛ حضرت شیخ احمد جاگگی رح کی "سُلطانیہ" حضرت خواجہ حسن قاری رح کی "راحتہ الطالبین"؛ حضرت خواجہ اسحاق قاری رح کی "چلچلتہ العارفین"؛ حضرت خواجہ میر رح کی "تذکرۃ المرشدین"؛ حضرت بابا علی رینہ رح کی "تذکرۃ العارفین"؛ حضرت مُلّا بہاؤ الدین متو رح کی "سُلطانی" اور امامِ اعظم ثانی

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

حضرت بابا داؤد خاکی رح (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کی "وردِ المریدین" معہ شرح یعنی دستور السالکین وہ تصانیف ہیں جن سے حضرت مخدوم پاک قدس اللہ سرّہ العزیز کی حیاتِ طیبہ کے واقعات وحالات، آپ کے ارشادات، آپ کے عزم وثبات کی ترجمان ریاضت و عبادات اور اقامتِ دین وتبلیغِ اسلام کے میدان میں آپ کی مسلسل اور اَن تھک مساعی و مجاہدات کے علاوہ شریعت کے اوامر و نواہی اور طریقت کے اسرار و رموز پر روشنی پڑتی ہے کُتبِ مذکورہ کے علاوہ اس سلسلہ کی اور بھی تصانیف ہیں جن کی طرف مختلف تاریخوں میں اشارہ کیا گیا ہے۔ لیکن ان تمام کتابوں میں جس کتاب مستطاب نے عظیم شہرت و مقبولیت اور ممتاز وخصوصی مقام حاصل کیا، وہ ہے جناب حضرت بابا داؤد خاکی رحمتہ اللہ علیہ کی "دستور السالکین"۔ یہ کتاب حضرتِ خاکی رح نے اُس قصیدہ کی شرح میں لکھی ہے جو آپ نے جناب مخدوم پاک قدس اللہ سرّہ العزیز کی شان میں سپردِ قلم کیا ہے۔ اس قصیدہ شریفہ کا نام ہے "وردِ المریدین[۱]"

حضرتِ علامہ خاکی رح نے جہاں "وردِ المریدین" کے قصیدہ میں اپنے مافی الضمیر کو نظم کی لڑی میں پرو کر آب دار وتاب ناک موتیوں کی نظر افروز مالا کی صورت میں ناظرین کے سامنے پیش فرمایا ہے وہاں قرآن پاک و احادیثِ مبارکہ، سیر و تاریخ اور علمائے حق و بزرگانِ دین کی تصانیف کی روشنی میں ان اشعار کی خود ہی تشریح فرما کر سلوک وتصوف اور شریعت وطریقت کے اسرار وحِکم اور نکات وغوامض کو بے نقاب کیا ہے۔[۲]

میری مدت سے یہ خواہش تھی کہ کاش اس کتاب کو، جو عربی اور فارسی میں لکھی گئی ہے ـــــ اُردو کا جامہ پہنایا جائے تاکہ ہمارا اُردو داں طبقہ بھی اس تصنیف کی افادیت سے بہرہ ور ہو جائے۔ مگر نہیں اس کام کو احسن طریقہ سے انجام دینے کا اہل تھا نہ کوئی یہ فریضہ انجام دینے کے لئے آگے بڑھتا ہوا نظر آتا تھا۔ یہاں تک کہ ۱۹۶۵ء میں مجھے

۱؎ اس قصیدہ میں ۱۳۶۲ اشعار ہیں اور اس کی تاریخ تحریر "فیض ناک" یعنی ۹۶۱ھ ہے۔

۲؎ دستور السالکین میں ۲۰۰ سے زائد اسلامی کتب کے حوالہ جات پائے جاتے ہیں۔ اس سے حضرت خاکی رح کے علم کی وسعت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

پابندِ سلاسل کیا گیا۔ یہ میری گرفتاری کی پانچویں قسط تھی۔ جیل کے اندر ایک سال مطالعہ و مکالمہ میں گزارنے کے بعد اچانک میرے ذہن میں یہ بات آگئی کہ کیوں نہ اس خلوت نشینی اور جبری چلّہ کشی سے فائدہ اُٹھا کر اپنی دیرینہ آرزو پوری کرنے کی طرف توجہ کروں اور دستور السالکین کا اُردو ترجمہ کرنے کی کوشش کرکے اہلِ تر اصحابِ علم کو یہ کام انجام دینے کی طرف راغب کروں۔ چناں چہ میں نے جیل ہی میں کتابیں منگوائیں اور اس فرض کو انجام دینے کے لئے متوکلاً علی اللہ قلم ہاتھ میں اُٹھایا۔ ایک اور سال جیل میں گزارنے کے بعد ترجمہ مکمل ہوا۔ اور ساتھ ہی اچانک میری رہائی کے احکام صادر ہوئے۔ خیال یہی تھا کہ جیل سے باہر آکر مسوّدات پر نظرِ ثانی کرکے اس کی طباعت کا انتظام کروں، مگر ایک ایسا آدمی، جو کسی تحریک کی خدمت میں لگا ہوا ہو، بھلا یہ فرصت کہاں پا سکتا ہے کہ اپنی آرزوؤں کو پورا کرسکے!

میرا دل اپنی تمنّا کو عملی جامہ نہ پہنا سکنے کی وجہ سے قلق و اضطراب میں تھا کہ مجھے معلوم ہوا کہ ادارۂ بُقعۂ عالیہ حضرت محبوب العالمؒ کے شعبۂ نشر و اشاعت نے اس کام کا بیڑا اُٹھایا ہے[1]۔ یہ خوش خبری سُن کر مجھے بے حد مسرّت ہوئی اور اللہ کا شکر بجا لایا۔

جولائی سنہ ۱۹۷ء میں مجھے پھر گرفتار کیا گیا۔ اور دو برسوں کا ایک اور اعتکاف مجھے میسّر ہوا۔ یہاں پھر میرے ذہن میں دستور السالکین اور اس کے ترجمے سے متعلق یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ کوشش بھی فائدے سے خالی نہ رہے گی کہ اگر دستور السالکین کے چیدہ چیدہ اقتباسات کا ترجمہ کیا جائے۔ میرے دماغ میں یہ خیال آنے کی دو وجوہات تھیں ۔۔۔

ایک تو یہ کہ دستور السالکین کے اندر تصوّف و سلوک کے جو اسرار و رموز زیرِ بحث لائے گئے ہیں، موجودہ دَور کا مسلمان، جو دین کی بُنیادی باتوں اور مبادیاتِ اسلام سے

---

[1] الحمد للہ دستور السالکین کے ایک حصّہ کا ترجمہ حرز المحبّین کے نام سے بازار میں آگیا ہے۔ اپنی تالیف مکمّل کرنے کے بعد مجھے اس کتاب کے مطالعہ کا موقعہ میسّر ہوا۔ یہ ترجمہ ابھی نامکمّل ہی ہے۔

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

سے ہی ناواقف و ناآشنا ہے، بھلا رُوحانیت کی ان بلند حقیقتوں کو کیا جان اور پہچان سکتا ہے؟ اس لئے بہتر یہی ہے کہ اس کتاب مستطاب سے ان ہی مسائل و ارشادات کو لیا جائے جو عامتہ المسلمین سمجھ سکیں اور ان پر عمل کر سکیں!

دوسری وجہ یہ ہے کہ ہمارے دَور کے کتاب خوان، کتاب کی ضخامت دیکھ کر ہی گھبرا اُٹھتے ہیں اور کتاب کے مطالعہ سے گُریز کرتے اور پہلو کتراتے ہیں۔ دستور السالکین کی ضخامت کے پیشِ نظر اس کے اُردو ترجمہ والی کتاب کی بھی اچھی خاصی ضخامت ہوگی! اس لئے بہت ممکن ہے کہ اکثر لوگ اس کے پڑھنے سے اعراض کریں گے۔ بہتر یہی ہوگا کہ چیدہ چیدہ اقتباسات کا ترجمہ ہی طبع کیا جائے تاکہ ہر ارادت مند اُن کا مطالعہ کر کے افادیت سے بہرہ ور ہو سکے!

ان ہی دو وجوہات نے مجھے جیل کے اندر دستور السالکین جیسی علوم و معارف اور اسرار و غوامض سے مملو کتاب کے اقتباسات قلم بند کرنے کی طرف راغب کیا۔ میں نے اقتباسات کا لفظی ترجمہ تو نہیں کیا، بلکہ مفہوم کو سُپردِ قلم کرنے کی حتی الامکان کوشش کی ہے۔ مجھے شریعت و طریقت کے مقدس علوم کے بارے میں اپنی کم علمی و تہی مائگی کا پُورا پُورا اعتراف ہے، مگر پھر بھی خدائے برتر کی خوشنودی حاصل کرنے اور اپنے پیرِ مُقدس اور مُرشدِ کامل جناب حضرتِ سُلطان العارفین شیخ حمزہ مخدوم قدس اللہ سِرّہ العزیز کی حیاتِ عطر بیز کی خوشبو مشامِ عوام تک پہنچانے کی غرض سے یہ کام انجام دینے کی جسارت کی ہے۔

میں نے کتاب کو دو حِصّوں میں تقسیم کیا ہے۔ حصّہءِ اوّل حضرت مخدوم پاک علیہ الرحمہ کے اُن حالات و واقعات پر مشتمل ہے جو اُنھوں نے خود بیان کئے ہیں یا مُصنّفِ کتاب حضرت بابا داؤدِ خاکی علیہ الرحمتہ نے دیکھے یا دوسروں سے سُنے ہیں۔ یہ واقعات اگرچہ دستور السالکین میں مُتفرق طور درج کئے گئے ہیں، لیکن میں نے مختلف مقامات سے خوشہ چینی کر کے خرمنِ پُر ثمن کی صورت میں یکجا جمع کیا ہے تاکہ ناظرین کے لئے ان سے استفادہ کرنے میں کوئی مُشکل پیش نہ آجائے!

Digitized By eGangotri

دوسرا حصّہ وہ مسائل و ارشادات لئے ہوئے ہے جو کتاب میں ضمناً زیرِ بحث آئے

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

ہیں اور جن سے دینِ حق کے تقاضوں کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔

ابوالاشرف
سیف الدین قاری
خانیار۔ سری نگر

" ——— ○ ——— "

کشمیر میں اسلام

منظر اور پس منظر

کے موضوع پر

محترم ڈاکٹر سید محمد فاروق بخاری صاحب کی ایک اہم اور نادر معلومات سے بھرپور دستاویزی کتاب

ناشر ——— مکتبہ علم وادب سرینگر

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفِ ثانی

یہ ۱۹۷۵ء کی بات ہے جب میں نے خداوندِ لاشریک کی تحقیق واعانت سے اپنے پیرو مُرشد حضرت سلطان العارفین جناب شیخ حمزہ مخدوم قدس اللہ سرّہ العزیز کے خلیفۂ اوّل اور عالم بے بدل حضرت بابا داؤد خاکی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب مستطاب دستور السالکین (شرح وردالمریدین) اقتباسات وارشادات کا اردو ترجمہ کر کے "متاعِ نور" کے نام سے منظرِ عام پر لایا۔

خداوند کریم کا شکر ہے کہ کتاب بازار میں آتے ہی ہاتھوں ہاتھ لی گئی اور ہر طرف سے خراج تحسین سمیٹتی گئی۔ اس کے بعد ہی دوستوں اور ہم مشربوں کے مشورہ واصرار پر مذکورہ کتاب کو دو حصّوں میں منقسم کیا گیا۔ ایک حصّہ میں حضرت مخدومِ پاک علیہ الرحمہ کی حیاتِ طیبہ کے واقعات درج کئے گئے اور دوسرے میں حقیقت تصوّف کے نام سے کتاب میں مندرج صوفیانہ اسرار اور رموز زیرِ قلم لائے گئے۔ الحمد للہ اس طرح بھی میری قلمی کاوش نے مقبولیت عامّہ حاصل کر لی۔ اب کی بار پھر دونوں حصّوں کو یکجا کر کے دستور السالکین اردو کے نام سے ناظرین کرام اور شائقینِ

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

عظام کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے تاکہ بیک نظر ارشادات و واقعات کی جانکاری حاصل کی جا سکے۔

ہمارا فرض ہے کہ ہم قرآنِ پاک و احادیث مبارکہ کے گہرے مطالعے کے ساتھ ساتھ صوفیانِ باصفا اور اولیاءِ پُرضیا کی پاک زندگیوں اور فرمودات و ارشادات سے اکتسابِ نور کر کے اپنے لئے متاع نور حاصل کریں اور دنیا و آخرت کے لئے سرمایۂ گراں مایہ قلوب کی جھولیوں میں بھر دیں ۔ یہی ایک نجات کا راستہ ہے۔

خداوند کریم دستگیری فرمائے اور دین کی مقدّس شخصیتوں کی تقلید کی توفیق عنایت فرمائے۔

وما ذالك على الله بعزیز

الولاشرف
قاری سیف الدین
قاری سیف الدّین

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

فہرست

۱	پیش لفظ	
۲	مختصر حالاتِ زندگی	
	(ا) حضرتِ سلطان العارفینؒ	۱۹
	(ب) حضرتِ بابا داؤدِ خاکیؒ	۲۲
	حصّہ اوّل	
۳	جائے پیدائش و خاندانی حالات	۲۶
۴	حضرتِ مخدومؒ کا بچپن	۲۷
۵	حیرت انگیز قوتِ حافظہ	۲۹
۶	غیبی رہنمائی	۳۰
۷	مُرشد سے مُلاقات	۳۳
۸	قرآنِ پاک سے شغف	۳۸
۹	مُلاقات با خضرؑ	۳۹
۱۰	راسخ العقیدہ پاک باز	۴۱
۱۱	ذکرِ اللہ کی اہمیّت	۴۳
۱۲	وردِ اعظم یا اسمِ اعظم	۴۴
۱۳	اورادِ فتحیہ پڑھنے کی اجازت	۴۵
۱۴	اورادِ فتحیہ کے فیوض و برکات	۴۶
۱۵	شیخ الکبریؒ سے مُلاقات	۴۷
۱۶	صفائی پسند ولی کاملؒ	۴۷
۱۷	حضرتِ مخدومؒ کا سوزِ عشق	۴۹
۱۸	سراپا عشق	۵۲

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

۱۹	اللہ کی حفاظت	۵۳
۲۰	مومنِ خود دار	۵۴
۲۱	کراماتِ مخدوم صاحبؒ	۵۵
	(ا) کشفِ قلوب	۵۵
	(ب) کشفِ قبور	۵۶
	(ج) کشفِ اسرار	۵۸
	(د) طےِ حروف	۵۹
	(ر) طےِ مکان	۶۰
	(س) دانائے تعبیر دان	۶۳
	(ص) ہاتھ ہے اللہ کا	۶۵
	(ط) ماحیُ الکفر	۶۶
۲۲	خوف و غم سے بے نیاز	۶۷
۲۳	موسیقی سے اجتناب	۶۸
۲۴	طالبِ دُنیا اور سالکِ بوالہوس سے نفرت	۷۰
۲۵	صاحبِ حکمت ولیؒ	۷۱
۲۶	ذکرِ اللہ کی خاصیت	۷۵
۲۷	خلوت سے جلوت کی طرف	۷۷
۲۸	مکاّر درویشوں سے نفرت	۷۸
۲۹	مالِ حرام سے پرہیز	۷۹
۳۰	تناولِ غذا میں احتیاط	۸۰
۳۱	صاحبِ ایثار ولیؒ	۸۳
۳۲	صاحبِ نفسِ مطمئنہ	۸۴
۳۳	پابندِ سنّت پاکباز	۸۵
۳۴	رہبرِ حقوق شناس	۸۶
۳۵	بدظنی سے کام لینا حرام ہے	۸۷

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

حصہ دوم ۲

فہرست

	شیخِ وقت کی اہمیت	۸۹
۳	ایمان وارادت کی شرطیں	۹۰
۴	شیخ خلیفۂ رسولؐ ہوتا ہے	۹۱
۵	جہاد بالنفس کی اہمیت	۹۲
۶	ہجرت کی حقیقت	۹۳
۷	پیر ومرشد کے فرائض	۹۴
۸	تقویٰ ایک لازمی شرط	۹۶
۹	اِستقامت، قُربِ رب کا ذریعہ	۹۷
۱۰	علمِ لدنی اور اس کی لازمی شرط	۹۸
۱۱	تلاوت کی افادیت اور طریق تلاوت	۱۰۰
۱۲	شریعت، طریقت اور حقیقت	۱۰۳
۱۳	دین قائم کرنے کی اہمیت	۱۰۸
۱۴	ہر دور میں مجدد کا ہونا لازمی ہے	۱۰۹
۱۵	کیا اجتہاد کا دروازہ بند ہوا ہے؟	۱۰۹
۱۶	یقین کے تین درجے	۱۱۰
۱۷	تہجد اور اس کے فضائل	۱۱۱

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

۱۸	مردانِ خدا کی افضلیت	۱۱۳
۱۹	طالبانِ حق کے اوصاف	۱۱۵
۲۰	طالبانِ حق کے روحانی مراحل	۱۱۷
۲۱	دست با کار، دلِ بایار	۱۱۹
۲۲	سلسلۂ نقشبندیہ کی عظمت	۱۲۰
۲۳	قربِ الٰہی کیسے حاصل ہوسکتا ہے؟	۱۲۱
۲۴	اللہ کے نزدیک مرد عورت کا درجہ	۱۲۲
۲۵	مومن کامل کی نشانی	۱۲۷
۲۶	خدا کا تعلق کائنات کے ساتھ	۱۲۸
۲۷	بیعت کی حقیقت	۱۲۹
۲۸	مردانِ خدا کی صحبت	۱۳۰
۲۹	کن کی صحبت اختیار کرنی چاہئیے	۱۳۲
۳۰	ملامتی گروہ	۱۳۳
۳۱	علم نافع کی تعریف	۱۳۵
۳۲	یادِ خدا کی اہمیت	۱۳۶
۳۳	مرد بالغ کسے کہتے ہیں؟	۱۳۷
۳۴	سنت کی پیروی بلند مرتبہ کا ذریعہ	۱۳۸
۳۵	تین قسم کے مرید	۱۳۹
۳۶	شیخ برحق اور اس کی تقلید	۱۳۹
۳۷	صاحبِ امر کی اطاعت	۱۴۰
۳۸	بیعت کی حقیقت اور اس کے طریقے	۱۴۱

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

۳۹	توبہ کا پھل	۱۴۳
۴۰	بزرگانِ دین کا خوفِ آخرت	۱۴۴
۴۱	لباس میں بھی سنت کا اہتمام	۱۴۴
۴۲	سید السادات کا طریق بیعت	۱۴۵
۴۳	صوفیوں کے نزدیک ارشاد کے معنی	۱۴۷
۴۴	تشبہ کے نتائج	۱۴۹
۴۵	قبروں کی زیارت کیوں کرنی چاہئے؟	۱۵۰
۴۶	اولیائے کرام کے دو گروہ	۱۵۴
۴۷	سید العابدینؓ کا جذبۂ زندگی	۱۵۵
۴۸	محبوبانِ خدا کے محبت کی علامت	۱۵۶
۴۹	حبل اللہ اتباعِ سنت کا دوسرا نام	۱۵۷
۵۰	بندگیٔ نفس گمراہی کی جڑ ہے	۱۵۷
۵۱	کلمۂ طیبہ کے فضائل	۱۵۹
۵۲	ولی خدا کی تعریف	۱۶۱
۵۳	غافلِ محروم	۱۶۳
۵۴	بیابان میں نماز کی فضیلت	۱۶۳
۵۵	ایمان بالرسل کی حقیقت	۱۶۴
۵۶	خواتین اسلام	۱۶۵
۵۷	اسلامی معاشرہ میں پردہ کی اہمیت	۱۶۷
۵۸	روحانی رشتہ	۱۶۸
۵۹	مسلمان خاوند کی ذمہ داریاں	۱۶۹

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

۶۰	جنابِ مخدومؒ کی نصیحت پاکئِ نگاہ	۱۷۰
۶۱	نفلی روزہ	۱۷۲
۶۲	روزوں کی حقیقت	۱۷۲
۶۳	ریا شرکِ اصغر ہے	۱۷۴
۶۴	برادرانِ رسولؐ	۱۷۴
۶۵	آلِ رسولؐ	۱۷۶
۶۶	متقی کسے کہتے ہیں؟	۱۷۷
۶۷	خلفائے راشدین کا بلند مرتبہ	۱۷۸
۶۸	مومن کے خلاف کدورت	۱۷۸
۶۹	موت، موت سے پہلے	۱۷۹
۷۰	ارشاداتِ جناب امیرِ اکبرؒ	۱۸۰
۷۱	موت و زندگی کا راز	۱۸۴
۷۲	فضیلتِ ذکر بعد از فجر	۱۸۶
۷۳	کشف و کرامت معیار نہیں	۱۸۷
۷۴	ذکرِ اللہ کی فضیلت	۱۸۸
۷۵	محبت کی آگ	۱۸۹
۷۶	ولی کی نشانیاں	۱۸۹
۷۷	کیا مزاح جائز ہے؟	۱۹۰
۷۸	مال کہاں خرچ کرنا چاہیئے؟	۱۹۱
۷۹	خداوند کریم پر مکمل یقین	۱۹۲
۸۰	ولی کی محبت	۱۹۳

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

٨١	فقر کیا ہے اور فقیر کون ؟	١٩٤
٨٢	ولایت اور دنیا پرستی میں فرق	١٩٥
٨٣	ترکِ دنیا کی حقیقت	١٩٦
٨٤	قرآن خوانی کی حقیقت	١٩٧
٨٥	عادل فرماں روا	١٩٧
٨٦	مومنِ شفیق	١٩٨
٨٧	غرور و تواضع	١٩٩
٨٨	موحّد کون ہے؟	٢٠١
٨٩	اصحابِ نور	٢٠١
٩٠	نظرِ محبت	٢٠٣
٩١	حقیقتِ کرامت	٢٠٣
٩٢	زیارتِ قبور	٢٠٧
٩٣	مقربینِ حق	٢٠٨
٩٤	تعمیرِ مساجد	٢٠٩
٩٥	کعبۂ گِل و خانۂ دِل	٢١٠
٩٦	تعویز نویسی سے پرہیز	٢١٠
٩٧	آداب الفقراء 212	٢١٢
٩٨	دَورِ فتن 213.	٢١٣
٩٩	نمازِ باجماعت کی اہمیت	٢١٨
١٠٠	بشارتیں 220	٢٢٠
١٠١	مردِ حق بین کی دامن گیری	٢٢٠

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

۱۰۲	اہمیتِ شوق	۲۲۲
۱۰۳	پیرانِ مکّار	۲۲۳
۱۰۴	اعتکاف کیا ہے اور معتکف کون ؟	۲۲۵
۱۰۵	مومن، ہر ایک کا دوست	۲۲۶
۱۰۶	رضا بالقضا	۲۲۷
۱۰۷	علامت پسند گروہ	۲۲۸
۱۰۸	مومن ہنس مکھ ہوتا ہے	۲۳۱
۱۰۹	توکّل	۲۳۲
۱۱۰	پیرانِ ریاکار	۲۳۳
۱۱۱	بزرگانِ دین اور مکار زاہدوں میں فرق	۲۳۵
۱۱۲	الطیبون للطیبات	۲۳۷
۱۱۳	استغفار مومن	۲۳۸
۱۱۴	ولی، ولی ہوتا ہے اور نبی، نبی !	۲۴۰
۱۱۵	مومنِ سخی خدا کا محبوب ہے	۲۴۱
۱۱۶	زہد کی تعریف	۲۴۲
۱۱۷	اولیاء اللہ ہر زمانے میں پائے جاتے ہیں	۲۴۲
۱۱۸	اطاعتِ شیخ	۲۴۳
۱۱۹	مومن عیب چیں نہیں ہوتا	۲۴۵
۱۲۰	انسان نما حیوان	۲۴۶
۱۲۱	دنیا پرست علمائے سوء	۲۴۶
۱۲۲	وجہ تسمیۂ صوفی	۲۵۰

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

۱۲۳	پارسائی کے لئے نماز و روزہ ہی کافی نہیں	۲۵۱
۱۲۴	دنیا کو اپنا خدا نہ بناؤ	۲۵۲
۱۲۵	دین پروری اور دین داروں کی محبت	۲۵۴
۱۲۶	گناہوں اور توبہ کے بارے میں!	۲۵۷
۱۲۷	ولی دیکھتے ہی خدا یاد آتا ہے	۲۶۷
۱۲۸	غضبِ مومن	۲۶۸
۱۲۹	مومنانہ محبت	۲۶۸
۱۳۰	مناجات مومن	۲۶۹
۱۳۱	اورادِ مومن	۲۶۹

خاتمۃٌ بالخیر

نہ مومن ہے، نہ مومن کی امیری
رہا صوفی، گئی روشن ضمیری
خدا سے پھر وہی قلب و نظر مانگ
نہیں ممکن امیری، بے فقیری

(اقبالؔ)

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مختصر حالاتِ زندگی

(الف) حضرت سُلطان العارفین شیخ حمزہ مخدوم کشمیری قدّس اللہ سرّہ العزیز

حضرت مخدوم رح زینہ گیر کے ایک گُم نام گاؤں تجر میں پیدا ہوئے۔ آپ کی تاریخ ولادت سنہ ۹ ھ ہے۔ اُس وقت سُلطان بڈشاہ کے بعد شہمیری خاندان کا تیسرا فرماں روا سُلطان محمد شاہ کشمیر کا حکمران تھا۔

حضرت مخدوم کا اسمِ شریف حمزہ رکھا گیا۔ حمزہ عربی زبان میں شیر کو کہتے ہیں اور جناب رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے مقدّس چچا، عظیم مجاہد اور شہیدِ اعظم رض کا یہی اسمِ مُبارک تھا۔ یہ اُحد کے میدان میں شہید ہو گئے۔ اسی نسبت سے حضرت مخدوم کا بھی یہی مُقدّس نام رکھا گیا۔

آپ کے والدِ بزرگوار کا نام بابا عثمان رح رینہ تھا۔ آپ سورج بنسی خاندان سے تعلق رکھتے تھے اور آپ کے اسلاف فرماں روائی کے منصب پر فائز تھے۔ آپ کے سلسلۂ نسب میں راوان چند نے اسلام قبول کیا اور اُن ہی کو رینہ کے خطاب سے نوازا گیا۔ رینہ، حکومت کے مدار المہام کا لقبِ خاص ہوا کرتا تھا۔

حضرت بابا عثمان رینہ رح پرہیزگار اور خدا ترس ہونے کے علاوہ علم و فضل کا شرف بھی رکھتے تھے جس کی وجہ سے اُن کے گھر میں دیدہ ورانِ شریعت و طریقت کا عبور و مرور رہتا تھا۔ اسی علمی و متقیانہ ماحول نے حضرتِ مخدوم پاک کی زندگی پر نہایت ہی مُفید اثر ڈالا۔ خود فرماتے ہیں کہ "جب بھی میں اپنے عہدِ طفولیت میں کسی بزرگ صاحبِ علم و تقویٰ

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

کو دیکھتا تھا تو کھیل کود چھوڑ کر فوراً ان کی مجلس میں بیٹھ کر اکتسابِ فیض کرتا رہتا تھا"۔ حضرت مخدوم رحؒ نے جوں ہی درسِ قرآن سے فراغت پائی تو آپ کو اپنے دادا زینی رینہ نے سری نگر لایا اور یہاں حضرت بابا اسماعیل زاہد رحمتہ اللہ علیہ کے سپرد کیا۔ یہاں خانقاہ میں داخل ہوئے جس کا نام دارالشفاء تھا۔ اور جو خانقاہ کوہِ ماران کے شمال مشرق کی حدود میں واقع تھی۔ خانقاہ کے مدرسہ میں بابا فتح اللہؒ۔ اخوند ملا درویش، حافظ عربی اور اخوند ملا لطف اللہ درس دیتے تھے۔ یہ اپنے دور کے مشہور و معروف بزرگ تھے!

حضرت مخدوم رحمتہ اللہ علیہ نے علمِ تجوید، فقہ، حدیث، تفسیر اور ادب و دینیات میں پوری مہارت اور عربی و فارسی نوشت و خواند میں کافی دستگاہ حاصل کی۔ آپ رحؒ نے کچھ عرصہ خانقاہِ شمسی چیک واقع کماگر پورہ متصل جامع مسجد گزارا۔ آپ اُن دنوں خورد سالی ہی میں تھے۔

تحصیلِ علوم کے ساتھ ساتھ حضرت مخدوم علیہ الرحمہ کو ریاضت و عبادات کا زبردست شوق تھا۔ اور اسی عشق کی وجہ سے آپ کو ہمیشہ مُربّی و مرشد کی تلاش رہتی تھی۔ یہاں تک کہ سنہ ۹۳۲ھ میں حضرت سید جمال الدین دہلوی البخاریؒ[1] قدس اللہ سرہ العزیز کشمیر تشریف لائے اور خانقاہِ ملک احمد یتو میں قیام فرمایا۔ حضرت سید نے اپنے جدّ امجد حضرت سرورِ کائنات، فخرِ موجودات جناب محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کے باطنی حکم کے تحت حضرت مخدوم کی روحانی تربیت فرمائی اور کچھ عرصہ یہاں گزارنے کے بعد حضرت مخدوم پاک رحؒ کو شجرہ و ارشاد نامہ کے علاوہ طاقیہ مبارک عنایت کرنے کے بعد یہاں سے رخصت ہوئے۔

حضرت سید کے واپس چلے جانے کے بعد جناب مخدوم پاک رحؒ نے کچھ عرصہ مخدوم منڈو متصل کلاشپورہ گزارا۔ پھر اپنے پیرِ مقدس کے حکم سے کشمیر کے مختلف مقامات کا دورہ کر کے اقامتِ دین اور اشاعتِ اسلام کا فریضہ انجام دینے لگے۔ اس راہ میں آپ کو

---

[1] حضرت سید جمال الدین کے مفصل حالات "خزینۃ الاصفیا" اور "بزمِ صوفیہ" میں درج کیے گئے ہیں۔

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

حکومتِ وقت اور مفاد پرست وگم کردہ راہ اشخاص و افراد کی طرف سے سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن آپ نے بلند ہمتی اور عزم و ثبات سے کام لے کر کسی بھی مخالفت کی پروا نہ کی اور اپنا مقدس مشن جاری رکھا۔ یہاں تک کہ

ایں زماں از یمنِ قدمش مسجد و منبر شدہ است

کا حسین منظر پیش فرمایا۔

آخر پر آپ نے کوہِ ماراں (ہری پربت) کے جنوبی حصّہ میں تبلیغِ دین کے لئے ایک حسین و دِل کش جگہ پسند فرمائی۔ یہاں پر اِرادت مند آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر ظاہری و باطنی تربیت و فیض حاصل کرتے جاتے تھے!

حضرتِ مخدوم کے ہم عصر اولیأ اللہ حضرت سیّد احمد کرمانی رح، حضرت علّامہ شیخ یعقوب صرفی رح، حضرت خواجہ محمد طاہر رفیقی رح اور مخدوم حاجی احمد قاری رح وغیرہ بزرگ ہیں۔ اور آپ کے خلفأ میں حضرت ابو حنیفۂ ثانی شیخ بابا داؤد خاکی رح، حضرت ہردی بابا رشی (ریشہ مالو صاحب)، میر بابا حیدر تولہ مولہ رح، خواجہ حسن قاری رح اور مُلّا احمد چاگلی رح وغیرہم ہیں۔

حضرت مخدوم نے سنہ ۹۸۴ھ میں رحلت فرمائی۔ آپ کا سنِّ مبارک ۸۴ سال اور تاریخِ رحلت "مخدومِ مرحوم" ہے۔ اُس وقت کشمیر میں علی شاہ چک حکمران تھا۔ حضرت مخدوم کی وصیّت کے مطابق آپ کے مرکزِ رُشد و اِرشاد کو ہی مرقدِ منوّر کے لئے منتخب کیا گیا۔

آپ کی وفات کے تقریباً چودہ سال بعد شہنشاہِ ہند جلال الدین اکبر بادشاہ نے آپ کا روضہ تعمیر کیا۔ پھر سنہ ۱۸۲۱ء میں حافظ عطا محمد خان نے زیارت گاہ کو از سرِ نو تعمیر کیا، جو آج تک محفوظ و موجود ہے۔

حضرت مخدوم پاک کی تاریخِ ولادت "خاصِ دہر" یعنی سنہ ۹۰۰ھ ہے اور آپ کی تاریخِ وفات "مخدومِ مرحوم" یعنی سنہ ۹۸۴ھ ہے۔

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

(ب) حضرت بابا داؤد خاکی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ خاکی علیہ الرحمہ ۹۲۸ھ مطابق ۱۵۱۱ء سری نگر کے ایک محلہ ناوہ پورہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کی اولاد آج بھی اسی محلہ میں سکونت پذیر ہے۔ آپ قبیلۂ گنائی سے تعلق رکھتے تھے۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ سابق زمانے میں بہترین خوش نویس کو گنائی کہتے تھے!

حضرت شیخ بابا داؤد خاکی رحمۃ اللہ علیہ بچپن ہی میں والدین کے سایہ سے محروم ہوگئے۔ لیکن خوش قسمتی سے مولانا رضی الدین، ملا شمس الدین پال جیسے اولوالعزم اور مقتدر علمائ کی علمی تربیت نصیب ہوئی، جن سے آپ نے علمی فضائل کا اتنا بڑا سرمایہ حاصل کیا کہ اس کی بدولت، دربارِ شاہی تک رسائی حاصل ہوئی۔ شاہانہ صحبت نے آپ کے اندر دُنیادارانہ طرزِ زندگی پیدا کیا اور آپ شاہانہ شان و شوکت کے ساتھ رہنے سہنے لگے۔[۱] یہاں تک کہ بلند بختی نے دست گیری کی اور خدائے لم یزل کی عنایت و

---

[۱] حضرت خاکی کی اقامت گاہ کی بُنیاد آج بھی موجود ہے۔ یہ ناوہ پورہ میں واقع ہے جو میرے پڑوس ہی میں ایک محلہ کا نام ہے۔ اسی طرح آپ کی نشست گاہ اور دریا میں سیر کے لئے اُترنے کی جگہ کے وہ آثار، اب بھی نظر آتے ہیں جن سے حضرت خاکی کی رئیسانہ دَور کی غمازی ہوتی ہے!

ناوہ پورہ میں اس خاندان کے بزرگ جناب پیر احمد شاہ خاکی یسوی علوی، حال ہی میں ۹۰ سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اللہ مغفرت فرمائے! علم دوست اور خدا ترس بزرگ تھے۔ آپ کے دو فرزند ہیں۔ ایک غلام مصطفیٰ خاکی، جو آزاد کشمیر میں

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Advocate Showkat

مہربانی سے آپ جناب مخدوم پاک علیہ الرحمہ کی خدمتِ اقدس میں پہنچے۔ اور یہاں آکر آپ کا دُنیادارانہ ذہن اور سرمایہ پرستانہ دِل بدل کے رہ گیا اور آپ تن کی دُنیا سے نکل کر من کی دُنیا میں داخل ہوئے اور ایک ایسی دولتِ ابدی کے وارث بن گئے جو جب ہاتھ آتی ہے تو جاتی ہی نہیں!

آپ کا عقدِ نکاح خانوادۂ سادات کے ایک محترم بزرگ حضرت سید میرک اندرابی رحمۃ اللہ علیہ کی صاحب زادی سے ہوا۔ ان ہی سے آپ کی اولاد ہوئی۔

حضرتِ خاکی رح جناب شیخ حمزہ مخدوم رح سے گہری محبت اور والہانہ عقیدت رکھتے تھے۔ "وِردالمریدین" کا قصیدہ اور "دستورالسالکین" جیسی معرکتہ الآرا تصنیف اس عقیدت ومحبت کی کافی ووافی شہادت ہے۔

حضرت مخدوم پاک رح کے علاوہ حضرت بابا ہردی ریشی (ریشہ مالو صاحب) سے بھی آپ رُوحانی انعطاف ومسرت حاصل کرتے تھے۔ چناں چہ ان کی شان میں قصیدۂ لامیہ اور شرحِ قصیدہ تصنیف فرمایا۔

حضرت بابا نصیب الدین غازی بیج بہاڑوی رح، حاجی داؤد رح، خواجہ مسعود پانپوری رح شیخ محمد سالم رح وغیرہ آپ کے خلفا کے خصوصی زمرہ میں شامل تھے۔

مذکورہ قصائد وکُتب کے علاوہ آپ کی اور بہت سی منثور ومنظوم تصانیف و یادگاریں ہیں، جو آپ کے تبحرِ علم، بلندئ فکر، قرآن وحدیث کی رموز شناسی اور خُدا ترسی وعشقِ محمدیؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا پتہ دیتی اور غمازی کرتی ہیں!

بقیہ حاشیہ :- رہتے ہیں اور ڈاکٹر پیر محمد یحییٰ خاکی علوی، ڈاکٹر صاحب سال ہا سال انگلستان میں رہ کر بھی واپس آتے پر اپنا اسلامی رنگ لے کر آگئے جو آپ کی شرافتِ نفسی، دین دوستی اور خدا ترسی اور آپ کے خاندانی تقوی شعاری کا پتہ دیتی ہے۔ اندرابی سادات کے ساتھ سلسلہ رشتہ اب بھی قائم ہے۔

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

آپ نے حضرت محبوب العالم شیخ حمزہ رحؔ سے خلعتِ ارشاد حاصل کیا اور مسندِ خلافت پر متمکن ہوئے اور پھر علمِ دین کی ترویج اور شریعت و طریقت کی تدریسؔ اشاعت میں مشغول ہوئے۔

زیارتِ روضۂ پیر پیراں رحؔ ملتان سے واپسی پر اولیائے وقت سے فیوض حاصل کرتے ہوئے جب جناب حاجی احمد قاری رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ وارد کشمیر ہوئے تو اثنائے راہ طبیعت خراب ہوگئی اور ۳ صفر المظفر ۱۹۴ھ رحلت فرما گئے۔

تاریخِ رحلت "خیر مقدم" ہے۔ آپ اپنے پیرِ مقدس کے پہلو میں آسودہ ہیں۔

عارف باللہ بزرگوں کی نظر میں

عارف وہ ہے جس کا کھانا، بیماروں کے کھانے کی طرح ہو، اور اس کا سونا سانپ کے کاٹے ہوؤں کی طرح ہو، اور اس کا عیش، پانی میں غرق شدگان کی طرح ہو۔

(حضرت سری سقطی رحؔ ۲۵۰ھ)

- عارف کی باطنی آنکھیں کھلنے پر ظاہری آنکھیں بند ہو جاتی ہیں، یعنی پھر اللہ تعالےٰ کے سوا، اس کی نظر کسی پر نہیں پڑتی۔ (حضرت ابو سلمان درانی رحؔ)
- عارف وہ ہے کہ راہِ عشق میں قدم رکھ کے سوائے خدا کے اور کسی طرف نظر نہ کرے
(حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحؔ)
- عارف، خواب میں بھی سوائے خدا کے اور کسی کو نہیں دیکھتا اور سوائے اس کے کسی اور سے موافقت نہیں کرتا اور اس کے سوا کسی سے اپنا راز بیان نہیں کرتا۔

(حضرت بایزید بسطامی رحؔ ۲۶۱ھ یا ۲۳۴ ہجری)

"جو سالک جتنا ہی پابند سنت ہوگا اتنا ہی قیامت کے روز اس کا مرتبہ بلند ہوگا۔"
(دستور السالکین صـ ۴۳، ۴۴)

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حصّہ اوّل

یافت چوں ہم نامیٔ اُس غازیٔ نامیٔ دین
پہلوانے در جہادِ نفس زور آور شدہ است
(خاکی رح)

حمزہ رح عمِ مصطفیٰ ص اُسکا نام حبیب اُس کو ملا
تب جہادِ نفس میں غازیٔ زور آور ہوا

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Advocate Showkat

حضرت مخدومؒ کی جائے پیدائش اور خاندانی حالات

حضرت بابا داؤد خاکی مُصنّفِ کتاب فرماتے ہیں :-

"حضرت مخدوم پاک رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہ کشمیر کے ایک گاؤں تجرؔ میں پیدا ہوئے ہیں۔ جیساکہ حدیثِ مبارک میں ہے کہ (الرّجال فی القریٰ) "مردانِ حق دیہاتوں میں پائے جاتے ہیں۔ جناب مخدوم رح کا مولد بھی گاؤں ہی تھا۔ یہ مقام زینہ گیر کے اطراف میں ہے اور سری نگر سے چھتیس (۳۶) میل کی دُوری مسافت پر واقع ہے۔

حضرت مخدوم کے والدِ بزرگوار کا نام جناب عثمان رینہ اور دادا کا زیور رینہ تھا۔ جو اپنے قبیلہ — قبیلۂ لون — کے سرداروں اور بُزرگوں میں شمار ہوتے تھے۔ ان کا خاندانی تعلق کشمیر کے شاہی خاندان — چکوں — سے ہے۔ آپ رح کے خاندان کے بُزرگ امیر بھی تھے اور صاحبِ دیانت بھی۔ اور گھر میں علم و ادب کا خُوب چرچا تھا۔

میں نے حضرتِ مخدوم رح کے والدِ بزرگوار کو دیکھا ہے۔ نہایت ہی باسلیقہ، خوش فہم، خندہ جبیں، مجلس آرا اور مسائلِ فقہی سے بخوبی واقف تھے۔ اشعار کثرت سے یاد کرتے تھے!

میں نے ان کے گاؤں میں چند ایک ایسے صوفی دیکھے ہیں جو پرہیز گار اور آدابِ دین سے پُوری طرح آراستہ و پیراستہ تھے۔ میں نے ان بزرگوں سے پُوچھا "یہ کس کی صحبت کا فیضان ہے؟" جواب دیا کہ "جناب عثمان رینہ (والدِ حضرت مخدوم) کا نتیجۂ تربیت ہے!

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

حضرت مخدوم علیہ الرحمہ کے خاندانی بزرگوں کی دین پروری و پرہیزگاری کا یہ حال اس سے بھی معلوم ہو سکتا ہے کہ وہ ہمیشہ اور باضابطہ فصل، مویشی اور مال و دولت کی زکوٰۃ اور عشر ادا کرتے تھے۔ اور حضرت مولانا شیخ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں بھیجا کرتے تھے۔ حضرت اسماعیل ان دنوں سری نگر میں رہتے تھے اور شیخ وقت اور مسلمانوں کے پیشوا مانے جاتے تھے!

حضرت مخدوم رحؒ کے کچھ رشتہ دار کاچہ ہامہ میں رہتے تھے۔ یہ گاؤں تجر سے دور ایک پہاڑ کے دامن میں واقع ہے۔ میں نے جب پہلی بار انھیں دیکھا تو ان کی پرہیزگاری اور علمی صلاحیت دیکھ کر نہایت ہی حیران ہوا۔ معلوم ہوا کہ آبائے مخدومؒ کا فیضِ تربیت و نتیجۂ صحبت ہے۔"

حضرتِ مخدومؒ کا بچپن

حضرت مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ سری نگر ہی میں بالغ ہوئے۔ اپنے سری نگر جانے کے متعلق خود ہی فرماتے ہیں کہ:۔

"خداوند کریم نے مجھ میں بچپن ہی سے دو اوصاف ودیعت کئے تھے۔ ایک یہ کہ جب بھی ہمارے گھر میں کوئی صوفی منش بزرگ وارد ہوتا تھا، تو میں ہر کام اور ہر لہو ولعب سے دست کش ہو کر اس کے پاس بیٹھ جاتا، اور صحبت سے لطف اندوز ہوتا تھا۔ گھر کے سب افراد، بزرگوں کے ساتھ میری محبت و میلانِ طبع پر حیران ہو جاتے تھے۔

دوسری صفت، جس سے خداوند کریم نے مجھے سرفراز فرمایا، یہ تھی کہ میں کبھی جھوٹ نہ بولتا تھا۔ بلکہ اگر کسی کے متعلق مجھے شک ہی گزرتا کہ یہ شخص جھوٹا اور کذّاب ہے تو میرے دل میں اس کی سخت نفرت پیدا ہوتی اور میں ایسے کذّاب کا مقابلہ کرنے پر اتر آتا۔ اور اسے بُرا بھلا کہتا۔"

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

"میرا ایک پاؤں کچھ پیچیدہ سا تھا۔ لیکن اس کے باوجود میں ہر کام پوری مستعدی سے انجام دیتا۔ تیراندازی اور غلولہ بازی میں پوری مہارت رکھتا تھا اور اس کے ساتھ ساتھ کامیاب شہسوار بھی تھا۔ لوگ میری جسمانی کمزوری کے باوجود میری یہ پھرتی اور ہمہ وقت مستعدی دیکھ کر حیران ہوجاتے تھے!"

"ایک روز صبح کے وقت میں گھر سے مدرسہ کی طرف نکل پڑا۔ لیکن راستے میں بچوں کے ساتھ کھیل کود میں شامل ہوا۔ یہاں تک کہ دوپہر کا وقت آن پہنچا۔ سبق ہاتھ سے چلا گیا۔ والدِ بزرگوار نے مدرسہ کے متعلق دریافت فرمایا۔ اگرچہ میں والد صاحب کے سامنے سچ بولنے کے انجام اور تعزیر و سزا سے بخوبی واقف تھا۔ مگر راست گوئی اور صدق بیانی میری رگ رگ میں رچ بس گئی تھی۔ میں نے مدرسہ جانے کی بجائے کھیل کود میں مصروفیت کا سارا واقعہ صاف صاف بیان کیا اور اعترافِ گناہ کیا۔"

"والدِ بزرگوار نے انتہائی غضب ناک، اور خشمگیں ہوکر ایسا بُری طرح مارا کر میں ہلاکت کے قریب پہنچا۔ پھر بخار نے آدبوچا۔ بیماری بڑھتی اور طول پکڑتی گئی۔ میں نے بسترِ علالت ہی پر پختہ عزم کیا کہ شافیِ حقیقی نے شفا عطا فرمائی تو دوبارہ وقت ضائع نہ کروں گا بلکہ سری نگر جا کر تحصیلِ علم کروں گا اور ریاضت و عبادت کو محورِ زندگی بنا لوں گا!"

"خدائے شافی نے شفا سے نوازا تو دادا جان کو سری نگر لے جانے پر بصد اصرار و الحاح تیار کیا۔ سری نگر میں مجھے حضرت شیخ فتح اللہ، جانشینِ مولانا اسماعیل مرحوم کے سپرد کیا گیا۔ ان کی خانقاہ کوہِ ماران کے دامن میں واقع تھی۔ ایک سال میں قرآنِ پاک کا ایک پارہ پڑھ لیا۔ یہاں سے اُٹھ کر ملک شمس چک کی تعمیر کردہ ایک اور خانقاہ میں چلا گیا اور یہاں بیس سال قیام کیا۔ اور یہ عرصہ مسلسل مجاہدات و ریاضتِ شاقہ میں گزارا۔"[1]

Digitized By eGangotri

[1] دستور السالکین صفحہ نمبر ۴۴ - ۴۵

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Advocate Showkat

حیرت انگیز قوّتِ حافظہ

حضرت مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:۔

"جب میں خانقاہِ ملک شمس چک میں ایامِ طفولیت گزارتا تھا۔ تو میری کم عمری کی وجہ سے ایک مردِ صالح کو میرا ہم حجرہ (ROOM MATE) بنایا گیا۔ یہ بزرگ ہمیشہ نصف شب کو اُٹھ کر سورۂ کہف کی تلاوت کرتا تھا۔ میں بھی خوابِ غفلت چھوڑ کر وضو کرتا اور قرآنِ شریف سُنتا رہتا!"

"ایک روز میں نے اس بزرگ سے کہا کہ آپ جو سورۂ شریفہ رات کو اُٹھ کر پڑھتے ہیں، وہ مجھے ساری کی ساری یاد رہی ہے۔ اُس نے حیرت سے پوچھا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ میں تو بہت مدّت سے اُسے یاد کرتے اور حافظہ کی گرفت میں لانے کی کوشش کرتا آیا ہوں، لیکن ناکام رہا۔ میں نے فوراً امتحان لینے کو کہا۔ مردِ بزرگ نے قرآن پاک ہاتھ میں لے کر سُنا۔ تو یہ جان کر حیران ہوا کہ خداوند کریم کی مدد سے مجھے ساری سورت ازبر ہو گئی تھی! رات کو قرآنِ پاک سُننے سے میرے اندر بیداریٔ شب کی عادت پیدا ہو گئی۔"

"میں نے امامِ خانقاہ کے پاس قرآنِ پاک ختم کیا اور پھر علمِ قرأت بھی حاصل کیا۔ درست قرآن خوانی کی صفت اپنے اندر پیدا کر کے قرآن خوانی میرا شب و روز کا مشغلہ بن گیا۔

میری یہ ہر وقت آرزو رہتی کہ خداوند کریم کسی ایسے ناصح و مُربّی سے مجھے مِلائے جو مجھے دین کی حقیقت و ماہیّت سے باخبر کرلے۔ میں ہر وقت اس کے لئے دست بدُعا رہتا خداوند کریم نے میری دُعا قبول فرمائی اور مختلف اوقات پر انبیاءؑ و صُلحاءؒ، خواب اور غیبی آواز کی صورت میں میری رہنمائی کرنے لگے۔ اگر کسی بھی وقت مجھ سے کوئی ناشائستہ حرکت ظہور پذیر ہوتی تو خواب میں کوئی زجر و توبیخ کرتا اور ایسی حرکت سے باز رہنے کی

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

تلقین کرتا۔"

غیبی رہنمائی

حضرت مخدوم رحمہ فرماتے ہیں:۔

"جیسا کہ کہا جاتا ہے الصبی صبی ولو کان ابن النبی یعنی بچہ بچہ ہی ہے اگرچہ وہ پیغمبر زادہ ہی کیوں نہ ہو۔ چناں چہ ایک روز میں نے اپنے ہم عمر بچوں کے ساتھ مسجد شریف کی چھت اور مینار پر پتھراؤ کیا۔ رات کو کیا دیکھتا ہوں کہ کوئی مردِ بزرگ مجھے سخت ملامت کرتے ہیں اور میٹھی اور فصیح زبان میں فرماتے ہیں کہ تعجب ہے نمازی ہونے اور عبادت کرنے کے باوجود تم نے خانۂ خدا کی توہین کی۔ کیا تمھیں معلوم نہیں کہ ہم کعبۂ شریف کی اسی لئے تعظیم کرتے ہیں کہ وہ خانۂ خدا ہے۔ یہی حال مساجد کا بھی ہے۔ مگر تم ہو کہ مسجد کو اذیت پہنچاتے ہو۔ فوراً توبہ کرو۔ کیا تمھیں معلوم نہیں کہ مسجد شریف کی ہر اینٹ جان رکھتی ہے اور نمازیوں کو دُعا دیتی اور اذیت پہنچانے والوں کے خلاف دربارِ خداوندی میں فریاد کرتی رہتی ہے۔"

ایک اور دن عجیب واقعہ پیش آیا اور وہ یوں کہ:۔

"ایک صاحبِ خیر نے درویشوں کو دعوت پر بلایا۔ مجھے بھی دعوت میں شامل کیا گیا۔ اگرچہ میں ابھی بچہ ہی تھا۔ پُرتکلف دعوت کھانے کے بعد مجھے نکلتے وقت چار پیسے دیئے گئے۔ میں پیسے لے کر بہت ہی خوش ہوا۔ اور کاغذ دوات خریدنے کا منصوبہ بنایا۔ پیسوں کو زور سے ہاتھ میں تھام کر قیام گاہ کی طرف چل پڑا۔ خانقاہ کے قریب پہنچتے ہی پاؤں پھسل گیا اور کھڈ میں جا گرا۔ کپڑے کیچڑ میں لت پت اور پیسے ہاتھ سے غائب۔ پھر اُٹھ کھڑا ہوا۔ اپنے کمرہ میں جا کر سو گیا۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ کوئی مردِ بزرگ زجر و توبیخ کرتے ہوئے نصیحت فرما رہے ہیں۔

"دیکھو حمزہ! آج تو تُم نے منشائے حق کے خلاف کام کیا۔ اسی لئے تمھیں ادب

Digitized By eGangotri
Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

سکھانے کے لئے گھڈ میں گرا دیا گیا۔ یاد رکھ لے اگر تو اسی طرح بکھاریوں کے مانند گھر گھر کی راہ لوگے تو تمھیں نہ دین حاصل ہوگا اور نہ دُنیا۔ اس کے برعکس خانقاہ میں جم کر بیٹھوگے اور کسی کے بھی گھر نہ جاؤگے تو دین و دُنیا کی دولت و عزت حاصل ہوگی! اور لوگ بھی تم سے فیض یاب ہوں گے۔ دیکھو! اگر جمعہ کو دعوت پر نہ گئے ہوتے تو خانقاہ میں بیٹھ کر ہی پیسے بھی زیادہ ملتے اور دعوت بھی کھاتے!

بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ جو کچھ بزرگ نے فرمایا، وہ بالکل درست تھا۔ کیونکہ ہمارے دعوت پر جانے کے بعد کوئی صاحبِ خیر خانقاہ میں آیا تھا اور ہر طالب علم کو آٹھ آٹھ پیسے لینے پر مجبور کر گیا تھا۔ اس واقعہ کے بعد میں نے اس قسم کی غلط کاری سے توبہ کی۔"

اسی طرح ابتدائی ایام میں اگر میں کسی رات کو نمازِ تہجد پر بیدار نہ ہوتا تو کوئی آکر دروازہ کھٹ کھٹاتا یا زنجیرِ در ہلاتا اور زور زور سے پکارتا اور کہتا:-

"اے بابا حمزہ! اُٹھو دیر ہوگئی۔ اُٹھ اور وضو کرکے نماز ادا کرلے!"

اسی طرح اگر میں کسی مسئلہ میں پریشان ہوجاتا تو خواب میں یا گاہ گاہ بیداری کے عالم میں کوئی مردِ اجنبی مجھے مسئلہ کی اُلجھن سے نکال لیتا!

ایک روز میں نے مُلا لطف اللہ صاحب —— جو امامِ خانقاہ بھی تھے اور نہایت ہی دانا اور اللہ پاک سے ڈرنے والے نرم خو بزرگ بھی —— کے پاس فقہ سنائی کا آغاز کیا۔ صرف ابتدائی شعر پڑھ کر قیام گاہ پر واپس آیا۔ رات کو سبق دُہرانے کے لئے اُٹھا تو کتاب کھول کر پڑھنے لگا۔ مگر مُطلق یاد نہ تھا۔ اس پر میں زار زار رونے لگا۔ ساری رات گریہ طاری رہا۔ اچانک آواز آئی ——

"ارے! کیوں روتے ہو؟ کیا سبق بھول گئے ہو؟ پڑھو!" ——

؎ نامِ حق بر زباں ہمی رانیم —— کہ بجان و دلش ہمی خوانیم

میں بھی آواز کے ساتھ ساتھ پڑھنے لگا۔ شعر یاد رہا۔ صبح خوش خوش اُستاد کو سبق سُنایا۔ اس واقعہ کے بعد رفتہ رفتہ میری علمی صلاحیت بڑھتی گئی اور میں نے چند کتابیں مثلاً منطق الطیر، ذخیرۃ الملوک، فارسی نامہ امیر حسین اور فقہ کے

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

کچھ رسالے پڑھ لئے۔ دہراتے وقت اگر کہیں کوئی مشکل پیش آتی تو غیبی رھنمائی میری دست گیری فرماتی!

رات دِن گزرتے گئے اور خداوند کریم کی مدد سے میری ذکاوت و ذہانت میں اضافہ ہوتا گیا۔ نکتہ رسی کا ملکہ اُبھر آیا۔ میں اپنے اُستادِ مکرّم سے سوالات پر سوالات کرنے لگا۔ کبھی کبھار ایسا بھی ہوتا کہ وہ میرے سوالات کے جوابات دینے سے عاجز رہ جاتے! اوّل اوّل اُستاد کو یہی گماں ہوا کہ شاید میں کسی دوسرے مُعلّم کے پاس جا کر سوالات بنا کے آتا ہوں۔ بعد میں جب اُنھیں معلوم ہوا کہ یہ سب میری ذکاوت و ذہانت کا نتیجہ ہے تو وہ میری بہت ہی عزّت کرنے لگے اور میرے متعلق اُن کے دِل میں بڑی عقیدت پیدا ہوئی۔

گاہ گاہ مجھے خواب میں جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم اور آپؐ کے صحابہ کرامؓ کی زیارت سے مُشرّف کیا جاتا۔ اور حضورؐ مجھے نصائح سے سرفراز فرماتے! بالخصوص مسلک و مذاہب کے بارے میں۔ کیونکہ اُس دَور میں اختلافِ مسالک نے سخت زور پکڑا تھا۔ مجھے بار بار تاکید و تلقین کی جاتی کہ اہلِ سُنّت والجماعت مسلک پر قائم رہوں! (اس کی تفصیل آگے آئے گی)

کبھی کبھی کسی پیغمبرِ سابق یا ولی کو خواب میں دیکھ لیتا اور کوئی مجھے ان کا تعارف کراتے ہوئے تلقین کرتا کہ یہ فلاں پیغمبر یا فلاں ولی ہیں! خُداوند کریم نے ان کی رُوحِ مُقدّس کو تم سے اس لئے مِلایا ہے کہ تم جو کچھ ان سے سُنو گے اُسے حرزِ جاں بنا کر اس کے مطابق عمل کرتے رہنا!

کبھی کوئی بزرگ ارشاد فرماتا کہ "فلاں سُورۃ کو اِتنے ہزار یا اِتنے سَو بار اِتنی مُدّت کے لئے پڑھ لینا چاہیئے، جس کا فلاں نتیجہ برآمد ہوگا۔ میں نہایت ہی ذوق و شوق سے اس حکم کی تعمیل کرتا۔ اور وقتِ مُقررہ پر اُن نتائج کا مشاہدہ کرتا، جن کے بارے میں قبل از وقت ہی نشان دہی کی گئی ہوتی!

کبھی کبھی مجھے ذاکروں کی زیارت کرائی جاتی۔ ساتھ ہی ارشاد ہوتا کہ میں بھی اسی طرح اللہ کی یاد کرتا رہوں۔ پھر ذکرُ اللہ کے آثار و انوار سے میں مستفید

Digitized By eGangotri
Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

ہوتا رہتا۔۔۔

ایک دفعہ میں نے بہت سے اولیائے کرام کو دعائے سیفی پڑھتے دیکھا۔ مجھے بھی ان کے ساتھ ساتھ پڑھنے کو کہا گیا۔ میں پڑھتا رہا، یہاں تک کہ ساری دعا یاد رہی! اسی طرح وقتاً فوقتاً اور دعائیں بھی سیکھتا گیا، پڑھتا رہا اور خواص کا مشاہدہ کرتا رہا۔۔۔ بہرحال یہ میری باطنی کیفیت اور قلبی واردات تھی جب کہ حضرت سید جمال الدین قدس اللہ سرہ العزیز، رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ سری نگر میں تشریف فرما ہوئے اور خانقاہِ احمد یتو میں نزولِ اجلال فرمایا۔[1]

مرشد سے ملاقات

جنابِ سلطان فرماتے ہیں کہ:-

"ادھر حضرتِ سید قدس اللہ سرہ العزیز قیام پذیر خانقاہ ہوئے اور ادھر مجھ سے خواب میں کسی نے بتایا کہ

"خداوند کریم نے وسائل و وسائط میں بے شمار فوائد و خواص مضمر رکھے ہیں، چناں چہ جنگل اور بیابانوں کے درخت میوہ نہیں دیتے اور اگر کہیں کوئی درخت بار آور ہوتا بھی ہے تو اس کا پھل بدمزہ ہوتا ہے۔ اس کے برعکس باغوں میں اگائے گئے درخت باغبان کی نگرانی اور آب یاری کی وجہ سے شیریں و لذیذ میووں سے لد جاتے ہیں۔

بالکل اسی طرح سالکِ واصل، مجذوبِ واصل سے زیادہ باکمال ہوتا ہے، مجذوبِ واصل بانجھ عورت کے مانند ہے، جو کچھ نہیں جنتی اور جس کی پیروی نہیں کی جاسکتی!

مردِ مجذوب کو اگر تجلیاتِ رحمانی اور جذبۂ حق سے بھی سرشار و سرفراز کیا جائے

---

[1] دستور السالکین صفحہ نمبر ۲۳

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

پیر بھی اس قابل نہیں کہ کسی کی راہ نمائی کرے۔ کیونکہ اس کی تربیت کسی مردِ کامل کے ہاتھوں نہیں ہوئی ہوتی ہے۔"

ایسی ہی نصائح سے مجھے تیار کیا گیا کہ میں کسی مردِ کامل کی دامن گیری کروں۔ تیاریٔ ذہن کے بعد صاف ارشاد ہوا کہ

"حمزہ! تمھیں اللہ تعالےٰ کا شکر کرنا چاہیئے کہ اُس نے تمھاری رہنمائی کے لئے پیرِ روشن ضمیر حضرت سیّد جمال الدین بخاری رحؒ کو اس شہر میں پہنچایا ہے۔ یہ آج کل خانقاہِ آحمہ یتو میں مقیم ہیں۔ اُن کی خدمت میں جا کر کسبِ فیض کرنا چاہیئے اور بیعت کے بعد ارشادات پر عمل کرنا چاہیئے۔"

صبح طلوع ہوئی۔ میں مردِ حق آگاہ کے دیدار کے لئے بے تابی سے خانقاہ کی طرف دوڑ پڑا۔ اندر جا کے موصوفِ محترم کو محوِ خواب دیکھا۔ میں تھوڑی دیر ٹھہر کر واپس پلٹا۔ دوسرے روز پھر چلا گیا اور دروازہ کے پاس ہی دائیں طرف اس طرح فوراً بیٹھا کہ کسی نے بھی میرا پیچیدہ پاؤں نہ دیکھا۔ مُرشد نے آنکھیں کھول دیں اور گھور گھور کر مجھے دیکھ کر فرمانے لگے :۔

"قریب ہو جاؤ۔ بیگانے مت بنو۔ خُداوند کریم نے آج رات تمھارے سارے حالات مجھ پر منکشف فرمائے، یہاں تک کہ تمھاری جسمانی کیفیت اور پائے پیچیدہ سے بھی آگاہ فرمایا۔ تمھیں میری سپُردگی میں دیا گیا ہے اور ہم نے تمھیں اپنا بیٹا بنا لیا ہے، اطاعت و خدمت پر کمربستہ ہو جاؤ۔ لگاتار محنت کرو اور استقامت سے کام لو۔"

پیرِ بزرگوار کی خدمت میں روٹیاں اور گوشت لایا گیا تھا۔ مجھے بھی اس میں سے کچھ حصّہ عطا کیا گیا۔ میں نے اہلِ مجلس سے شرم سی محسوس کر کے اپنی قیام گاہ پر کھانے کا دل میں ارادہ ہی کیا کہ مُرشدِ برحق فرمانے لگے :۔

"نہیں، ہمارے سامنے ہی کھاؤ۔ یہاں تو سب لوگ کھا چکے۔ ہم تمھیں اور دو روٹیاں دیں گے، جا کر قیام گاہ پر کھا لینا!"

اس کے بعد اپنی کُلاہِ مقدّس میرے سر پر رکھ دی اور فرمایا :۔

"یہ ٹوپی پہن کر چند دن خلوت نشین ہو جاؤ اور نتیجہ استغنا سے مُطلع کرو۔"

Digitized By eGangotri
Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

خُداوندِکریم نے ریاضت کی بدولت، جو کچھ مجھے دِکھایا، میں نے اپنے پیرِ بزرگوار کو اس کی اطلاع دی۔ وہ بہت ہی خوش ہوئے اور مجھے باضابطہ اپنی تربیّت میں لیا۔ ذکرِ خفی اور چہار ضرب کی تلقین فرماکر ارشاد کیا:۔

"یہ ذکر خدائے برتر تک پہنچنے کا بہترین اور مختصر ترین ذریعہ ہے۔ اس پر ہمیشہ لگے رہو۔ ہم اُن تمام اذکار کی تلقین کریں گے جو مشائخ کرام سے ہم تک لگاتار و مُسلسل بذریعہ تعلیم پہنچی ہیں۔"

میں نے سخت محنت و ریاضت سے کام لیا۔ بیداریٔ شب میرا معمول بن گیا۔ مجھے وردِ اعظم —— جو سُورہ یٰسین اور دوسرے اوراد پر مُشتمل ہے —— کی تعلیم دی گئی۔ علاوہ ازیں حرز مونسِ اولیاءٔ وغیرہ وظائف کی تلقین کی گئی۔ اس کے ساتھ ساتھ حکم دیا گیا کہ بیعت سے قبل جن اوراد کو میں نے وظیفہ بنایا تھا، انھیں چھوڑ دوں!"

بہرحال رہبرِ اقدس رح چھ مہینے میری مکمّل تربیّت فرماتے رہے۔ میں مشاہدات و انوار اور واقعات و احوال سے اُنھیں باخبر رکھتا اور وہ مزید ارشادات سے نوازتے رہے۔

ایک روز مُلا حسرت کابری —— جو علاقہ بانگیل کے قاضی تھے —— سے سلسلہ نامہ تحریر کرا کے مجھے عنایت فرمایا۔ ساتھ ہی ارشاد ہوا کہ

"جو امانت مشائخِ کرام کی طرف سے مجھ تک پہنچی تھی، تمھیں اس کا حق دار جان کر سُپرد کی۔ تمھیں اجازت دی جاتی ہے کہ اگر کوئی طالبِ صادق تمھارے پاس آئے تو اُس کی رہبری کرتے رہنا!"

میں نے عرض کیا:۔

"اے رہبرِ محترم! میری کیا بساط کہ کوئی میرے پاس طلبِ ہدایت کے لئے آجائے!"

فرمایا:۔

"مجھے خُداوندِ کریم کے فضل و کرم اور اس سلسلۂ عالیہ کے بلند ہمّت پاکبازوں

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

کی ہمت سے اُمید ہے کہ بڑے بڑے رئیس، سردار تمھارے دروازے پر منتظرِ ہدایت رہتے ہوں گے!"

عرض کیا:۔

ارشاد فرمائیے اگر کوئی طالب میرے پاس آجائے تو کیسے جان سکوں کہ مخلص کون ہے اور کون نہیں!"

فرمایا:

"بہانہ تراشی نہ کرو۔ اگر ہم تم میں صلاحیت و قابلیت نہ دیکھتے، تمھیں یہ اعزاز نہ بخشتے، ہم ہر وقت تمھاری مدد کریں گے!"

اس کے بعد رخصت کرتے ہوئے فرمایا:

"جاؤ۔ میں نے تمھیں اور تمھارے دین کو خدائے لاشریک کے سپرد کیا۔"

یہ سن کر خادموں نے مبارک باد دی۔

اُس زمانہ میں کشمیر میں فتنۂ تبرّائے صحابۂ کرام (نعوذ باللہ عنہما) زوروں پر تھا۔ کوئی بھی شخص حضرت سید جمال الدین رح کی خدمتِ اقدس میں طلبِ ہدایت کے لئے نہ آیا۔ اس لئے یہاں کی کور ذوقی اور بدخمیری سے دِل برداشتہ ہوکر انھوں نے رختِ سفر باندھ لیا۔

میں نے عرض کیا:

"اے پیرِ روشن ضمیر! اگر آپ رخصت ہوں گے تو مجھے بھی اپنے خادموں کے ساتھ ہم رکابی کا شرف بخشیں، کیونکہ ؎

بے تو اے آرام جانم زندگانی مشکلست
بے تماشائے جمالت زندگانی مشکلست

آپ نے فرمایا:

"اے بابا! سفر کافری ہے۔ سفر کے لئے ایک ایسا قوی دِل اور مضبوط جسم والا ہونا چاہیئے جو اپنے کو کفرہائے سفر سے بچا سکے۔ تمھارے لئے سفر کرنا نہ سازگار ہے اور نہ اس کی کوئی ضرورت ہے، کیونکہ ہم جہاں کہیں بھی

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

ہوں گے، تمہارے ساتھ ہی ہوں گے! ؎

گر در یمنی چو با منی پیشِ منی

ور پیشِ منی چو بے منی در یمنی [۲]

ہمارے ساتھ تمہاری باطنی صحبت، ظاہری ہم نشینی سے زیادہ مفید ہے۔ میں نے جن اوراد و وظائف کی تلقین کی ہے، استقامت سے اُن پر کاربند رہو۔ اِن شاء اللہ ترقیات، و کمالات سے بہرہ ور ہو جاؤ گے!"

نیست پایانے بہ درگاہِ اللہ

ہر کہ افزوں رفت، افزوں یافت راہ [۳]

یہ فرما کر مجھ سے رخصت ہوئے اور مجھے خداوند کریم کو سپرد کر کے خود سفر پر روانہ ہوئے۔ پیرِ کامل نے باطنی کمالات اور انوار و فیوض کے متعلق جو پیشین گوئیاں فرمائی تھیں، عنایتِ ربانی سے اُن کا برابر مشاہدہ کرتا آیا ہوں [۴]

---

[۱] یعنی اے میری جان کو راحت پہنچانے والے محبوب! آپ کے بغیر اور آپ کے حسن و جمال کا نظارہ کرنے کے بغیر میری زندگی مشکل اور دوبھر ہوگی۔

[۲] اگر تم یمن میں بھی ہو گے، مگر میری یاد کرتے رہو گے! تو گویا میرے ساتھ ہی ہو، ورنہ اگر میرے ساتھ ہو گے، مگر مجھ سے بے نیاز ہو گے تو گویا یمن ہی میں ہو گے!

[۳] اللہ کی بارگاہِ عظمت کی کوئی انتہا نہیں۔ جو جتنا آگے بڑھا، اُتنا ہی آگے کو راستہ بھی پایا۔

[۴] دستور السالکین از صفحہ ۶۵ تا ۶۸

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

قرآنِ پاک سے شغف

حضرت مخدوم پاک علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ

"ابتدائی دِنوں میں مجھے قرآنِ پاک سے رات دِن شغف رہتا۔ اس کتابِ مُقدّس کی مُسلسل اور لگاتار تلاوت سے مجھے سارا قرآن حفظ ہو گیا۔ خُداوندکریم نے فضل وکرم سے حلاوتِ تلاوت، اور لذّتِ قرآن سے کچھ اس طرح نوازا کہ میں کسی بھی وقت قرآن سے الگ رہنا نہیں چاہتا۔ اس کے ساتھ ساتھ مجھے آیاتِ طیبات کے اسرار و رموز اور خواص و انوار سے بھی سرفراز کیا گیا۔"

اس ضمن میں حضرت بابا داؤد خاکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ

"میں اگر کبھی آپ کے سامنے تلاوت کرتا تو گاہ گاہ میری غلطی کی نشان دہی کرتے ہوئے فرماتے ــ "مجھے یُوں یاد ہے۔" میں قرآنِ پاک کھول کر اپنی غلطی درست کرتا اور ہر وقت یہ دیکھ کر حیران رہ جاتا کہ نہ صرف یہ کہ عبارت، بلکہ اسرار و خواص کے متعلق جو کچھ حضرتِ مخدوم رحمۃ سے بیان فرماتے، میں بعینہٖ کتابوں کے اندر وہی کچھ پاتا۔ آپ فرماتے تھے :ــ

"دیکھو! اولوالعزم اور صاحبِ ہمّت بن کر عزم واستقلال سے کام لو، اور پُورے صدق وخلوص کے ساتھ کتابُ اللہ کے ساتھ چمٹے رہو۔ خُداوند کریم تمھیں بھی کتاب پڑھنے کے بغیر ہی اس پاک کتاب کے معانی اور اسرار و رموز سے آگاہی بخشے گا![1]

---

[1] دستور السالکین صفحہ ۱۲

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

مُلاقات با خضرؑ

حضرت مخدوم شیخ حمزہ قدس اللہ سرّہ العزیز فرماتے ہیں کہ

"مجھے لڑکپن سے صُلحائے کرام اور پاک بازانِ دین کی صحبت اور نصائح سُننے کا نہایت ہی شوق تھا، جیسا کہ کہا جاتا ہے:

مَنْ طَلَبَ شَیْئًا وَجَدَّ وَجَدَ ہ جس نے کوئی چیز چاہی اور پھر اس کے لئے کوشش کی تو پائی۔ اکثر اوقات خداوند کریم مجھے اس دولت سے سرفراز فرماتا۔

ایک روز گرمیوں میں، میں نے جامع مسجد سری نگر میں نمازِ جمعہ ادا کی تو ایک سبز پوش نُورانی بُزرگ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ ان کے دستِ حق پرست کی خُنکی سے میرے قلب وجگر میں ٹھنڈک محسوس ہوئی۔ گرمیوں میں یہ سرد ہاتھ بہت ہی فرحت بخش تھا۔ بُزرگ میرا ہاتھ پکڑ کر روانہ ہوا۔ دونوں زینہ کدل پار کر کے زالڈگر پہنچے۔ یہاں ایک مقام پر قبلہ رُو ہو کر یہ اجنبی شخص دیر تک دُعائیں دیتا رہا۔ پھر میرا ہاتھ پکڑ کر لوکھری پارؒ سے گزر کر محلّہ خندہ بھونؒ (نواکدل) میں پہنچایا۔ یہاں دریا کے کنارے بیر کے درخت کے نیچے ہم دونوں بیٹھ گئے۔

راہ چلتے چلتے اور اس مقام پر مردِ حق آگاہ نے مجھے شیرین اور دِل آواز نصیحتیں کیں۔ بزرگ کی پُر وقار صورت نے مجھے ایسا مرعوب کیا کہ تعارف کرنا بھی بھول گیا، ہاں نہایت ہی انکساری و اخلاص سے عرض کیا:

"مجھے مزید نصائح اور دُعا و اذکار کی تلقین فرمائیے تاکہ سکونِ قلب حاصل ہو سکے!"

یہ سُن کر آپ نے پُوری بشاشت سے مجھ پر شفقت بھری نظر ڈالی اور فرمایا:۔

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

"جو وظائف پڑھتے ہو، پڑھتے جاؤ۔ تمہیں اس کی اجازت دی جاتی ہے۔ ان شاء اللہ میں بھی مدد کرتا رہوں گا۔"

جہاں ہم دونوں بیٹھے ہوئے تھے وہاں سے ایک مشہور آدمی ملک لدو بٹ کے مکان تک بہت ہی لمبا فاصلہ تھا۔ اور بیچ میں بہت سارے مکانات حائل تھے۔ لیکن میں یہ دیکھ کر حیران ہوا کہ بزرگ کی کرامت سے لدو بٹ کا مکان مجھے اپنے سامنے نظر آیا۔ پھر آپ فرمانے لگے کہ اُس مکان کا مالک۔ عصیان و نافرمانی سے باز نہیں آتا، اس لئے بارگاہِ ایزدی میں فیصلہ ہوا ہے کہ فلاں مدت تک اس کی بینائی چھین لی جائے گی۔"

چناں چہ چند ایام کے بعد پیشین گوئی پوری ہوئی۔

بہر حال ہم دونوں نے اکٹھے نمازِ عصر ادا کی۔ بزرگ نے امامت کی اور میں نے اقتدا۔ نماز ختم کرکے وہ غائب ہو گئے!

میں نہایت ہی پریشان ہوا۔ کیوں کہ میں اپنی قیام گاہ سے بہت ہی دُور تھا۔ میری آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ گرنے لگے، لیکن خداوند کریم نے رہنمائی فرما کر منزل تک پہنچایا۔ رات کو خواب میں کسی نے بتایا کہ "وہ خضر علیہ السلام تھے جن کے ساتھ آج دن گزارا۔ جب سے اب تک بارہا حضرتِ خضرؑ کی زیارت کرتا رہا ہوں، اور مشائخ کرام سے جن اوراد و وظائف کی تعلیم حاصل کی ہے، خضر علیہ السلام سے بھی ان کی اجازت حاصل کی ہے اور ایسی ریاضت کے نتائج بھی دو چند رُونما ہوئے۔

پچھلے صفحہ کا حاشیہ:۔

۱؎ شہر سری نگر کے زینہ کدل علاقہ کو لنگر بل کے ایک محلّہ کا نام

۲؎ محلہ لوکھری پار کے پاس ہی یہ محلّہ واقع ہے۔

دستور السالکین صفحہ ۱۰۷، ۱۰۸

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

راسخ العقیدہ پاک باز

حضرت مخدوم رحؒ فرماتے ہیں کہ

"جب مُلّا باز کشمیری حج پر سے واپس آ گیا تو لوگ جوق در جوق اُسے دیکھنے کے لئے گئے۔ میں بھی صوفی کے ساتھ اُس کے پاس پہنچا۔ باتوں باتوں میں اُس نے میرے علم کے بارے میں سوال کیا۔ میں نے چند ایک ایسی کتابوں کا نام لیا جو حنفی مسلک سے تعلق رکھتی ہیں۔ مُلّا باز چیں بہ جبیں ہوا (کیونکہ وہ شیعہ تھا اور مجھے اُس کا علم نہ تھا) اور کہا۔ "دیکھو! ان کتابوں کے بجائے "رسالۂ امامیہ" پڑھا کرو، کیونکہ یہ کتابیں مُفید تر ہیں۔" میں نے فوراً کہا۔ "نہیں، وہ تو شیعہ مسلک کی کتابیں ہیں۔" اُس نے جواب دیا۔ "خبردار! ایسی باتیں نہ کہو اور نہ سُنو۔" میں نہایت پریشان ہوا۔ اور مجلس سے نکل آیا[۱] دل ہی دل میں کہا کہ "خداوند! یہ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک ہی دین کے ٹکڑے ٹکڑے ہو رہے ہیں اور لوگوں میں ایسا شدید اختلاف پیدا ہو گیا ہے کہ راہِ حق کا پانا بہت ہی مُشکل مسئلہ بنا ہوا ہے۔ کیونکہ ہر ایک اپنی اپنی صداقت پر لمبی چوڑی دلیلیں پیش کرتا ہے۔ پھر میں نے ارادہ کیا کہ جب تک کہ نہ خُداوند کریم حقیقتِ اصلی سے آگاہ کرے گا، کھانے پینے سے احتراز کروں گا! کیوں کہ ہدایت کے طلب میں بھُوکوں مرنا ضلالت اور گمراہی میں زندہ رہنے سے لاکھ درجہ بہتر ہے۔ طبعی موت رحمت ہے لیکن دینی اور قلبی موت ابدی ذِلّت۔ اور میں اس بہت بڑے گھاٹے سے بچنا چاہتا ہوں۔"

---

[۱] یہ حضرت مخدوم حمزہ رحؒ کا طالب علمی کا زمانہ تھا اور اُنھوں نے ابھی مُرشدِ پاک کی تربیت حاصل نہ کی تھی ـــــــ مُترجم

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

یہ پختہ عہد کر کے میں کوہِ ماراں پر واقع ایک مسجد شریف میں چلا گیا۔ تین دن بے خور و خواب گریہ و زاری میں گزارے۔ تیسری رات آنکھ لگ گئی تو کیا دیکھتا ہوں کہ گویا سورج طلوع ہوا ہے، اور مسجد شریف کے باہر قیامت کا شور برپا ہے۔ میں اُٹھا اور کھڑکی سے سر نکال کر لوگوں سے شور و شر کی وجہ پوچھی۔ انہوں نے کہا کہ سلطان الانبیاء و اولیاء علیہ الصلوات و السلام تشریف لا رہے ہیں۔ اتنے میں میری نظر رُوئے انور پر پڑی اور میں درود شریف پڑھنے لگا اور سلام پیش کرنے لگا۔ اچانک دروازے سے کوئی نورانی صورت اندر تشریف فرما ہوئی۔ میں رُو بہ قبلہ بیٹھا۔ مقدس ہستی میرے سامنے جلوہ گر ہوئی۔ فرمایا "میں ابوبکر رضؓ ہوں! اور حضرتِ ہادیٔ بحر و برّ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے حکم کے تحت یہ سمجھانے آیا ہوں کہ جنابِ رسولِ پاک صلعم کے آلِ اطہر اور صحابۂ کرام کی محبت و اعتقاد کو متاعِ حیات بنا لینا چاہیئے اور دِل کی یکسوئی کے ساتھ اہلِ سُنت و الجماعت کے ساتھ وابستہ رہنا چاہیئے۔ جو لوگ خلفائے اربعہ کی محبت و عقیدت سے محروم ہیں، وہ گمراہ بھی ہیں اور گمراہ کُن بھی۔ ایسے شیاطین سے دامن بچا لینا چاہیئے۔ اس کے ساتھ ہی جناب عمر بن الخطاب رضؓ، پھر جنابِ عثمانِ غنیؓ اور پھر جناب حیدرِ کرار حضرت علی مرتضیٰ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین تشریف فرما ہوئے اور ہر صاحب نے اسی طرح کی نصیحتیں فرمائیں۔ اتنے میں، میں خواب سے بیدار ہوا، میرا سارا جسم پسینہ میں غرق تھا۔ کپڑے ایسے تر بہ تر ہوئے تھے کہ میں نے اُن کو نچوڑا، اور اُن سے پانی بہہ نکلا۔

خداوند کریم کا شکر بجا لایا جس نے راہِ حق کی طرف رہنمائی فرمائی۔

اَللّٰهُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اتِّبَاعَهٗ وَ اَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّارْزُقْنَا اجْتِنَابَهٗ[۱] آمین یا ربّ العالمین!

---

[۱] اے خدا! ہمیں حق کی حقیقت سے خبردار کر لے اور اس کی پیروی کی توفیق عطا فرما اور باطل کی اصلیت واضح فرما اور اس سے بچاؤ!

دستور السالکین صفحہ ۱۴۴ ،۱۴۵

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

ذکر اللہ کی اہمیت

حضرت مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

"ابتدائی ایام میں، میں نے خواب میں چند ایک اولیائے کرام کو دُعا مانگتے ہوئے دیکھا، مجھے بھی شاملِ محفل ہونے کو کہا گیا۔ پھر ارشاد ہوا کہ" اس دُعا کو حرزِ یمانی یا دُعائے سیفی کہتے ہیں۔ اس سے تمھیں بہت ہی فوائد حاصل ہوں گے! ہماری اجازت سے ہر روز پڑھا کرو۔" میں نے عرض کیا۔" میرے پاس اس دُعا کا کوئی نُسخہ نہیں، لہذا کیسے پڑھ لوں؟" فرمایا۔" ہمارے ساتھ ساتھ پڑھتے رہو۔ اِن شاءُ اللہ ہماری صحبت سے ساری دُعا یاد ہو جائے گی!" مزید ازیں کل تمھارے پاس ایک آدمی اس دُعا کا نُسخہ بھی لائے گا۔ مگر اُس میں چند ایک غلطیاں بھی پاؤ گے، اُس کی دُرستی کرنا۔"

میں بیدار ہوا۔ تو ساری دُعا یاد تھی۔ دِن کے وقت میرا ایک واقف کار آیا اور یہ کہتے ہوئے ایک نُسخہ میرے ہاتھ میں دیا کہ" مجھے پڑھنے کی فرصت نہیں۔ چوں کہ تم طالبِ حق ہو، اس لئے بہتر یہی ہوگا کہ تم ہی یہ نُسخہ اپنے پاس رکھ لو۔"

میں نے نُسخہ لیا۔ پڑھا۔ تو بالکل خواب میں کہی ہوئی ہدایت کے مطابق اس میں چند ایک غلطیاں بھی پائیں۔ خداوند کریم کا شکر بجالایا۔ اور دُعا بلا ناغہ پڑھتا رہا! یہاں تک کہ خداوند کریم نے خواص و برکات سے مُستفید فرمایا۔

جب پیرِ روشن ضمیر حضرت سید جمال الدین بخاری قدس اللہ سرہ العزیز تشریف لائے تو نورِ باطن اور مومنانہ فراست سے میرے مشاغل کا حال معلوم ہوا۔ فرمایا:۔

"تم اوراد خوانی چھوڑ دو۔ کیوں کہ سلوک میں سب سے زیادہ زود اثر اور گراں قدر ذکر اللہ ہے۔ ہاں اگر کبھی ذِکر سے اُکتا جاؤ گے تو وردِ اعظم پڑھنا

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

چاہیئے اور یہ قرآنِ پاک کی اکثر آیات پر مشتمل ہے۔ اس کی اجازت ہم نے اپنے مشائخ کرام سے حاصل کی ہے۔ تمہیں بھی اس کی اجازت دی جاتی ہے، اِن شاء اللہ خواص و برکات کا خود مشاہدہ کرو گے!"

میں اس کے بغیر دُعائے شیخ بھی پڑھتا تھا۔ پیرِ محترم نے اُس سے بھی باز رکھا۔ اور فرمایا "اگر ہر نماز کے بعد دُعا پڑھنے کا شوق ہے تو دُعائے مونس اولیاء پڑھا کرو!" میں چہل اسم بھی بلاناغہ پڑھتا تھا۔ یہاں تک کہ کچھ اسماء میری ملکیت بن گئے۔ پیرِ بزرگ نے اس سے بھی منع فرمایا اور ہر بار ذکرُ اللہ کی ترغیب دیتے رہے فرماتے تھے کہ:-

"اوراد و طلسمات خوانی سے پست ہمتی پیدا ہوتی ہے اور شہرت پھیل جاتی ہے۔ آدمی مال و زر اور جاہ کا گرویدہ بنتا ہے اور یہی چیزیں خسران و دوریِ رب کا سبب بن جاتی ہیں۔ اعاذنا اللہ من ذالک ــــ حَسَنَاتُ الْاَبْرَار سَیِّئَاتُ الْمُقَرَّبِیْن[1]

وردِ اعظم یا اسمِ اعظم

حضرت بابا داؤد خاکی رحمہ فرماتے ہیں کہ

حضرت شیخ حمزہ مخدوم علیہ الرحمہ کے دلِ مبارک میں ایک بار خیال آیا کہ الحمد للہ جس وردِ اعظم کو میں بہ اجازتِ شیخِ محترم پڑھتا رہا ہوں، اس میں اسمِ اعظم بھی شامل ہے۔ آواز آئی۔ "اس میں اسمِ اعظم شامل نہیں بلکہ یہ اسمِ اعظم ہی تو ہے!"

حضرت مخدوم رحمہ ہمیشہ وردِ اعظم آخرِ شب میں پڑھا کرتے تھے اور گاہ گاہ ایک سے زیادہ بار اس کی تلاوت کرتے تھے۔ آپ نے چند ایک مریدوں کو بھی اس کی اجازت دی تھی اور وہ ہمیشہ اُسے پڑھتے رہتے تھے۔ وہ بھی بے شمار فیوض و برکات سے

Digitized By eGangotri

[1] دستور السالکین صفحہ ۱۹۳

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Advocate Showkat

فیض یاب ہوتے رہے۔ وردِ اعظم ہی کا معجزہ ہے کہ انسان ہر آفت سے محفوظ رہتا ہے، وردِ اعظم چند دُعاؤں، سُورۂ فاتحہ، سُورۂ یٰسین، چند آیاتِ کریمہ اور اسمائے الحسنیٰ پر مشتمل ہے۔[1]

اورادِ فتحیہ پڑھنے کی اجازت

جناب سلطان العارفین حضرتِ مخدوم رح فرمایا کرتے تھے کہ "کشمیریوں کو اورادِ فتحیہ پڑھنے کی عام اجازت ہے۔ جب جناب امیر کبیر میر سیّد علی ھمدانی علیہ الرحمہ کشمیر تشریف لائے تو چند ایک احباب سے خوش ہوکر اورادِ فتحیہ ان کے سپرد کی۔ فرمایا۔ "کشمیریوں کو اس کے پڑھنے کی عام اجازت ہے۔ چونکہ جناب امیر کی وفات کے بعد تمام لوگ اسے پڑھتے آئے ہیں، اس لئے معلوم ہوا کہ اجازت لینے کی چنداں ضرورت نہیں۔ ہاں اگر کسی کو باطناً بھی اس کی طرف رہنمائی کی جائے تو یہ نورٌ علیٰ نور ہے۔

ایک روز ہم شیر اسر ۔۔۔ جو کھوئی ہامہ[2] کی پہاڑیوں میں ایک مقام پر واقع ہے ۔۔۔ کے کنارے اورادِ فتحیہ پڑھتے تھے۔ بعد از اختتام رجال الغیب میرے پاس ہنستے ہوئے آئے اور کہا: "انسان کیوں سُست رفتار واقع ہوا ہے۔ تم لوگوں نے ایک بار اورادِ پڑھ لی اور ہم نے چند سو بار۔"

اورادِ فتحیہ آیاتِ بیّنات اور احادیثِ مُصطفویہ صلعم کا مجموعہ ہے، اس لئے بہت سے مشائخ ۔۔۔ جو ہمیشہ اس کو پڑھتے آئے ہیں ۔۔۔ پر خداوند کریم نے[3]

---

[1] دستور السالکین صفحہ ۱۲۰

[2] سرینگر سے کوئی ۲۸ میل دُور ایک مشہور قصبہ بانڈی پورہ کے ایک علاقہ کا نام کھوئی ہامہ ہے

[3] دستور السالکین صفحہ نمبر ۱۲۴

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

فتوحات سے نوازنا۔ اسی لئے اس کا نام اورادِ فتحیہ ہے!

اورادِ فتحیہ کے فیوض و برکات

حضرت بابا داؤد خاکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں :۔

"ایک روز ہم نادی ہل ــــــ جو بانڈی پورہ کا ایک بر لبِ سڑک مشہور گاؤں ہے ــــ کی مسجد شریف میں بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت مخدوم رح بھی ہمارے اندر تشریف فرما تھے اور آپ کے بہت سے مخلصین و مریدین بھی۔ جن میں اکثر اسی گاؤں کے باشندے تھے۔

حضرتِ مخدوم رح نے فرمایا کہ آج نمازِ عشاء کے بعد اورادِ فتحیہ پڑھی جائے۔ میں بھی چند ایک اولیائے کرام کے باطنی اشارہ کے تحت تمہارے ساتھ پڑھ لوں گا تاکہ ہم سب برکات و انوار میں شامل ہو جائیں اور ہمیں غافلوں میں نہ لکھا جائے!"

ہم نے تعمیل حکم کی۔ صبح کے وقت پیرِ روشن ضمیر نے دریافت فرمایا۔ اگر کسی نے کوئی خواب دیکھا ہو تو بیان کرے! جناب علی صوفی نے عرض کیا۔ "حضرت! میں نے دیکھا کہ کسی نے آپ کے سامنے ایک بڑا خوان لایا جو حلوا سے پُر تھا اور آپ نے یہ حاضرین میں تقسیم فرمایا۔"

آپ رح نے فرمایا۔ "یہ اورادِ فتحیہ کے فیوض و برکات ہیں، جو حاضرین پر نازل کی گئیں[۱]۔"

---

[۱] دستور السالکین صفحہ نمبر ۴۶

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

شیخ الکبریٰ سے ملاقات

حضرت سلطان العارفین مخدوم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں :۔

ایک روز میں اپنی خانقاہ میں تھا۔ اتنے میں مجھ پر کچھ ایسی کیفیت طاری ہوئی گویا کہ میں خانقاہ سے نکل کر پہاڑ کے دامن سے گزرنے لگا ہوں اور میرے مُنہ پر سفید اور لمبی داڑھی نکل آئی ہے۔ اگرچہ اس زمانہ میں سادہ رُو ہی تھا ——— اور صُلحاؑ کی ایک جماعت مجھ سے ملی۔ سلیک علیک کے بعد کسی بزرگ نے مجھے ایک اور نورانی پاکباز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔ "یہ بزرگ حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ رحؒ ہیں۔ خداوند کریم نے تمہیں ان سے ملایا۔ مبارک ہو۔ یہ جو نصائح تم سے کریں گے، ان پر عمل کرتے رہو۔ ان شاء اللہ بہت ہی فوائد حاصل کرو گے!

میں نہایت ہی عقیدت و خلوص سے ہمہ تن گوش بن گیا اور حضرت شیخ الکبریٰؒ کی نصائح سُنتا رہا۔ بالآخر زندگی بھر ان پر کاربند رہا اور فیوضِ الٰہی سے مستفید ہوتا رہا۔[1]

صفائی پسند ولی کامل

حضرت مخدوم پاک علیہ الرحمہ نے ایک روز فرمایا کہ

"میں بیس سال سے متواتر آخرِ شب غسل کرتا آیا ہوں اور اس کے علاوہ دن میں بھی دو دو تین تین بار نہاتا رہا ہوں۔

---

[1] دستورالسالکین صفحہ ۱۵۲

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

یاد رکھو! نہانا ایک ایسی عبادت ہے جو ہر مذہب میں مقبول و پسند ہے۔ یہ باطن کی صفائی کا بھی ایک مؤثر ذریعہ ہے۔ الوضوءُ علی الوضوءِ نورٌ علیٰ نورٍ ایک مسلّمہ حدیث ہے۔ اسی حدیث کی روشنی میں کہا جاسکتا ہے کہ غسل پر غسل کرنا بھی نورٌ علیٰ نورٍ کی حیثیت رکھتا ہے۔ یاد رہے کہ بلاناغہ ہر صبح نہانا صحت بنانے کا بہترین ذریعہ ہے!

ایک بار تمام ندّیاں یخ بستہ ہوگئی تھیں کیونکہ سردی کی شدت تھی۔ میں گرم حمام میں رات کے وقت نہانے کے لئے چلا گیا۔ لیکن حمامی نے دروازہ نہیں کھولا اور کہنے لگا:
"ابے! کون ہو۔ کیا معلوم تم چوری کرنے کے لئے آئے ہوگے؟ ہمیں کیا خبر کہ تم چور نہیں ہو۔ چور نہ ہوتے تو آدھی رات نہانا کیا معنی اور نہانا کیوں؟" بہرحال ایسی ہی باتیں کرکے دروازہ نہیں کھولا۔ اِدھر سے مجھے نمازِ تہجد کے فوت ہوجانے کا اندیشہ تھا۔ اس لئے فوراً ندّی کی طرف دوڑ پڑا۔ یخ توڑا۔ اور اللہ کا نام لے کر غوطہ لگایا اور نہایا۔
میں نے جان لیوا قدم اُٹھایا۔ لیکن خداوند کریم نے مجھے طمانیت و سکون عطا فرمایا۔ اور جتنا سخت رنج اُٹھایا۔ اُس سے زیادہ گنج سے بہرہ ور ہوا۔ نہلا دُھلا کر خانقاہ میں آیا اور دوبارہ حمام میں جانے کی قسم کھائی۔ اور آج تک ہمیشہ نصف رات کو سرد پانی سے نہاتا آیا ہوں۔"

حضرت خاکی رحؒ فرماتے ہیں کہ:۔
جناب مخدوم عالم علیہ الرحمہ اکثر اپنے مخلص مُریدوں کو حمام نہ جانے اور ٹھنڈے پانی سے نہانے کی تلقین فرماتے رہے ہیں۔

زیو چنڈال ایک مخلص آدمی تھا، جو ہمیشہ دردِ شکم میں مبتلا رہتا تھا اور سرد مزاجی کی وجہ سے کوئی دوائی کارگر نہیں ہوتی تھی۔ حسنِ اتفاق سے ایک روز حضرت مخدوم رحؒ کے سامنے اپنی بیماری کا تذکرہ کیا۔ آپ نے ہر صبح نہانے کی نصیحت فرمائی۔ زیو نے نصیحت پر عمل کیا اور شفا پائی۔

ناڈی ہل (بانڈی پورہ) میں ایک صاف و شفاف چشمہ تھا۔ یہاں نادراں کے نیچے ایک غسل خانہ بنا ہوا تھا۔ میں نے اکثر پیر مرحوم کو یہاں متعدد بار یہاں نہاتے ہوئے دیکھا

Digitized By eGangotri
Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Advocate Showkat

ہے۔ آپ نہاتے نہاتے کلمۂ شہادت، کلمۂ استغفار، کلمۂ تمجید اور دوسرے کلمات طیبات پڑھتے رہتے تھے۔[1]

حضرت مخدوم کا سوزِ عشق

حضرت بابا داؤد خاکی فرماتے ہیں کہ

جناب مخدوم پاک کی زبانِ حق ترجماں سے میں نے سُنا ہے کہ آپ اپنے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ:

"اگرچہ میری عمر ۴۵ سال سے زیادہ نہیں، مگر میرے دانت نکل آئے ہیں اور بال بھی سفید ہوئے ہیں۔ حالاں کہ میرے بہت سے ہم عمر بالوں کی سیاہی اور دانتوں کی مضبوطی کی وجہ سے اب بھی جوان نظر آرہے ہیں۔ میری اس عمر میں بڑھاپے کی وجہ وہ اذکار اور وہ ضربیں ہیں جو آغازِ شباب میں میرا روحانی وظیفہ اور باطنی شغل تھا۔

غمِ عشق نے مجھے بوڑھا بنا دیا۔ کیونکہ غم ہی بڑھاپے کا اہم ترین سبب ہے۔ اسی لئے خداوند کریم قیامت کی ہولناکی اور غم انگیز کیفیت کا نقشہ ان لفظوں میں کھینچتا ہے "یَوْمَ یَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِیْبًا ہ یعنی اُس روز بچے بوڑھے ہو جائیں گے!

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ اکثر اوقات آہ بھرتے ہوئے اور روتے روتے یہ شعر پڑھا کرتے تھے ؎

سوختم چنداں کہ بر تن نیست دیگر جای داغ
بعد ازیں خواہم نہادن داغ بر بالائے داغ[2]

---

[1] دستور السالکین صہ ۱۱۸، ۱۱۹

[2] میں اتنا جلتا رہا کہ اب بدن پہ داغ کے لئے بھی کوئی جگہ نہ رہی۔ اب میں داغ ہی پر داغ لگاتے چلوں گا!

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Advocate Showkat

فرماتے تھے کہ شاباش ہو اس شکر کے ہنے والے پر!
گاہ گاہ یہ شعر پڑھا کرتے تھے ؎

حاصلِ عشق سہ سخن بیش نیست
سوختم و سوختم و سوختم

حضرت مخدوم پاک رح اپنے سینۂ انور کی طرف اشارہ کرتے ہوئے شعرِ بالا کا مصرع اخیر بار بار پڑھتے اور روتے جاتے تھے اور آپ رح کے جسمِ اطہر پر تھرتھراہٹ طاری ہو جاتی تھی۔ پھر فرماتے :

اے آتشِ فراقت دِل ہا کباب کردہ
سیلابِ اشتیاقت جاں ہا خراب کردہ ؎[1]

اپنے سوزِ دروں کا تذکرہ کرتے ہوئے جناب مخدوم شیخ حمزہ رح فرمایا کرتے تھے :

"ایک روز حضرت میر سیّد احمد کرمانی علیہ الرحمہ فقیر خانہ پر تشریف آور ہوئے۔ تفحّصِ احوال کے بعد رونے لگے اور فرمایا :-

"حضرت! آپ کا عجب حال ہے۔ اگر آپ کے بغیر کوئی اور ہوتا تو اس کی ہڈیاں بھی چور چور ہوئی ہوتیں اور انگ انگ بھی! ناتوانی کے سبب وہ مزید کمالات سے رہ گیا ہوتا۔ بالخصوص اگر وہ آپ کی طرح گوشہ نشین ہوتا۔" اس کے بعد حضرت موصوف فرمانے لگے۔ "اگر اجازت ہو تو چند ایک باتیں، جو میں نے بزرگوں سے سُنی ہیں آپ کے گوش گذار کروں۔"

میں سرِ تسلیم جھکا کر ہمہ تن گوش بن گیا اور آپ فرمانے لگے :-

"اکثر اوقات پہاڑیوں کی چوٹیوں اور وسیع وعریض میدانوں میں جا کر لمبے لمبے سانس لینے چاہئیں۔ اور آہ بھرنے چاہئیں تاکہ آپ کا سینہ کچھ سکون سا محسوس کرے! پھر دُور دُور تک نظر دوڑانی چاہیئے اور جو وظائف پڑھنے ہوں، وہ بھی وہاں ہی پڑھا کریں۔ اس کے ساتھ ساتھ

---

[1] اے محبوب! تیری جُدائی کی آگ نے دِل کباب کئے ہیں اور تمھارے عشق کے سیلاب نے جانوں کو برباد و ویران کر دیا ہے۔

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adoycate Showkat

سکون بخش صحبت اختیار کرنی چاہیئے تاکہ ہوا خوری اور مصاحبت سے
ہڈیوں میں مضبوطی، جسم میں تنومندی اور دل میں قوت پیدا ہو جائے!
اور مزید کسب کمالات کے لائق ہو جاؤ گے!"

میں نے حضرت کرمانی کے ارشادات پر عمل کیا۔ یقیناً بہت سے فوائد حاصل کئے!"

حضرت مخدوم علیہ الرحمہ اکثر یہ شعر بھی پڑھا کرتے تھے ؂

جز درد عشق در دل من ہیچ درد نیست
آنرا کہ درد نیست بدانم کہ مرد نیست [1]

کبھی کبھی پورے ذوق و شوق اور سوز میں ڈوبی ہوئی آواز میں یہ شعر پڑھتے تھے ؂

قدسیاں را عشق ہست و درد نیست
درد را جز آدمی در خورد نیست [2]

ایک روز جناب علی صوفی رحمہ نے کہا کہ:

"حضرت مخدوم رحمہ جب کبھی آہ بھرتے ہیں تو مجھے آپ کے دہان مقدس سے چنگاریاں سی اڑتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ یہ کیا ہے؟"

میں نے جواب دیا:

"کوئی شک نہیں، ہمارا پیر روشن ضمیر جناب مخدوم پاک رح اکثر اوقات فرمایا کرتے ہیں ــــ سوختم، سوختم یا جگرم مے سوزد۔ یہ سوزش باطن ہے اور اس کی قدر و قیمت وہی جان سکتے ہیں جن کو خداوند کریم نے نعمت درد اور دولت عشق سے سرفراز فرمایا ہو [3]"

---

[1] عشق کے بغیر میرے دل میں کوئی درد نہیں اور جس کے دل میں یہ درد نہیں میں اسے مرد تصور نہیں کرتا!

[2] فرشتوں کو عشق تو ہے مگر درد و سوز نہیں انسان کے بغیر کوئی بھی سوز کے قابل نہیں۔ علامہ اقبال علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ؂

نہ کر تقلید اے جبریل میرے سوز و مستی کی
تن آساں عرشیوں کو ذکر و تسبیح و طواف اولیٰ

[3] دستور السالکین صفحہ ۱۷۴، ۱۷۵

(مترجم)

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

سراپا عشق

حضرت مخدوم پاک علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ

"اگر میرے دِل سے عشق کی آگ بھڑک اُٹھتی ہے۔ اُس وقت کے سوزِ دروں کی کیفیت نہ میری زبان بیان کرسکتی ہے اور نہ کوئی مثال پیش کرسکتا ہوں۔ یُوں محسوس ہوتا ہے کہ سارا جسم جل گیا، پگھل گیا اور ختم ہوا۔ اسی بُحرانی حالت میں، میں چاہتا ہوں کہ کاش کوئی آئے اور مزاح و مطائبات اور لطائف و حکایات سے سامانِ سکوں بہم پہنچائے تاکہ اپنے کو تجلّیاتِ نو اور ترقیاتِ مزید کے قابل بنا سکوں"

حدیثِ مُبارک میں آیا ہے کہ

اِذَا تجلّی اللّٰہُ لِشیءٍ جمع لَہٗ

(خداوند کریم جسے تجلّی سے سرفراز فرماتا ہے تو اُسے جمعیّت بھی بہم پہنچاتا ہے)

اگر کسی ایک ذات پر تجلّی قرار پکڑلے تو اُس کا قائم رہنا محال ہے۔ اس لئے رحمتِ ایزدی کا تقاضا یہی ہے کبھی تجلّی اور کبھی حجاب!

جناب نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم فرماتے ہیں:

وَ اِنّہٗ لیغان علیٰ قلبی حتّیٰ استغفر اللّٰہ فی کُلِّ یومٍ سبعین مرّۃ

یہ میرے دِل پر باریک پردے کی صورت میں چھاجاتا ہے اور میں ہر روز ستّر دفعہ اللہ سے مغفرت مانگتا ہوں!

حضرت شیخ عبداللہ انصاری رحؒ فرماتے ہیں:

تجلّی ناگاہ آید اما بر دلِ آگاہ آید[1]

---

[1] نورِ تجلّی اچانک ظاہر ہوتا ہے لیکن صرف دلِ بینا پر! علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں ؎

در طلب کوش مدہ دامنِ اُمید از دست دولتے ہست کہ یابی سرِ راہے گاہے

(مترجم)

[2] دستور السالکین صہ ۱۸۰

Digitized By eGangotri
Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

اللہ کی حفاظت

حضرتِ مخدوم پاک رح فرماتے ہیں کہ :-

ایک دفعہ سرکاری آفیسر شیر علی خان مجھ سے بگڑ بیٹھا اور ایذا رسانی کے درپے ہوا۔ دشمنیٔ حاکم کی خبر سُن کر بر تقاضائے بشریت دل میں تردد سا پیدا ہونے لگا تھا کہ خواب میں اپنے پیرِ روشن ضمیر کو دیکھا۔ مجھ سے فرماتے ہیں :-

چراغے را کہ ایزد بر فروزد　　ہر آنکو تُف زند ریشش بسوزد

ہر آں کہتر کہ با مہتر ستیزد　　چناں اُفتد کہ ہرگز بر نخیزد　ل

میں خواب سے بیدار ہوا۔ زبان پر یہ اشعار جاری تھے۔ چند دنوں کے بعد ہی شیر علی کو کسی جرم کی پاداش میں جیل بھیج دیا گیا اور تھوڑی مدت کے بعد ہی مرزا حیدر کے حواریوں نے اُسے قتل کر ڈالا۔ اور گھر کو لوٹ لیا۔

خداوند کریم نے اسی طرح اور بھی بہت سے مواقع پر دشمنوں کے خلاف میری مدد فرمائی ہے![۲]

ل جس چراغ کو خود خداوند کریم روشن کرے، جو اُسے بجھانا چاہے، وہ خود جل پڑے گا، ہر وہ چھوٹا آدمی جو بڑے بزرگ سے لڑنے پر اُتر آئے، وہ اس طرح گر جائے گا کہ ہرگز اُٹھ نہ سکے گا۔ مولانا ظفر علی خان کا شعر ہے ؎

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا　(مترجم)

۲ دستور السالکین صفحہ ۱۸۴-۱۸۵

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

مومنِ خود دار

حضرت بابا داوٗدِ خاکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ

"جناب سلطان العارفین رحؒ کے پاس رؤسا، اُمرا اور حکام آتے ہیں تو آپ رحؒ کسی کے لئے کھڑا ہونا تو درکنار، معمولی سا اظہارِ توقیر و تعظیم کرنا گوارا نہیں فرماتے! نہ کلام اور نہ طعام میں کسی قسم کا تکلف برتتے اور رخصت کرنے میں عجلت سے کام لیتے!

ایک روز میں نے عرض کیا:

"پیر و مرشد! یہ رؤسا و حکام، جو خدمتِ اقدس میں حاضر ہوتے ہیں، اپنے ہم نشینوں اور مصاحبوں سے تعظیم و تکریم اور مدح و تعریف سُننے کے عادی ہوتے ہیں، آپ کی کم توجہی، بے اعتنائی اور بے نیازی اُن پر شاق گزرتی ہوگی!"

فرمایا: "بھائی! بے نیازی شاق گزرتی ہوگی تو نہ آیا کریں، میں کب اُن کی مصاحبت اور اُن کے میرے پاس آنے کا خواہش مند ہوں! حقیقت یہ ہے کہ ان تہی دستوں کی اصلی صورت خدا و تد کریم مجھے دکھاتا ہے اور ان کی حاکمیت و امارت کے باوجود یہ لوگ مجھے پھٹے پرانے کپڑوں میں ملبوس اور مفلس و غربت زدہ نظر آتے ہیں، یہ در اصل وہ حال ہے جس سے آخرت میں یہ بدنصیب دوچار ہوں گے! یقین جانو کہ اگر تمھیں بھی ان کی باطنی صورت نظر آئے گی تو ان سے بات کرنے میں بھی شرم محسوس کروگے اور ان کی طرف دیکھنا تک گوارا نہ کروگے!"

کسی وقت حضرت مخدوم رحؒ فرماتے:-

"بھائی! آج میرے پاس فلاں حاکم یا فلاں امیر آیا تھا۔ اور اس کی دُنیا پرستی

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

اور غلبگیٔ حرص و ہوا کی وجہ سے خداوند کریم نے اُسے عورت کی صورت میں مجھ پر ظاہر فرمایا اب تم ہی بتاؤ میرا دِل ایسے بد قسمتوں کی طرف کیسے مائل ہو جائے! اور میں اُن کی طرف کِس طرح دیکھوں؟[1]

کراماتِ مخدومؒ

حضرت بابا داؤد خاکیؒ فرماتے ہیں:-

"کرامات، جن کا ظہور جنابِ مخدومِ پاکؒ سے وقتاً فوقتاً ہوتا رہا اور جن کا مشاہدہ میں، میرے رفقائے کرام اور دوسرے افراد مختلف اوقات پر کرتے آئے ہیں، اتنی ہیں کہ اس کتاب میں اُن سب کا تذکرہ کرنا قطعاً ناممکن ہے۔ ناظرین کی اطلاع کے لئے یہاں چند ایک ہی کا ذِکر کیا جاتا ہے"[2]

(۱) کشفِ قلوب

حضرت خاکیؒ فرماتے ہیں:

"کبھی کبھی میرے دِل میں خدشات پیدا ہوتے تھے۔ مثلاً یہ کہ کسی خلوت گاہ پر جا کر باقی عمر گزاروں اور یادِ خدا کرتا رہوں۔ یا یہ کہ نہ معلوم اپنے پیر بزرگوار کی خدمت کرتے کرتے مجھ سے کتنی عظیم غلطیاں سرزد ہوتی ہوں گی، اس لئے گناہوں میں ڈوب جانے سے بہتر یہی ہے کہ اجازت لے کر کہیں دُور چلا جاؤں۔ علیٰ ہذا القیاس دوسرے خدشات و توہمات میرے باطن پر یورش کرتے رہتے تو اچانک حضرتِ مخدومؒ طلب فرماتے اور ارشاد فرماتے۔ "کیا تمھارے دِل میں اس قسم کے خدشات و وساوس پیدا ہوتے رہتے ہیں؟ اور پھر ایک ایک کی نشان دہی فرماتے۔ میرے پاؤں تلے زمین

---

[1] دستور السالکین، صفحہ ۱۹

[2] "حقیقتِ کرامت" کے عنوان کے تحت آگے صفحہ ۱۰۹ پر بحثِ کرامات دیکھیں!

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

نکل جاتی تھی۔ پھر فرماتے کہ "دیکھو! اگرچہ تمھیں خیال ہے کہ یہ ملکوتی الہامات اور خدا پرستانہ خیالات ہیں لیکن ان کی تہہ میں شیطان کی کارفرمائی ہے اور یہ تمھاری کم نظری اور ضعفِ بصیرت ہے کہ تم اس کی حقیقت کو پہچان نہیں سکتے!"

اگر پھر کوئی اور خدشہ دل میں جگہ لیتا تو فوراً مجھے پاس بُلا کر استغفار کی تلقین فرماتے۔

ایک روز میاں نعمت اللہ ہندی رح دل میں روٹی کھانے کا خیال لے کر جناب پیر بزرگوار کی خدمت میں آگئے۔ آپ نے اُن کے آتے ہی فوراً روٹی پیش کرنے کا حکم دیا۔ اگرچہ یہ روٹی کھانے کا وقت نہ تھا۔ میاں صاحب کہتے ہیں کہ روٹی کھاتے کھاتے دل میں کوہِ ماراں کی سیر کرنے کا خیال آیا۔ حضرت مخدوم پاک رحنے خود ہی فرمایا۔ "بھائی! روٹی کھاؤ اور پھر کوہِ ماراں کی سیر کر کے آؤ۔" میاں صاحب نہایت ہی شرمندہ ہوئے اور دوستوں سے حضرتِ مخدوم رح کی کرامت کا تذکرہ کیا۔[1]

(ب) کشفِ قبور

حضرتِ خاکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں :-

"کشمیر میں ریاضت کش اور سخت جاں زاہدوں کی جماعت گزری ہے۔ ان پاک بازوں کو یہاں کی زبان میں "ریشی" کہتے ہیں۔ اس گروہ کا مقتدا اور پیشوا حضرتِ شیخ نورالدین نورانی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ تھے جو چرار شریف —— سری نگر سے ۱۷ میل دور ایک گاؤں —— میں آسودہ ہیں۔ صائم الدہر اور تارک اللذات تھے؛ کم خوری، مسلسل بیداری اور شب و روز ذکر و فکر ان کا مشغلۂ حیات تھا۔ حنفی المذہب تھے۔ سلوک میں کسی ظاہری پیر و مرشد سے بیعت یافتہ نہ تھے۔ کہا جاتا ہے کہ وہ اُویسیہ تھے اور اولیائے کرام سے باطنی تربیت حاصل کی تھی۔ واللہ اعلم

[1] دستور السالکین صفحہ ۲۰۹

Digitized By eGangotri
Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Advocate Showkat

حضرت شیخ نورالدین نورانی علیہ الرحمہ نے کشمیری زبان میں نصائح اور حکیمانہ کلام منظوم صورت میں فرمایا ہے اور ان کے متعلق بہت سی کرامتیں مشہور ہیں۔

حضرت شیخ نورانی سے تعلق رکھنے والے درویش گوشہ نشین اور خلوت پسند رہے ہیں۔ سخت ریاضت و محنت میں اپنے رہبر کی پیروی کرتے تھے۔ ان میں سے حضرت زین الدین ریشی، عیش مقام اور بابا بام الدین، بومرزو میں آسودہ ہیں۔[1] علاوہ ازیں بابا لدونزبینہ، جو پشکر میں رہتے تھے، وہیں پر آرام فرما ہیں۔ ہر بزرگ صاحبِ کرامت تھا۔

ہمارے پیرِ مقدس حضرت شیخ حمزہ مخدوم علیہ الرحمہ زیارتِ قبور کی نیت سے ان کے مزارات پر جایا کرتے تھے اور کشفِ قبور کی بصیرت سے اُن کے حالات سے ہمیں آگاہ فرماتے تھے۔

بابا بانیسکو ریشی ایک مردِ صالح تھا۔ اس کی قبر دوسری قبروں میں گم ہوئی تھی۔ نوروز ریشی ایک اور بزرگ ان کا جانشین تھا۔ ایک روز حضرت مخدوم رح بابا بانیسکو کی زیارتِ قبر کے لئے مزار پر تشریف لے گئے۔ نوروز ریشی یہ جاننے کے لئے کہ حضرت مخدوم ان تمام قبروں میں بانیسکو کی قبر کشفِ قبور کی کرامت کے تحت پہچان سکتے ہیں یا نہیں، ــــ پیچھے رہے اور حضرت مخدوم رح آگے نکل پڑے۔ نوروز ریشی اور دوسرے آدمی یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ جناب مخدوم پاک رح نے سیدھا بابا بانیسکو کی قبر پر جا کر انھیں فاتحہ پڑھی۔ نوروز کے دل میں اعتقاد و محبتِ مخدوم میں اضافہ ہوا۔ اور آپ رح کے ولیِ کامل ہونے کا اقرار کیا۔

ششکر ریشی ایک مردِ مومن و بندۂ صالح تھا۔ چند سال حضرت مخدوم کی خدمت میں رہا تھا۔ جب چل بسا تو کوہِ ماراں کے دامن میں دفنایا گیا۔ چند سال بعد جنابِ مخدوم رح بہت سے احباب کے ساتھ وہاں سے گزرے اور مزار پر فاتحہ خوانی کا حکم دیا۔ قبرستان میں اس کی اصلی قبر نمودار نہ تھی، اس لئے لوگ ذرا آگے بڑھے

---

[1] یہ دونوں مقامات اننت ناگ (اسلام آباد) کے علاقہ میں واقع ہیں

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Advocate Showkat

مگر جناب مخدوم رحؒ نیچے کی طرف ہی سے کھڑے رہے۔ پھر احباب کو پکارا۔ "بھائی! یہاں آجاؤ۔ یہاں سے سُنکر قبر سے پکار رہا ہے کہ میں یہاں ہوں!" لوگ فوراً بالائی حِصّہ سے نیچے اُترے اور فاتحہ خوانی کی۔ بعد میں معلوم ہوا کہ حقیقتاً یہی اُس کی قبر تھی!

حضرت مخدوم پاک علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جب میں پہلی بار اپنے والدِ بزرگوار کی قبر پر چلا گیا تو میں نے دیکھا کہ ارواح گویا بیدار ہوئے! اور میرے والدِ بزرگوار فخراً اُن سے فرماتے ہیں کہ "یہ ہے میرا نورِ چشم، جو میری زیارت کے لئے یہاں آیا ہے۔" میں نے دُعا مانگی"، تو سبوں نے آمین کہی۔ پھر میں نے چند ایک سُورتوں کی تلاوت کی!

مُلّا حیدر ـــــ جو حضرت مخدوم رحؒ کے ہم رکاب اور کشفِ قبور کی کرامت والے تھے ـــــ نے کہا کہ حضرت مخدوم علیہ الرحمہ کے والدِ بزرگوار کی رُوحِ مُقدسہ دیگر ارواح میں ایک خاص منصب اور بلند مقام رکھتی ہے اور خداوند کریم نے انھیں نورِ ایمان سے مُنوّر تر کیا ہے!

(ج) کشفِ اسرار

خواجہ اسحاق ـــــ جو اپنے بھائی خواجہ حسن قاری کی طرح عالِم بھی تھے اور دیانت دار قاری بھی ـــــ حضرتِ مخدوم پاک قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہونے سے پہلے کسی مجذوب کے پاس جاتے تھے اور پوشیدہ طور بھنگ پیتے تھے۔ ساتھ ہی اپنی چرس نوشی اور بھنگ آشامی پہ دِل ہی دِل میں فخر بھی کرتے تھے، ایک روز اپنے بھائی کے ساتھ حضرتِ مخدوم رحؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؒ نے خواجہ حسن قاری کے مُنہ پر نظر ڈالتے ہی اُن کے بھائی خواجہ اسحاق کے متعلق فرمایا۔ "اپنے بھائی سے کہو کہ یہ پوشیدہ طور بھنگ کیوں پیتا ہے؟ اگر یہ ہمارے سلسلہ میں داخل ہونا چاہتا ہے تو اسے چاہیئے کہ تمام مناہی اور گناہوں سے توبہ کرے!

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

کیونکہ اس مُقدّس سلسلہ سے تعلق رکھنے والے تمام مشائخینِ کرام شریعت کی زبردست پابندی کرتے آئے ہیں!"

خواجہ اسحاق نے جب یہ ارشادات سُنے تو بہت ہی مسرور ہوئے اور جنابِ مخدوم رح کی کرامت وصاحبِ کمال ہونے کا اقرار کیا۔ مگر ساتھ ہی عرض کرنے لگا:۔

"پیرومرشد! میں فلاں درویش کے ساتھ رہا ہوں، اُس نے مجھے بھنگ نوشی سے منع کیوں نہ کیا؟" پیر روشن ضمیر نے فوراً جواب میں فرمایا۔ "بھائی! میں نے نہیں، بلکہ جنابِ نبیِٔ پاک صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ آپؐ کا فرمان ہے کُلُّ مُسْکِرٍ حَرَامٌ وَکُلُّ مُسْکِرٍ خَمْرٌ ٥ یعنی ہر نشہ آور چیز حرام اور مانندِ شراب ہے!"

خواجہ اسحاق نے جواب سُنتے ہی تسکین پائی۔ تمام گناہوں سے فوراً توبہ کی اور حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے۔ حضرتِ مخدوم نے خواجہ صاحب کے اندر اوصافِ حمیدہ پاکر اُن کو تربیتِ خاص میں لیا اور امامت کا منصب عطا فرمایا۔

"جامع العلوم اور مختار الفتاویٰ میں ہے کہ بھنگ، افیون اور چرس سب حرام ہیں۔"

(د) طےِ حروف

حضرت بابا داؤد خاکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ

"کتابِ شواہد النبوۃ" میں صحیح روایتوں میں آیا ہے کہ

جنابِ علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ ایک رکاب میں پاؤں رکھتے تو دوسرے رکاب میں پاؤں رکھتے رکھتے سارا قرآنِ پاک ختم کر لیتے۔ اس کرامت کا نام طےِ حروف ہے حضرتِ مخدوم رح سے بھی بارہا اس کرامت کا ظہور رہا۔ اور مختلف نیکوکار اور است بازاس کی شہادت دیتے آئے ہیں۔

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

ایک روز میں نے نمازِ ظہر ادا کی۔ پھر نفل کی دُو رکعتیں، جس میں ضم سورہ الم نشرح پڑھ لی۔ اس قلیل مدت میں پیرِ مقدس نے مقررہ وظیفہ پڑھ لیا اور ختم فرمایا، حالاں کہ یہ وظیفہ قرآنِ پاک کی دو سَو آیتوں، دُعائے مونسِ اولیاءؒ، چند اذکار اور چند دُعاؤں پر مشتمل ہے۔

ایسے ہی اور بھی بے شمار واقعات اس کرامت کے آپ سے ظہور میں آئے۔

(۱۴) طے مکان

ایک اور کرامت کا نام طےِ مکان ہے۔ صاحبِ کرامت بہ یک وقت مختلف اور دُور دُور مقامات پر نظر آتا ہے۔ طےِ مکان کے ساتھ طےِ زمان بھی ایک اور کرامت ہے۔ اور اس کرامت کی استطاعت رکھنے والا زمان پر قابو رکھتا ہے۔ ذیل میں جنابِ مخدوم پاک رحؒ کی ان ہی دونوں کرامتوں کے متعلق واقعات درج ہیں :۔

حضرتِ مخدومِ پاک رحؒ خوُد فرماتے ہیں کہ:۔

"خُداوند کریم کے فضل وکرم سے مجھ پر ایسے متعدد واقعات گزرے ہیں کہ خشکی کی راہ سے کعبۂ شریف چل پڑا ہوں اور صلوٰۃ وصیام وحج وغیرہ فرائض ادا کر کے جب اس حالت سے واپس آیا تو ایک گھنٹہ سے زیادہ نہیں گزرا تھا۔

حضرت بابا داؤُد خاکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ

ایک بار حضرت مخدوم رحؒ اپنے مخلصوں کے ساتھ سُورج چڑھ کر گھوڑوں پر سوار ہوئے، اور سر تانگہ سے ۳۰ میل دُور بیج بہاڑہ پہنچے اور وہاں نمازِ چاشت، جو دِن چڑھنے کے بعد ہی ادا کی جاتی ہے، پڑھی۔

بسا اوقات ایسا ہُوا کہ آپ رحؒ کے جاننے والوں میں سے بہت سارے آدمی حج پر چلے گئے اور وہاں جنابِ مخدوم رحؒ سے ملاقات کی۔ واپسی پر پیرِ کامل رحؒ کے سامنے اس کا تذکرہ کرتے تھے۔ آپ رحؒ جواب میں فرماتے تھے کہ صرف حج کے موقعہ پر ہی نہیں بلکہ اس کے بغیر بھی بسا اوقات خُداوند کریم مجھے زیارتِ کعبہ و مدینہ سے سرفراز فرماتا ہے اور ہم یہ

Digitized By eGangotri
Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

جان کر حیران تھے کہ جب ہمارا پیر کامل حج کے موقعہ پر اپنے شہر سے باہر کہیں تشریف نہیں لے جاتے تو دوستوں نے حج پر کیسے دیکھا۔ اس کے جواب میں آپ جملہ بالا فرماتے تھے!

جناب علی صوفی کہتے ہیں کہ

ایک روز میں عیشمقام گیا اور بابا زین الدین صاحب کی قبر کی زیارت کر کے مسجد شریف میں داخل ہوا۔ تو وہاں کسی کو کونے میں سویا ہوا دیکھا۔ جب قریب چلا گیا تو میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب میں نے دیکھا کہ یہ میرے قبلہ و مرشد حضرت مخدوم عالم ہیں۔ دل کو اطمینان کرنے کے لئے میں نے کپڑوں کو چھوا۔ آپ نے آنکھیں کھولیں۔ میں نے سلام کیا، اور عرض کیا کہ "مخدوم من! یہ کیا عجب کہ قیام گاہ پر بھی موجود ہیں اور یہاں بھی تشریف فرما۔" ارشاد فرمایا۔ "یہ اللہ کا فضل ہے۔ خداوند کریم ہر ایک کو اپنی اپنی استعداد کے مطابق لطف و کرم سے نوازتا ہے۔ یہ فرمایا اور غائب ہو گئے۔ میں گھر واپس چلا آیا تو قیام گاہ پر پیر و مرشد کو پایا۔ سلام کیا۔ ہنستے ہوئے فرمایا۔ "مسجد شریف میں کسی کو دیکھا؟" میں نے بصد نیاز عرض کیا۔ "مولائے من! اسی قبلہ کو جس سے آپ بھی واقف ہیں!"

ایک بار ایسا ہوا کہ حضرت مخدوم پاک رح باندی پورہ کے ایک گاؤں کھوئی ہامہ میں کچھ عرصہ سے قیام پذیر تھے اور ادھر سری نگر میں آپ کے ایک مخلص اور صاحب خیر مرید جناب خواجہ عثمان کول کو ایک امیر نے جناب مخدوم کے دوسرے مریدوں کے ساتھ دعوت پر بلایا۔ خواجہ عثمان نے دعوت قبول کی اور گھر سے نکل پڑے۔ راستہ میں یاد آیا کہ مجھے اپنے پیر و مرشد نے امیروں اور دولت مندوں کے ہاں دعوت پر جانے سے منع فرمایا ہے، کیسے شامل محفل ہو جاؤں! خواجہ عثمان اسی حیص بیص اور متفکرانہ انداز میں آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ حضرت شیخ بہاؤ الدین رح کی قبر شریف کے نزدیک پہنچے۔ فاتحہ خوانی کی۔ اتنے میں جناب مخدوم علیہ الرحمہ کو دیکھا۔ خواجہ صاحب کے پوچھنے کے بغیر ہی فرمایا۔ "جاؤ! وہ امیر جس نے دعوت پر بلایا ہے، ہمارا مخلص مرید ہے اور نہایت ہی خلوص سے تم لوگوں کو دعوت پر بلایا ہے۔"

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

خواجہ عثمان نے ایسی حالت میں بہت دفعہ اپنے پیر و مرشد حضرت مخدوم پاک رح سے ملاقات کی ہے!

ایک موقعہ پر جناب مخدوم علیہ الرحمہ سری نگر سے کم و بیش ۳۰ میل دُور نادی ہل (بانڈی پورہ) میں تعمیرِ مسجد شریف کے سلسلے میں مصروف تھے۔ اور ادھر سری نگر میں اپنے خادم مُلا اللہ داد کو ہدایت دے گئے تھے کہ سرما کے موسم میں اُس کمرے میں، جس میں گائے گھوڑے کے لئے گھاس چارہ رکھا گیا ہے، چراغ ساتھ لے کر نہ گھُس جانا۔ ایک رات مُلا نے بھُول کر چراغ اپنے ساتھ لیا اور چارہ گھوڑے کے سامنے رکھا کہ کسی نے پیچھے سے مُکا مارا۔ اور چراغ اندر لے جانے پر ملامت کی۔ مُلا نے کسی انسان کو ظاہر میں نہیں دیکھا مگر آواز اپنے پیر و مرشد حضرتِ مخدوم کی محسوس ہوئی!

اُدھر سری نگر میں یہ واقعہ پیش آیا اور اِدھر بانڈی پورہ (نادی ہل) میں اپنی قیام گاہ پر حضرتِ مخدوم پاک رح نے جناب یُوسف کو ہنستے ہنستے یہ سارا واقعہ سُنایا۔ کچھ مدت کے بعد جب جناب یُوسف سری نگر چلے آئے تو مُلا اللہ داد نے قصہ بتایا۔ اور کہا کہ یہ واقعہ میں نے اُسی صبح کو بہت سے دوستوں سے بیان کیا ہے۔ جناب یُوسف نے فرمایا کہ "مجھے بھی پیر کامل رح نے اُسی وقت اس واقعہ سے آگاہ کیا۔

حضرت مخدوم کی کرامت بالا سُنتِ فاروقی رض کے تحت ظہور میں آئی۔ جناب فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے مدینہ پاک ہی سے حضرت ساریہ رض کو "یا ساریۃُ الجبل الجبل" کہہ کر مدینہ شریف سے سینکڑوں میل دُور جنگ میں رہنمائی فرمائی۔

حضرتِ مُلا احمد چاگلی رح ——— جو جناب مخدوم رح کے مُخلص اور صاحب بصیرت مُرید تھے، فرماتے ہیں کہ میں نے اکثر اوقات اپنے پیر و مُرشد کو رُوحانی صورت میں گیارہ نورانی صورتوں کے ساتھ دیکھا ہے۔ میں اس تعداد پر حیران تھا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ ابدال کی تعداد بارہ ۱۲ ہوتی ہے اور ہمارا پیر کامل رح اُن میں سے ایک ہے!

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

(۳) دانائے تعبیرداں

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ' فرماتے ہیں :

"تعبیرِ خواب مُشکل اور پیچیدہ عِلم ہے۔ تعبیر کرنے والا' علمِ حساب' علمِ طِب' علم نعت' علمِ قرآن اور علمِ حدیث کا ماہر ہونا چاہیئے۔ سب سے بڑی بات یہ کہ مُعبّر یعنی تعبیر خواب کرنے والا مُتقّی اور خدا ترس ہونا چاہیئے!

خواب تین اقسام پر مشتمل ہیں :

(۱) رُویائے صادقہ۔۔۔ وہ سچّے خواب' جو عالمِ بالا سے مُنعکس ہوں۔

(۲) وہ خواب' جن میں شیطانوں کا دخل ہو۔ اور

(۳) جو اپنے ہی خیالات و وہم وگُماں کی ترجمانی کرتے ہوں۔

ان تین قسم کے خوابوں میں فرق کرنا نہایت ہی مُشکل ہے۔

علمِ تعبیر سب سے پہلے جناب آدم علیہ السلام کو عطا کیا گیا۔ پھر دوسرے انبیائے کرام کو۔ جنابِ یُوسفِ صدیق علیہ السلام تو اس میں مہارتِ تامّہ اور مکمّل علم رکھتے تھے۔ جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم دوستوں سے خوابوں کے بارے میں دریافت فرماتے تھے۔ آپ صلعم کا ارشاد ہے کہ

"خواب ایک پرندہ ہے اور اس کی جب تک تعبیر نہ کی جائے' اُڑتا ہی رہتا ہے۔ اور پھر خواب کی جیسی تعبیر کی جائے' اُسی صورت میں رنگ لاتا ہے۔ اس لیئے خواب اُن ہی کے سامنے کہنے چاہئیں جو تعبیر کی صلاحیت و اہلیت رکھتے ہوں۔"

خداوند کریم نے جناب مخدومِ پاک علیہ الرحمہ کو اس عِلم سے بھی سرفراز فرمایا تھا۔ آپؒ جب خواب کی تعبیر بیان فرماتے تھے تو سُننے والے تعبیر کو عملی صورت میں پاکر حیران رہ جاتے تھے۔

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

خواجہ عثمان نے ایسی حالت میں بہت دفعہ اپنے پیر و مرشد حضرت مخدوم پاک رح سے ملاقات کی ہے!

ایک موقعہ پر جناب مخدوم علیہ الرحمہ سری نگر سے کم و بیش ۳۰ میل دور نادی ہل (بانڈی پورہ) میں تعمیر مسجد شریف کرنے میں مصروف تھے۔ اور ادھر سری نگر میں اپنے خادم ملا اللہ داد کو ہدایت دے گئے تھے کہ سرما کے موسم میں اُس کمرے میں، جس میں گائے گھوڑے کے لئے گھاس چارہ رکھا گیا ہے، چراغ ساتھ لے کر نہ گھس جانا۔ ایک رات ملا نے بھول کر چراغ اپنے ساتھ لیا اور چارہ گھوڑے کے سامنے رکھا کہ کسی نے پیچھے سے مُکا مارا۔ اور چراغ اندر لے جانے پر ملامت کی۔ ملا نے کسی انسان کو ظاہر میں نہیں دیکھا مگر آواز اپنے پیر و مرشد حضرتِ مخدوم کی محسوس ہوئی!

اُدھر سری نگر میں یہ واقعہ پیش آیا اور اِدھر بانڈی پورہ (نادی ہل) میں اپنی قیام گاہ پر حضرتِ مخدوم پاک رح نے جناب یوسف کو ہنستے ہنستے یہ سارا واقعہ سنایا۔ کچھ مدت کے بعد جب جناب یوسف سری نگر چلے آئے تو ملا اللہ داد نے قصہ بتایا۔ اور کہا کہ یہ واقعہ میں نے اُسی صبح کو بہت سے دوستوں سے بیان کیا ہے۔ جناب یوسف نے فرمایا کہ "مجھے بھی پیر کامل رح نے اُسی وقت اس واقعہ سے آگاہ کیا۔

حضرت مخدوم کی کرامت بالا سُنتِ فاروقی رض کے تحت ظہور میں آئی۔ جناب فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے مدینہ پاک ہی سے حضرت ساریہ رض کو "یا ساریۃ الجبل الجبل" کہہ کر مدینہ شریف سے سینکڑوں میل دور جنگ میں رہنمائی فرمائی۔

حضرتِ ملا احمد چاگلی رح —— جو جناب مخدوم رح کے مخلص اور صاحب بصیرت مرید تھے، فرماتے ہیں کہ میں نے اکثر اوقات اپنے پیر و مرشد کو روحانی صورت میں گیارہ نورانی صورتوں کے ساتھ دیکھا ہے۔ میں اس تعداد پر حیران تھا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ ابدال کی تعداد بارہ ۱۲ ہوتی ہے اور ہمارا پیر کامل رح اُن میں سے ایک ہے!

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

(۳) دانائے تعبیرداں

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں:

"تعبیرِ خواب مشکل اور پیچیدہ علم ہے۔ تعبیر کرنے والا، علمِ حساب، علمِ طب، علمِ لغت، علمِ قرآن اور علمِ حدیث کا ماہر ہونا چاہیئے۔ سب سے بڑی بات یہ کہ مُعبّر یعنی تعبیرِ خواب کرنے والا مُتّقی اور خدا ترس ہونا چاہیئے!

خواب تین اقسام پر مشتمل ہیں:

(۱) رُویائے صادقہ — وہ سچّے خواب، جو عالمِ بالا سے مُنعکس ہوں۔

(۲) وہ خواب، جن میں شیطانوں کا دخل ہو۔ اور

(۳) جو اپنے ہی خیالات و وہم و گماں کی ترجمانی کرتے ہوں۔

ان تین قسم کے خوابوں میں فرق کرنا نہایت ہی مُشکل ہے۔

علمِ تعبیر سب سے پہلے جناب آدم علیہ السلام کو عطا کیا گیا۔ پھر دوسرے انبیائے کرام کو۔ جناب یُوسفِ صدیق علیہ السلام تو اس میں مہارتِ تامّہ اور مکمّل علم رکھتے تھے۔ جنابِ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم دوستوں سے خوابوں کے بارے میں دریافت فرماتے تھے۔ آپ صلعم کا ارشاد ہے کہ

"خواب ایک پرندہ ہے اور اس کی جب تک تعبیر نہ کی جائے، اُڑتا ہی رہتا ہے۔ اور پھر خواب کی جیسی تعبیر کی جائے، اُسی صورت میں رنگ لاتا ہے۔ اس لیئے خواب اُن ہی کے سامنے کہنے چاہئیں جو تعبیر کی صلاحیت و اہلیت رکھتے ہوں۔"

خُداوند کریم نے جناب مخدومِ پاک علیہ الرحمہ کو اس علم سے بھی سرفراز فرمایا تھا۔ آپؒ جب خواب کی تعبیر بیان فرماتے تھے تو سُننے والے تعبیر کو عملی صورت میں پاکر حیران رہ جاتے تھے۔

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

ملّا احمد چاگلی کہتے ہیں کہ جب میں جنابِ مخدوم رح کی خدمت میں تربیت حاصل کرنے اور بیعت لینے کے لئے حاضر ہوا۔ تو آپ نے اس کی اجازت نہ دی۔ چند دنوں کے بعد میں نے خواب میں دیکھا کہ

ایک بہتے ہوئے دریا پر پُل باندھا گیا ہے اور کوئی مجھ سے کہتا ہے، اسے شیخ حمزہ رح کا پُل کہتے ہیں۔ میں نے پُل پار کیا۔ تو دیکھا کہ ایک بہت بڑا خوب صورت چبوترہ ہے اور اس کے اُوپر جناب شیخ حمزہ مخدوم علیہ الرحمہ سفید لباس میں ملبوس تشریف فرما ہیں۔ میں نے سلام کیا اور ذرا دُور بیٹھا۔ سلام کا جواب دیتے ہوئے فرمایا "نزدیک آجاؤ۔ دُور کیوں رہتے ہو؟ -" پھر اپنے ساتھ بٹھایا اور میں بیدار ہوا۔

صبح خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا تو آپ رح نے مجھے دیکھتے ہی اہلِ مجلس سے فرمایا۔ "خداوند کریم اپنے بندوں میں، جسے چاہے، یہ بصیرت عطا فرماتا ہے کہ دوسرے لوگ، جو خواب دیکھتے ہیں، وہ اُس سے باخبر ہوتے ہیں۔ آج مُلّا نے خواب دیکھا ہے۔ اگر چاہو، تو تم سب سے بیان کروں!" میں نے فوراً عرض کیا۔ "حضرت! خواب بیان کرنے کی ضرورت نہیں!" فرمایا۔ "خیر۔ خواب میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ تمھیں اب قبول کیا جائے۔ جاؤ نہا دھو کر آؤ۔ اور توبہ کی نیت کر کے حاضر ہو جاؤ، تاکہ تمھیں تلقینِ توبہ کروں۔" میں غسل کر کے آیا تو آپ رح نے توبہ و بیعت سے سرفراز فرمایا۔

ایک دفعہ کھوئی ہامہ (باندی پورہ) کا ایک آخون صاحب، جنابِ مخدوم پاک رح کا امتحان لینے کے لئے جھوٹا خواب بنا کے آیا۔ آپ رح نے خواب سُن کر فوراً فرمایا۔ "بھائی! جھوٹے خواب رئیسوں اور امیروں کے پاس کہنے چاہئیں تاکہ تمھیں انعام دیں۔ ہم فقیروں سے کیا ملے گا؟ دوبارہ من گھڑت خواب سے ہمارا امتحان نہیں لینا چاہیے!"

آخون صاحب شرمندہ ہوئے۔ معافی مانگی اور حلقۂ ارادت میں شامل ہوئے!

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

(ص) ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مومن کا ہاتھ

حضرتِ مخدومِ پاک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :۔

"ایک روز میرے پاس ایک مخلص مُرید آیا۔ اور گریہ و زاری کرتے ہوئے اپنے سُسر کی ایذا رسانی اور بے جا تکلیف دہی کی سخت شکایت کرنے لگا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب کہ سری نگر میں میرا اِتنا تعارف نہ تھا۔ میں نے کہا:" بابا! تم جانتے ہو کہ حاکموں کے ساتھ میری جان پہچان نہیں۔ خدا وند کریم کو اپنا وکیل و کارساز بناؤ۔ اِن شاءَ اللہ وہی تمھاری مدد فرمائے گا۔ اور تو اس سختی سے نجات پائے گا!"

مُرید منعصت ہوا۔ چند دِنوں کے بعد ہی اُس کا ظالم سُسر میرے پاس آیا۔ میں نے اُسے سخت ڈانٹ پلائی۔ اور کہا۔ کہ اُس غریب مظلوم کو بے کس نہ جانو۔ یاد رکھو! اپنی حرکت سے باز نہ آئے تو اللہ کی مدد و نُصرت سے میں تمھیں ہلاک کر کے چھوڑوں گا۔" ظالم گھر چلا گیا۔ شام کو بستر پر سویا اور صُبح بستر سے مُردہ اُٹھایا گیا۔"

حضرت خاکی فرماتے ہیں کہ

"جناب مخدوم علیہ الرحمۃ کا ایک مخلص مُرید فتح اللہ کاچرو ہے۔ ایک روز اچانک کاچرو صاحب کی بینائی چلی گئی۔ روتے روتے پیرِ بزرگوار کی خدمت میں آیا۔ آپ رحؔ نے دُعا کی۔ اور بینائی پلٹ آئی!

خواجہ صاحب کا ایک رشتہ دار لڑکا بھی اسی بیماری میں مُبتلا ہوا۔ گریہ و زاری کرتے ہوئے پیرِ رحمت کے پاس آئے۔ آپ کی کُلاہِ مُبارک ساتھ لی۔ بچے کو پہنائی اور خُداوند کریم نے شِفا عطا فرمائی۔

نولاب میں بھی حبّہ صوفی کی بیوی کا اندھا پن آپ کی دُعا سے جاتا رہا۔ اور اِس واقعہ نے سینکڑوں لوگوں کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

ایسے اور بھی مُتعدد واقعات ہیں جن کی وجہ سے ہمارے پیرِ کامل رحؒ نے مرکزی حیثیت اختیار کی ہے!

(ط) ماحیُ الکفر

حضرتِ خاکی رحؒ فرماتے ہیں:

"حضرتِ مخدومؒ علیہ الرحمہ جہاں بھی تشریف لے جاتے تھے تو دیو و جنّ شاخِ بید کی طرح لرز جاتے اور بھاگتے رہتے تھے۔ جنابِ مخدومِ پاک، جنّوں کے بھاگ جانے کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

(۱) میرے اکثر وظائف آیاتِ کریمہ اور قرآنی سُورتوں پر مشتمل ہیں۔ بار بار ان کی تلاوت کرنے اور ریاضتِ شاقہ کا قدرتی نتیجہ یہ ہے کہ جنّ و شیاطین بھاگ جاتے ہیں۔ کیونکہ ع دیو بگریزد ازاں قوم کہ قرآں خوانند

یعنی جو قوم قرآنِ پاک پڑھتی رہتی ہے، اُس سے جنّ و شیاطین دُور بھاگتے ہیں،

(۲) دوسری وجہ یہ ہے کہ حضرتِ مخدومِ جہانیاں قدس اللہ سِرّہ العزیز ——— جو ہمارے سلسلۂ مُقدّسہ کے پیشوائے اعظم ہیں ——— نے جنابِ حضرتِ سلیمان نبی علیہ الصلواتُ والسّلام کی رُوحِ مُقدّسہ سے خلافت اور اَوراد و وظائف کی تعلیم حاصل کی ہے۔ اُس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ جنّوں پر تصرّف ہوتا ہے۔ اور جنّوں کا تصرّف نہیں ہوتا!"

نادی ہل (بانڈی پورہ) میں دو چشمے تھے۔ ان کے درمیان بید کا ایک درخت تھا۔ کافر لوگ اس جگہ کا بہت ہی احترام کرتے اور کافرانہ رسوم سرانجام دیتے تھے۔ شام ہوتے ہی صبح سُورج چڑھنے تک کوئی بھی اُدھر سے گزرنے کی جُرأت نہ کرتا تھا۔ اگر بے خبری سے کسی کا گزر وہاں سے ہوتا تو گرفتارِ بلا ہوتا۔ اور مصیبت سے جب ہی نجات پاتا، جب کہ کوئی کافرانہ اور مُشرکانہ رسم ادا کرتا۔ اور کافرانہ انداز میں دعوت کھلاتا!

Digitized By eGangotri
Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Advocate Showkat

حضرت مخدوم پاک رحؒ جونہی اس مقام پر پہنچے تو فرمایا۔ "اب یہاں سے جنّ و شیاطین دُم دبا کر بھاگ گئے۔ پھر چشموں کو صاف کرا کے غسل خانے بنوائے۔ چشموں کا پانی نہایت ہی صاف و شفاف، گرمیوں میں سرد اور سردیوں میں گرم ہوتا ہے۔ آپ رحؒ نے یہاں مسجدِ شریف تعمیر کرائی اور خود بھی اس کام میں حصّہ لیا۔ کچھ مدّت کے بعد اس مسجد کو گرا کر نئی اور بڑی مسجدِ شریف بنائی گئی۔ حضرت مخدوم نے لوگوں کو اس مسجد کی تعمیر کے لئے خوب ترغیب و تحریص دی اور پورے عشق و عقیدت سے مسجد بنائی گئی۔ منبرِ شریف آپ رحؒ نے اپنے دستِ مبارک سے خود نصب فرمایا۔

حضرت مخدوم علیہ الرحمہ نے اسی طرح دوسرے دیہات مثلاً گرگر، اُہنہ گام، آرہ گام[1] وغیرہ کے چشموں پر مساجد تعمیر کرائیں۔ ان مقامات پر بھی اس سے قبل مشرکوں نے اپنے ڈیرے ڈال دیئے تھے اور جنّوں اور دیوتاؤں کے نام پر کافرانہ رسوم ادا کئے جاتے تھے!

(۵) خوف و غم سے بے نیاز

حضرت بابا داؤد خاکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ:۔

"ایک روز جناب مخدومِ پاک رحؒ پورے جلال میں تھے۔ آپ کی اس کیفیت کا اندازہ ہم نے آثار و قرائن ہی سے لگایا۔ ہم واپس لوٹے۔ چند دنوں کے بعد پھر حاضرِ خدمت ہوئے۔ دیکھ کر ہی فرمایا۔ "تمہارا کیا حال ہے؟" ہم نے عرض کیا۔ "الحمدللہ! آپ رحؒ کی دعا سے خیریت سے گزرتی ہے اور آپ رحؒ کی زندگی و سلامتی کے خواہاں ہیں!" فوراً فرمایا۔"

"خداوند کریم نے اپنے فضل و کرم سے مجھے زندۂ جاوید بنایا اور ابدی سلامتی عطا فرمائی ہے۔ اگر تمہیں کوئی فکر ہے تو تم لوگوں کی ہے۔ اپنے خوف و غم سے الحمدللہ آزاد

[1] علاقہ یاندڑی پورہ کے دیہات کا نام

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

ہوئے۔ تم بھی اپنا ہی غم کھاؤ۔ وقت کو غنیمت جان لو۔ اور عبادت و بندگی کے لئے ہر وقت کمر بستہ رہو۔ ممکن ہے تمھیں بھی یہ دولتِ ابدی ہاتھ آئے گی![1]"

جوں ہی میں نے یہ ارشادات سُنے، جان لیا کہ تجلّیِ حیات کا نتیجہ ہے۔ اپنے پیرِ مُقدّس رح کے متعلق ہمارا تو یہ یقین ہی ہے کہ آپ اُن سعادت مندوں میں شامل ہیں، جن کے متعلق خداوند کریم فرماتے ہیں: اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاۗءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ کَانُوْا یَتَّقُوْنَ ہ یعنی سُن لو، اللہ کے دوست خوف و غم سے بے نیاز ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان و تقویٰ سے آراستہ و پیراستہ ہیں۔

ایمانِ کامل اور ولایتِ خاصہ زندگیِ جاوید کا سبب اور حیاتِ قلب کا ذریعہ ہے۔

موسیقی سے اجتناب

جنابِ خاکی رح فرماتے ہیں کہ

"حضرت سُلطان العارفین مخدوم پاک علیہ الرحمہ چنگ نے اور طاؤس و رباب پر گانے بجانے کو حرام جانتے ہیں۔ اگرچہ رُوحانی بصیرت سے آپ آلاتِ موسیقی سے بھی ذکر اللہ ہی سُنتے تھے، پھر بھی آپ کو یہ مرغوب و پسند نہ تھا۔

ایک روز اتفاقاً ایسی جگہ پہنچے جہاں محفلِ موسیقی جمی ہوئی تھی۔ اتنے میں نماز کا وقت آیا۔ آپ چل پڑے اور فرمایا۔ "اگرچہ میرا وضو ہے لیکن یہ غیر شرعی آواز سُننے کی وجہ سے مجھے نیا وضو کرنا چاہیئے۔ بلکہ اگر نماز کا وقت جانے کا خطرہ نہ ہوتا، تو غسل کرنا چاہیئے تھا۔ پھر آپ رح نے تجدیدِ وضو کرکے نماز ادا کی۔

چند ایک بار، میں نے خواب میں سرود و موسیقی کی مجلس دیکھی۔ جنابِ مخدومِ پاک

---

[1] دستور السالکین صفحہ نمبر ۴۴

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

نے خواب کی تعبیر کرتے ہوئے فرمایا۔ "نہ معلوم تم سے کون سی غیر شرعی حرکت سرزد ہوگی کیونکہ تم نے غیر شرعی مجلس دیکھی ہے۔ تمھیں استغفار کرنا چاہیئے اور ربِّ جلیل سے معافی کا طلب گار ہونا چاہیئے۔" چناں چہ بعد میں ایسا ہی ہوتا اور غیر شعوری طور اور بلا قصد کوئی ایسی حرکت میں کر بیٹھتا جس کے لئے ربِّ غفور سے مغفرت مانگنا پڑتی!

"شمائل الاتقیاء" میں مرقوم ہے کہ:۔

"اگر کوئی سماع سے لذّتِ عقبیٰ اور میلان الی الحق حاصل کرتا ہے تو اس کے لئے مستحب اور اگر کوئی اپنی منکوحہ عورت کی طرف اس سے رغبت محسوس کرتا ہے تو اس کے لئے مباح۔ اور اگر کسی کے لئے ہیجانِ نفس اور شہوت پرستی کا باعث بنتا ہے تو اس کے لئے صریح حرام اور کھلا گناہ ہے!"

حضرت خواجہ عبداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے:

"چونکہ انسان کی فطرت میں محبّت ودیعت رکھی گئی ہے، اس لئے انسانیت کا کمال، محبّت کا ظہور ہے اور عبادت کا منشأ بھی اظہارِ محبت ہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ چند ایک مشائخ نے مبتدیانِ سلوک کو اپنے اندر جذبۂ محبّت پیدا کرنے کے لئے سماع کی اجازت دی ہے لیکن شرائط بھی رکھی گئی ہیں اور وہ یہ ہیں کہ

(۱) بندگانِ نفس اور شہوت پرستوں کی مجلس نہ ہو۔

(۲) مجلس میں کوئی بھی ایسی صورت نظر نہ آئے جس کو دیکھنا فتنۂ دل اور شہوت و خسراں کا باعث بنے!

(۳) سننے والوں میں نفس پرستی کا داعیہ نہ ہو۔ اور وہ لذّتِ نفس کے لئے نہ سنیں، اور سُریلی آواز سے ناپاک خیالات دل میں پیدا نہ ہوں![1]

---

[1] دستور السالکین: صفحہ ۲۱۹

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

طالبِ دُنیا اور سالکِ بوالہوس سے نفرت

حضرت سُلطان العارفین اکثر فرمایا کرتے تھے کہ :-

"عیب چینوں، منکروں اور معترضوں کی کبھی کمی نہیں رہی ہے۔ ان لوگوں کو چھوڑ کر اگر میرے پاس کوئی میرا مُخلص عقیدت مند آتا ہے تو وہ بھی صاحبِ غرض ہوتا ہے۔ مثلاً کوئی زن و فرزند کی سلامتی کے لئے کہتا ہے اور کوئی مال و متاعِ دُنیا کا طالب۔ کوئی مادّی ترقی کے اسباب کا خواہاں ہوتا ہے اور کوئی بیماری کی شفائی کا طلب گار۔ کوئی حاکم کے پاس سفارش کا متمنّی ہوتا ہے اور کوئی کسی اور دُنیاوی خواہش سے مُلوث۔! یہ سب ذی غرض لوگ میری صُحبت کے نا اہل ہیں اور میرا وقت ضائع کرنے کا سبب بن جاتے ہیں!"

اگر کہیں کوئی شخص طالبِ حق بن کر آتا ہے تو وہ سالکِ بوالہوس اور جوہرِ استقامت سے خالی ہوتا ہے، محض ہوس ناکی اُس کے اندر حق جوئی کا جذبہ پیدا کرتی ہے۔ اور استقامت نہ ہونے کی وجہ سے چند دِنوں کے اندر ہی یہ جذبہ مر جاتا ہے' اِلاماشاءاللہ ایسے لوگوں کی صحبت بھی نفع بخش نہیں۔ اس لئے اَلسَّلَامَةُ فِي الْوَحْدَةِ (سلامتی تنہائی میں ہے) کے مطابق بہتر یہی ہے کہ آدمی الگ تھلگ رہے، بالخصوص آج کل کے زمانۂ فِتن میں۔[1]"

---

[1] دستور السالکین صفحہ ۲۵

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

صاحبِ حکمت ولی

حضرت بابا داؤد خاکی رح فرماتے ہیں کہ:-

"اگرچہ جنابِ مخدومِ پاک رحمۃ اللہ علیہ اسرار و رموزِ دین اور حقائق و دقائقِ تصوف کے عالم بھی ہیں اور ماہر بھی۔ لیکن آپ کبھی ایسی محفلوں میں سلوک و تصوف کی بات نہیں چھیڑتے جس میں مختلف الخیال اور متفرق المقام لوگ بیٹھے ہوئے ہوتے! اس کی چند ایک وجوہات ہیں:-

(۱) اغیار، نااہل کے سامنے اسرارِ دین و رموزِ تصوف بیان کرنا نامناسب ہے، چنانچہ "نفحات الانس" میں ہے کہ "عارف وہ نہیں جو دنیا پرستوں کے سامنے معرفتِ خداوندی کے رموز و اسرار کی تشریح کرنے لگے!

(۲) سلوک و تصوف کے اسرار باتوں سے نہیں بلکہ بقولِ جنابِ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ترکِ دنیا، فقر و مسکنت اور گرسنگی و تشنگی سے سمجھائے جاتے ہیں۔

(۳) بحث و مباحثہ اور اظہارِ علم سے نفس غرور و پندار میں مبتلا ہو جاتا ہے جیسا کہ کہا گیا ہے حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَیِّئَاتُ الْمُقَرَّبِیْنَ۔ اس لئے قیل و قال اور بحث و مباحثہ ایک گروہ کے نزدیک احسن ہے لیکن محققین کی نظروں میں قبیح!"

"عوارف" میں لکھا ہے کہ:-

"جنابِ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی تعریف میں خدائے پاک فرماتا ہے وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی۔ یعنی نبیؐ کی کوئی بات خواہشِ نفس کے تحت نہیں، بلکہ ہر بات وحیِ الٰہی کی روشنی میں ہوتی ہے۔ پیر کامل اور مرشد برحق بھی سُنّتِ رسولؐ کا پابند ہوتا ہے، اس لئے وہ بھی کوئی بات خواہشِ نفس کے تحت نہیں کرتا۔ شیخ کا اس خیال سے لوگوں سے بات چیت کرنا اور منطق چھانٹنا کہ

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

مجھے ہی مرکزِ توجہ بنائیں، شیخ کی شان سے فروتر اور پست ہے۔ پھر اگر اس سے غرورِ نفس بھی پیدا ہو جانے کا خطرہ ہو تو محققین کے نزدیک زیادہ ہی گناہ اور خیانت کے برابر ہے۔

بزرگوں کا کہنا ہے کہ مخلص مریدوں کے ساتھ اچھے اوقات ہی میں بات چیت اور اسرار بیانی کرنی چاہیے۔ شیخ کے لئے اس قول پر کاربند رہنا لازمی ہے اور لوگوں کے مجمع عام میں ایسا مطلوبہ وقت میسّر نہیں آتا!

"عوارف" میں آیا ہے کہ :-

"میں نے اپنے شیخِ محترم جناب ابو النجیب سہروردی کو اپنے دوستوں سے فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ فقیروں کے ساتھ سوائے اوقاتِ خصوصی کے رموز و حکم کی باتیں نہیں کرنی چاہئیں۔ یاد رکھو، دین و تصوّف کی بات دانۂ کسان کے مانند ہے۔ اس دانہ کو ضائع نہ ہونے دیا جائے اور نہ خواہشِ نفس سے ملوّث کر کے دانہ کی افادیت تباہ کر لینی چاہیئے!

کلام کرنے اور بات پیش کرنے میں خداوند کریم کی مدد ساتھ ہونی چاہیئے۔ جس طرح دِل، زبان کی مدد کرتا ہے اُسی طرح زبان، دِل کی ترجمان اور دِل، حق کا ترجمان ہو، تو کلام اثر پیدا کرتا ہے۔ قلبِ مومن خداوندکریم کی طرف متوجّہ ہوتا ہے۔ ذاتِ احدیّت سے صفائی حاصل کرتا ہے اور اتقا بھی۔ پھر دِل و زبان، دین کی امانت کو ادا کر سکتے ہیں!

کلام میں احتیاط کرنے سے شیخ کے باطنی حالات و قربِ خداوندی کی کیفیّت پوشیدہ رہتی ہے اور سب سے بڑا فائدہ یہ کہ ریاکاری اور شہرت سے بچ جاتا ہے۔

حضرت مخدومِ پاک علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ

"ذکرِ اللہ بیج ہے اور دِل سالک زمین۔ تخم ریزی اور بیج بونے کے وقت زمین اور موسم کو پوری طرح پہچاننا چاہیئے تاکہ بیج ضائع نہ ہو جائے۔ نعوذ باللہ منہا!

آپؒ فرماتے ہیں کہ

دِلوں میں نرمی دو طریقوں سے آتی ہے :-

Digitized By eGangotri

(۱) خدائے تعالیٰ کی صفتِ قہاریت اور آخرت پر غور کرنے سے ــــــ اور ــــ

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Advocate Showkat

(۲) عشقِ الٰہی کی غلبگی سے!

آپؒ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ:-

"جو دِل خوف و عشق سے خالی ہو، وہ دِل نہیں، سنگ و خشت ہے بلکہ اُس سے بھی گیا گزُرا۔ اسی لئے خدائے تعالیٰ، بنی اسرائیل سے فرماتے ہیں:

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُم مِّن بَعْدِ ذَٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ أَوْ أَشَدُّ قَسْوَةً ۚ

یعنی تمھارے دِل پتھر بلکہ اُس سے بھی زیادہ سخت ہوگئے!

اگر کوئی غیر حکیم، ذکرِ حق کا تخم دِلِ سخت میں بونے کی کوشش کرلے تو نہ تخم ہی بار آور ہوگا اور نہ محنت و مشقت نتیجہ بخش ہوگی۔ اس لئے ہر صاحب ارشاد کو اس کا خاص خیال رکھنا چاہیئے!

حضرتِ مخدوم پاکؒ حکمتِ خداداد اور نورِ فراست سے ہر طالب کے دِل کا بخوبی جائزہ لے کر ہی تلقینِ ذکر کرتے تھے۔ آپؒ کی کرامتِ بصیرت کا بارہا تجربہ و مشاہدہ کیا گیا۔ آپؒ کا ارشاد ہے کہ:

"ذِکر کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) تقلیدی اور (۲) تحقیقی

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ محض زبان سے سُننا یا زبان سے کہنا ذکرِ تقلیدی ہے اور یہ چنداں فائدہ بخش نہیں۔ ہاں کسی صاحبِ ولایت کی زبان سے لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کی تعلیم اس طرح حاصل کرنا کہ جو دِل پر بھی اثر انداز ہو، ذکرِ تحقیقی ہے اور یہی ذکرِ دِل کو گلگزار اور چشمِ دِل کو نورانی کرلیتا ہے!

لا الٰہ الا اللّٰہ ینبتُ الایمانَ فِی القلبِ کما ینبتُ الماءُ البقلَ

یعنی لا الٰہ الا اللّٰہ سے دِل میں ایمان کی اس طرح رُوئیدگی ہوتی ہے جس طرح پانی سے سبزی کی!

حضرتِ مخدوم پاک علیہ الرحمہ جب کسی مُرید کے متعلق جان لیتے کہ توبہ و انابت اور رجوع اِلی اللہ نے اُس کے دِل کی دُنیا بدل ڈالی ہے اور جذبۂ عشق و خوفِ خدا پیدا کیا ہے۔ اور اب نصائح و تلقینِ کلمات کا موقعہ آن پہنچا ہے تو مختلف انسانوں کی استعداد و ہمت کے مطابق مختلف نصائح فرماتے اور عبادات و کلمات کی ہدایت

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

فرماتے۔ چناں چہ کسی مُرید کو صرف فرائض و سُنن کی پابندی اور گناہوں سے اجتناب و پرہیز کی تلقین کرتے۔ کسی کو فرائض و سُنن کے علاوہ تہجّد و چاشت کی ادائیگی کا بھی حکم فرماتے، اور روزانہ تلاوت کی تاکید کرتے! کسی کو مزید نوافل، روزہ داری، اسمائے الحسنیٰ اور دُعاؤں کی اجازت دیتے۔ کسی کو خلوت نشینی اور ذکرِ اللہ کی تعلیم دیتے۔ کسی کو حلال کمائی کے بارے میں ہدایات دیتے اور کسی کو ان تمام امور کے علاوہ لباس و طعام کے متعلق بھی احکام بیان فرماتے!

"عوارف" میں فرائضِ مشائخ کے ضمن میں کہا گیا ہے کہ

شیخ کو نورِ ایمان اور مومنانہ فراست سے طالب کے استعداد و صلاحیت کا اندازہ لگانا چاہیئے اور جس کام کے لائق جس کو جانے، اُسے ایسی ہی تلقین و تربیت کرے!

جنابِ سرورِ کونین، صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم بھی استعداد، ہمّت، علم و عقل کے مطابق اپنے صحابیوں سے کلام فرماتے، ہدایات دیتے، نصائح کرتے اور تلقینِ عبادات کرتے!

ایک بار ایک آوارہ ذہن اور خوفِ خدا سے خالی آدمی حسن گنائی اپنے آقا شیر مرز سے بگڑ بیٹھا۔ تو اُس کی نوکری چھوڑ دی۔ پھر جنابِ مخدوم رح کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کی استدعا کی۔ آپ ہر وقت ٹالتے رہے۔ کچھ مدّت کے بعد یہی شخص ایک اور ظالم آقا کا نوکر ہوا۔ اور اس نے بندگانِ خدا پر وہ مظالم ڈھائے کہ الاماں والحفیظ! وہ بدبخت فسق و فجور میں بھی پوری طرح بدنام ہوا۔ جنابِ مخدوم پاک رح کی بصیرت و فراست، دیکھ کر آپ کے معتقدین و متعارفین حیران رہ گئے اور جان گئے کہ پیرِ مقدس، حسن گنائی کی استدعائے بیعت کیوں ٹالتے رہتے!

اس کے برعکس جب کوئی مخلص، مثلاً ملّا علی صوفی، ملّا ابراہیم، ملّا احمد چاگلی وغ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے استخارہ کے بعد ضروری تربیت و بیعت سے سرفراز فرمایا۔

Digitized By eGangotri
Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

سری نگر کے ایک محلہ آلمر کے ایک قاری ـــــ خواجہ حسن صاحب کی جب آپ رح نے تربیت فرمائی تو اُس کی زندگی یکسر بدل گئی اور دِل کی کیفیت میں حیرت انگیز تبدیلی آئی۔ خواجہ صاحب نے اپنے پیر و مُرشد سے اس کا تذکرہ کرتے ہوئے عرض کیا کہ " ذِکرُاللہ سے دِل میں سکون اور کام و دَہن میں ایسی شیرینی و حلاوت پیدا ہوتی ہے جس کا بیان کرنے سے میری زبان قاصر ہے۔" جناب مخدوم پاک علیہ الرحمہ یہ سُن کر نہایت ہی مسرور ہوئے۔ فرمایا۔ " مُبارک ہو! ہمارے بہت سارے مُخلصین و مُریدین اس کی تمنّا کرتے آئے ہیں!"

جناب سُلطان العارفین رح خود اپنے متعلق فرماتے ہیں کہ

"جب خُداوند کریم نے میری دست گیری فرمائی اور میں ذِکرُاللہ کی طرف مُتوجہ ہوا تو اس مقدّس شغل نے مجھے وہ لذّت و حلاوت بخشی کہ فرائض و سُنن اور تہجّد و چاشت کی ادائیگی کے فوراً بعد ذِکرُاللہ میں گُم ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ تائیدِ ایزدی اور پیشوایانِ مقدّس کی بلند ہمتی نے میرے لئے ترقی کے دروازے کھول دیئے اور میں مُسلسل ریاضت اور اَن تھک محنت و اِستقامت سے مقاماتِ عالیہ کی طرف ترقی کرتا گیا۔"

ذِکرُاللہ کی خاصیّت

"شمائل الاتقیاء" میں درج ہے کہ

"جب ایک ذاکر، حقیقتِ ذکر کو پالیتا ہے تو اُس کے مُنہ اور دانتوں میں شہد سے بھی بڑھ چڑھ کر مٹھاس محسوس ہوتی ہے۔ چناں چہ اس حلاوت سے ہونٹ بھی چمٹ جاتے ہیں اور دانت بھی۔ پھر یہی مٹھاس ذاکر کی غذا بن جاتی ہے اور مدّت تک یہ حلاوت قائم رہتی ہے!

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

حضرت خواجہ ابُوسعید رح فرماتے ہیں:

"جب خداوندکریم کسی کو صاحبِ ولایت بنانا چاہتا ہے تو اُس پر ذِکر کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور سالک حلاوتِ ذکر سے محفلِ محبت میں جگہ حاصل کرتا اور پھر کُرسئ توحید پر بیٹھ جاتا ہے۔ پھر آہستہ آہستہ پردے ہٹتے جاتے ہیں اور سالک نورِ توحید میں گُم ہو جاتا ہے!"[۱]

"خلاصۃ المناقب" میں ہے کہ

"جب سالک ذکرِ حق پر مُداومت کرتا ہے تو اُس کے دِل میں نُورِ ربانی بجلی کی طرح آتا اور جاتا ہے۔ ایسی حالت کو لوائح کہتے ہیں۔

اس کے بعد اگر ذاکر مزید استقامت سے کام لیتا ہے تو یہی نُور وقفہ وقفہ کے بعد ظاہر ہوتا اور کچھ دیر ٹھہر کر پھر غائب ہوتا ہے۔ اس کیفیت کا نام لوامع ہے!

تیسری منزل پر نور رُک رُک کر آتا اور دِل کو مُنوّر کرتا جاتا ہے اور سالک اس کا بخوبی مشاہدہ کرتا رہتا ہے، اسے صوفیانہ اصطلاح میں طوالع کہا جاتا ہے!

حضرت مخدومؔ علیہ الرحمہ کو خداوندکریم نے ذکر اللہ کی حلاوت و انوار سے سرفراز فرمایا ہے۔ جس کا اثر آپ کے دیگر مُریدین و متعلقین پر بھی پڑتا آیا ہے۔ چناں چہ خواجہ عثمان کول رح ـــــ جن کا تذکرہ پہلے آچکا ـــــ دُنیا پرست اور سرمایہ دار آدمی تھا۔ نماز و روزہ کا چنداں پابند نہ تھا اور زندگی غفلت میں گزارتا تھا۔ خُداوندکریم کی مہربانی نے خواجہ صاحب کی دست گیری فرمائی۔ اور ایک روز اچانک بے ہوش ہو گیا؛ اسی عالم میں جناب مخدومؔ پاک رح کو دیکھا اور آپ رح خواجہ صاحب کو غفلت شعاری اور سرمایہ پرستی پر سخت ملامت کرنے لگے اور دین کی طرف رجُوع کرنے کی تلقین فرمانے لگے۔ خواجہ صاحب جب ہوش میں آئے تو اپنے اندر عشقِ مولٰے کی بحرانی کیفیت محسوس کی اور دِل حُبِّ دُنیا سے خالی پایا۔ خواجہ صاحب پیر و مُرشد کی خدمت میں حاضر ہوئے سارا واقعہ بیان کیا۔ آپ نے نہایت ہی شفقت سے تربیت فرمائی اور خواجہ صاحب

Digitized By eGangotri

[۱] دستور السالکین صفحہ ۲۶۲

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

صاحبِ کرامت بن گئے اور کشفِ قبور و دیگر کرامات سے خُداوندکریم نے اُنھیں سرفراز فرمایا۔

جنابِ مخدوم پاک کے ایسے ہی بہت سے واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ رح نہ صرف خُود ولی حق شناس و صاحبِ کرامت تھے بلکہ آپ کے فیضِ صحبت نے اور بھی بہت سے خوش قسمتوں کو نعمتِ ولایت سے مالامال کیا اور صاحبِ کرامت بنایا۔

حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس اللہ سرّہ العزیز فرماتے ہیں :-

"ولی سے کرامت کا ظہور جناب نبی عربی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی نبوت کی تصدیق ہے اس لئے مُنکرِ کرامت حقیقتاً مُنکرِ نبوّت ہے اور یہ بہت بڑی گمراہی ہے"[1]

خلوت سے جلوت کی طرف

جیسا کہ قبل ازیں تذکرہ کیا گیا کہ

"جنابِ مخدوم پاک علیہ الرحمہ نے خانقاہِ ملک شمس چک میں بابتدائی [illegible] ریاضتِ شاقہ اور مُسلسل عبادت میں گزارے۔ جنابِ مخدوم رح اس عالم [illegible] بیان فرماتے ہیں کہ :-

"میں ابتدائی زمانے میں لوگوں کی صحبت سے بالکل کنارہ کش ہوگیا تھا۔ یہاں تک کہ خُداوندکریم نے جمعیتِ باطن اور اطمینانِ قلب کی عظیم اور لازوال دولت عطا فرمائی۔ خلوت میں مُدّتِ دراز گزارنے کے بعد حکم ہوا کہ اب جلوت اور صحبتِ خلائق کو اختیار کرو۔ کیونکہ عنایتِ ربّ سے کسی کی بھی صحبت اب بُرا اثر نہیں ڈال سکتی۔ بلکہ فیض اُٹھانے والے فیض اُٹھاتے رہیں گے۔ جُوں ہی میں نے یہ حکم پایا تو خانقاہ سے نکل کر لوگوں کے اندر آیا اور دین پہنچاتا رہا۔"

جنابِ مخدوم رح نے اگرچہ خلوت ترک کرکے جلوت اختیار کی مگر تعلّق باللہ اور

---

[1] دستور السالکین صفحہ نمبر ۲۷۲، ۲۷۶

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adevcate Showkat

مسلسل یادِ حق کی وجہ سے آپ عبادت میں بھی خلوت و اعتکاف ہی کا فیض و
نور حاصل کرتے رہتے ہیں۔ ۱؎

مکّار درویشوں سے نفرت

جناب مخدوم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ

"ہمارے زمانہ کے اندر بہت سے گندم نما جو فروش ہیں۔ یہ مکّار دُنیا طلب بھی ہیں اور جاہ پسند بھی۔ امیروں کے پاس فقیرانہ لباس پہن کر جاتے اور اپنی رُوحانیت کا ڈھونگ رچاتے رہتے ہیں۔ حالانکہ کم ظرفوں کو رُوحانیت کی بُو تک لگی نہیں ہوتی یہ لوگ اپنی دکانیں چمکا کر شہرت حاصل کرتے اور لوگوں کو ٹھگتے رہتے ہیں۔"

حضرت بابا داؤد خاکی رح فرماتے ہیں کہ:-

"مخدوم عالم رح ان مکّار درویشوں کے علی الرغم گاہ گاہ لباسِ فاخرانہ اور امیرانہ پوشاک پہنتے تھے تاکہ لوگ ظن و گماں میں مبتلا ہو کر دُور رہ جائیں اور اس طرح خود کو آفتِ شہرت سے بچاتے تھے۔ یہ طریقہ اہلِ ملامت کا ہے جو صوفیوں کا ایک مقدس گروہ ہے۔"

شیخ ابو صالح صمدوی ——— جو گروہِ ملامت سے تعلق رکھنے والے بزرگ صوفی تھے ——— فرماتے ہیں کہ ایک روز مجھے نیشاپور میں ایک درویش ملا۔ اس کا نام نوح تھا۔ میں نے پوچھا۔ "نوح! بتاؤ جوانمردی کیا ہے؟" کہا۔ "تمہارے لئے یا میرے لئے؟" میں نے کہا۔ "دونوں کے لئے!" کہا۔ "میرے لئے یہ کہ گدڑی پہن لوں لوگوں کو مناہی سے باز رکھوں۔ اور تیرے لئے یہ کہ لباسِ فاخرہ پہن لے تاکہ لوگ ارد گرد جمع نہ ہوں اور فتنۂ شہرت سے بچ جائے۔" پھر کہنے لگا۔ "میری جوانمردی شریعت

۱؎ دستور السالکین صفحہ نمبر ۲۸۳

Digitized By eGangotri
Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

کی حفاظت میں ہے اور تیری حقیقت کی حفاظت اور اسرار کی نگہبانی میں!"

"منہاج العابدین" میں ہے کہ :-

فرقد سنجری حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گدڑی پہن کے آیا اور حقارت سے حضرت خواجہ کے امیرانہ لباس کی طرف دیکھنے لگا۔ حضرت خواجہ نے بھانپ لیا اور فرمایا۔ "بھائی! کیا دیکھتے ہو، میں نے جنتیوں کا لباس پہنا ہے اور تو نے اہل دوزخ کا۔ مجھ تک روایت آئی ہے کہ بہت سے گدڑی پوش دوزخی ہوں گے۔ تمہارا زہد کپڑوں میں ہے اور غرور سینہ میں۔ اللہ کی قسم تم لوگ ریشمی لباس پہننے والوں سے زیادہ مغرور و متکبر ہو۔" [1]

مالِ حرام سے پرہیز

حضرت بابا داؤد خاکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ :-

"جناب مخدوم نے اپنی ساری زندگی متوکلاً علی اللہ گزاری، یہاں تک کہ کھانے پینے اور پہننے میں بھی اپنی تدبیر و فکر و رائے کو ترجیح نہ دیتے تھے بلکہ اللہ ہی پر بھروسہ کرکے اشاراتِ باطنی کے تحت اشیا کا استعمال کرتے رہے!

اگر جنابِ مخدوم کے پاس کبھی مالِ حرام بہ طورِ نذرانہ پیش کیا جاتا تو آپ فوراً اپنی طبیعت میں انقباض محسوس فرماتے۔ پھر خواب یا اشارۂ باطنی یا الہامی کیفیت یا کسی اور قرینے سے مال کی حقیقت سے آگاہ ہوتے اور اس مالِ حرام کو قطعاً اپنے لئے قبول نہ فرماتے۔ آپ اکثر فرمایا کرتے کہ :-

"جو طیب (پاک) ہے وہ استعمال کرنے کے لئے موجود رکھنا چاہیئے جو اس سے

---

[1] دستور السالکین صفحہ نمبر ۲۸۶

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

کم تر درجہ کا ہو اس سے لباس بنانا چاہیئے اور جو غلیظ و غیر طیب ہو اُسے محتاجوں اور غریبوں میں تقسیم کرنا چاہیئے![1]

تناولِ غذا میں احتیاط

حضرتِ خاکی رح فرماتے ہیں کہ :-

"اگر جناب مخدوم علیہ الرحمہ کے پاس کوئی مُشتبہ غذا پیش کی جاتی تو وہ غذا آپ کے حلق سے نیچے نہ اُترتی تھی، اگرچہ آپ بھوک کی شدت بھی محسوس کرتے! پھر آپ اس غذا سے اپنے ساتھی کو کھلاتے اور خود برتن میں ہاتھ ڈالے ہوئے رہتے اور گفتگو فرماتے!"

"اگر کسی وقت جناب سلطان العارفین مخدوم رح کو کوئی ایسا شخص دعوت پر بُلاتا جو (۱) آپ کے متعلق درست اعتقاد اور احترام و محبت نہ رکھتا۔ یا

(۲) رِیاکاری کی بیماری میں مُبتلا ہوتا اور محض شُہرت و رِیاکاری کے لئے آپ کو دعوت دیتا۔ یا

(۳) کسی اور دُنیوی غرض کو دِل میں چھُپائے ہوتا!

تو جنابِ مخدوم رح دعوت قبُول تو فرماتے، مگر باطنی اشارہ پاتے ہی خود کچھ بھی نہ کھاتے اور اپنے ساتھی کو کھِلاتے!

ایک روز آپ ایک مجلس میں تشریف فرما تھے۔ جہاں آپ کے ساتھ اور لوگوں کے علاوہ ایک مُسلم نُما کافر ــــ شوکو بٹ ــــ تھا۔ یہ شخص اپنے کو تو مُسلم کہتا تھا، لیکن پوشیدہ طور پر پکا کافر، بُتوں کا پجاری تھا۔ جنابِ مخدوم نے اس شخص کو

---

[1] دستور السالکین صفحہ نمبر ۲۹۰

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

پہلے اگرچہ نہ دیکھا تھا، اور نہ اس کے متعلق کچھ جانتے تھے، اس لئے آپ نے اُس کے ساتھ دعوت کھائی۔ مگر کھانے سے فارغ ہوتے ہی قے آگئی اور معدہ خالی ہو گیا،

حضرت مخدوم نہایت ہی پریشان ہوئے اور اس بے سبب تکلیف پر خدا کے حضور گڑگڑانے لگے۔ "اے ربّ! مجھ سے کون سا قصور سرزد ہوا ہے جس کی پاداش میں یہ تکلیف اُٹھانا پڑی۔" پھر آپ کو باطنی اشارات سے معلوم ہوا کہ دراصل یہ واقعہ کسی قصور کا نتیجہ نہیں بلکہ نتیجۂ رحمت ہے! کیونکہ ہم کاسہ یعنے ساتھ میں روٹی کھانے والا مسلمان نہیں، کافر تھا۔ آپ نے دوستوں کو اس کی خبر دی۔ آخر میں معلوم ہوا کہ وہ مکّار، اغراضِ نفسانی پورا کرنے کے لئے مسلمان بنا ہوا تھا۔ اور گھر کے اندر تمام کافرانہ رسوم انجام دیتا اور بتوں کی پرستش کرتا تھا!

جناب مخدوم علیہ الرحمہ کو ایسے اور بھی متعدد واقعات پیش آئے جن سے مشاہدہ کرنے والوں کو یقین ہوا کہ خداوندکریم اپنے خاص بندوں کو غذائے ناشائستہ سے بچائے رکھتا ہے اور یہ کہ ہمارے پیر و مرشد یقیناً خداوندکریم کے اُن محبوب بندوں میں سے ہیں جن کی خدائے تعالےٰ خود حفاظت فرماتا ہے!

جنابِ مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ نے قبولیتِ دعوت کے لئے چند شرطیں رکھ لی تھیں ——

(۱) دعوت، حلال کمائی سے تیار کی گئی ہو۔

(۲) صاحبِ دعوت، نیک مرد، مخلص اور صاحبِ اعتقاد ہو۔

(۳) زیر بار احسان رکھنے کے لئے دعوت پر نہ بلائے۔

(۴) اپنی شہرت کی غرض سے دعوت نہ دے۔

(۵) دعوت پر بلانے میں کوئی بھی دُنیوی غرض نہ ہو۔

(۶) نیکوکار اور صالحین کو ہی محفلِ دعوت میں شمولیت کی اجازت دے اور مجلس میں کوئی بھی غیر صالح اور شریعت سے رُوگرداں شخص نہ بیٹھا ہو۔

چونکہ یہ تمام شرطیں اکثر اوقات پوری نہ ہو سکتی تھیں، اس لئے ہمارے پیر و مرشد جنابِ مخدوم علیہ الرحمہ بسا اوقات مجلسوں میں شامل ہونے کے باوجود

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

کچھ نہ کھاتے اور خالی پانی پر گزارہ کر لیتے۔ متعدد بار ایسا ہوا کہ آپ نے مجلسِ دعوت میں شمولیت فرمائی۔ مگر جو کچھ سامنے آیا، وہ ساتھیوں میں تقسیم کرتے گئے اور خود فاقہ ہی رہے!

ایک روز آپ نے خود فرمایا کہ:-

"دو ہفتوں میں، میں نے ایک تِل کے برابر غذا سے زیادہ تناول نہ کیا ہوگا۔ اور وہ بھی جستہ جستہ!"

حقیقت یہ ہے کہ جناب مخدوم پاک رح نہایت ہی کم خور تھے۔ لذائذ اور نعمتوں کے دسترخواں پر ہوتے کے باوجود آپ بہت ہی تھوڑا تناول فرماتے۔ آپ کے ساتھی اگر مزید کھانے پر مجبور کرتے تو فرماتے۔۔۔ "بھائی! زیادہ کھانا عبادت میں داخل نہیں اور نہ اس سے قوت میں اضافہ ہوتا ہے۔"

آپ اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے ؎

خوردن برائے زیستن و شکر کردنست
تو معتقد کہ زیستن از بہر خوردنست

یعنی کھانا زندہ رہنے اور شکر ادا کرنے کے لئے کھایا جاتا ہے۔ تیرا خیال ہے کہ زندگی صرف کھانے ہی کا نام ہے

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ کیا درویش گنہگار ہو سکتا ہے؟" فرمایا "بھوک نہ ہوتے ہوئے بھی کھانا، درویش، کے لئے گناہِ عظیم ہے!"

"مختصر وقائع" میں آیا ہے کہ:-

"ہلاکت سے بچنے کے لئے غذا تناول کرنا فرض ہے اور ادائیگی عبادت کے لئے کھانا حصولِ ثواب کا ذریعہ ہے۔ روزہ رکھنے کی نیت سے پیٹ بھر کر کھانا مباح اور حد سے زیادہ کھانا حرام ہے۔ ہاں مہمان کے ساتھ کھانا اور اس کی شرمندگی کو دور کرنے کے لئے کھاتے رہنا جائز ہے۔"

خداوند کریم نے جس طرح حضرتِ مخدوم کو غذائے حرام و مشتبہ کھانے سے پاک رکھا، اسی طرح آپ کا جسم لباسِ ناموزوں سے بچایا۔ اگر آپ کی

Digitized By eGangotri
Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Advocate Showkat

خدمت میں کوئی ایسا لباس پہننے کے لئے پیش کیا جاتا جو یا تو حلال کمائی کا نہ ہوتا۔ یا پیش کرنے والا کسی غرض کے تحت یا احسان دھرنے کے لئے یا کسی اور گھٹیا مقصد کے لئے یا دِل کی رضامندی کے بجائے مجبوراً پیش کرتا تو خدائے منیب واں کسی نہ کسی طرح آپ کے جسمِ اطہر کو ایسے لباس سے محفوظ رکھتے۔ اگر کبھی ایسا ہوتا کہ آپ اس قسم کا لباس پہننے پر مجبور ہو جاتے اور ایسا شاذ ہی ہوتا تو آپ کے جسمِ مبارک پر لازمی طور خارش نکل آتی یا کوئی اور درد پیدا ہوتا!

ایک روز ایک تاجر نے ایسا ہی لباس بنام ضیہ خدمتِ اقدس میں پیش کیا، آپ نے قبول فرماکر زیبِ تن کیا۔ وضو کرنے کے لئے تشریف لے گئے، پاؤں پھسل گیا اور آپ کو سخت چوٹ آئی۔ آپ حقیقتِ حال سے آگاہ ہوئے۔ فوراً لباس اُتارا اور ایک غریب کے سپرد کیا۔

کبھی کبھار ایسا ہوتا کہ آپ کسی لباس کو، اس لئے مجبوراً پہنتے کہ آپ کو دوسرا لباس پہننے کو نہ ہوتا۔ تو آپ بار بار استغفار کرتے اور ربِّ جلیل سے معافی مانگتے رہتے اور نیا لباس ملتے ہی اسے بدن سے اُتار دیتے۔[1]

صاحبِ ایثار ولیؒ

حضرت خاکی رح فرماتے ہیں کہ

"حضرت سلطان العارفین علیہ الرحمہ ہمیشہ دوسروں کو اپنے پر ترجیح دیتے ہوئے ایثار و قربانی سے کام لیتے تھے۔ جب بھی آپ کی خدمتِ اقدس میں کوئی ہدیہ پیش کیا جاتا تو آپ اوروں کو بخش دیتے! حتیٰ کہ اگر کہیں سے کوئی اچھا اور خوب صورت گھوڑا بھی تحفہ کے طور پر آپ کے پاس پہنچ جاتا تو آپ خود سوار

---

[1] دستور السالکین صفحہ نمبر ۲۹۹–۳۰۰

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

ہونے کے باوجود کسی ایسے آدمی کو عنایت فرماتے جو گھوڑ سوار بھی ہوتا اور گھوڑے کی رکھوالی اور نگہبانی کا اہل بھی ہوتا!

اگر کہیں سے کوئی قیمتی لباس آجاتا تو خود استعمال کرنے کی بجائے ایسے آدمی کے سپرد کرتے جو قیمتی پوشاک پہننے کا عادی ہوتا۔ اسی طرح آپ ہمیشہ ہدایا و تحفہ و تحائف غریبوں، مسکینوں، ناداروں اور حاجت مندوں میں تقسیم فرماتے آپ کے پاس سائلوں کی بھیڑ لگی ہوئی رہتی۔[۱]"

صاحبِ نفسِ مطمئنہ

حضرت مخدوم پاک رحؒ فرمایا کرتے تھے کہ

خُداوند کریم نے مجھ پر یہ خاص مہربانی فرمائی ہے کہ نفس کو ایک ایسی منزلِ اطمینان تک پہنچایا ہے جہاں مجھے دُنیا کی کوئی چاہت یا رنج و راحت بے قرار و پریشان نہیں کرسکتی اور نہ کبھی میرے دِل میں دُنیا کی کسی بھی چیز کی آرزو پیدا ہوتی ہے۔ ہاں کوئی شک نہیں کہ میں گاہ گاہ اپنے اُن مخلص، وفادار، نیکوکار اور صداقت شعار دوستوں سے ـــــ جنھوں نے سب کچھ میرے لئے وقف کر رکھا ہے ـــــ کوئی چیز طلب کرتا ہوں، مگر وہ اس لئے نہیں کہ میرے دِل میں اس کی آرزو پیدا ہوئی ہوتی ہے یا اس کی ضرورت محسوس کرتا ہوں بلکہ دو حکمتوں کے تحت ایسا کرتا ہوں!

ایک یہ کہ نفس کو غرور، ریا، شہرت پسندی اور مکر و بے جا زہد کی بیماری سے بچاؤں!

نیز یہ کہ اپنے دوستوں کو ثواب حاصل کرنے کا موقعہ دے دوں اور رضائے الٰہی

---

[۱] دستور السالکین صفحہ نمبر ۴۰

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Advocate Showkat

کے تحت خرچ کرنے کا سبق دوں!

جانشین کے ان ہردو فوائد کے پیش نظر مجھے خدائے قدوس سے اُمید ہے کہ یہ طلب بھی منفعت و افادیت کا باعث بنے گی، خدانخواستہ مضرت و گناہ کا نہیں[1]

پابندِ سُنّت پاکباز رح

حضرت خاکی رح فرماتے ہیں کہ

"ایک بار کسی نے حضرتِ مخدوم عالم رح کو کوئی خاص اور مُقرّرہ لباس نہ پہننے پر اعتراض کیا۔ آپ نے فرمایا:۔

"جناب سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کسی خاص لباس کے پابند نہیں تھے۔ مسنون یہ ہے کہ آدمی ہر قسم کا لباس بے تکلّف پہنے اور کسی خاص وضع و قطع کا پابند اپنے آپ کو نہ بنائے۔ کیونکہ کہا جاتا ہے کہ

؎ آنکہ در بندِ آنی بندۂ آنی

جس کے خیال میں تم پھنس گئے، اُس کے بندے بن گئے۔

ہاں لباس میں اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ نہ ریشم کا ہو اور نہ زعفرانی رنگ کا۔ باقی ہر لباس کی اجازت ہے! یاد رکھ لے! میں ہمیشہ سُنّت کی مُتابعت کرتا ہوں۔ اس لئے جو کچھ بھی ملتا ہے، پہنتا ہوں۔ کسی خاص رنگ اور وضع و قطع کو اپنے لئے مخصوص بنانا غرور و رعونت اور فخر و مباہات کا سبب بن جاتا ہے[2]"

"روضۃ الاحباب" میں ہے کہ:۔

"جناب نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم لباس میں کوئی تکلّف نہ برتتے تھے بلکہ جو کچھ بھی مُیسّر آتا، زیبِ تن فرماتے! یہی حال صحابۂ کرام کا بھی تھا۔ آپ[3]

---

[1] دستور السالکین صفحہ نمبر ۳۰۵ [2] دستور السالکین صفحہ ۲۰۷

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

گاہ گاہ نہایت ہی قیمتی اور دیدہ زیب لباس پہنتے تھے، بالخصوص عیدین اور وفود سے مُلاقات کے وقت!"

ایک بار حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک سردارِ قبیلہ نے ایسا قیمتی لباس تحفہ کے طور پر بھیج دیا جو ۳۳ اُونٹوں کے عوض خریدا گیا تھا۔ آپؐ نے اُسے زیبِ تن فرمایا۔ ایک اور بار ۲۹ اُونٹوں کے عوض خریدا ہوا لباس پہنا۔ کبھی اپنے لئے کوئی خصوصی کپڑا بُنواتے تھے۔

"زبدۃ الفقہ" میں ہے کہ

"اگر کوئی شخص قیمتی اور بہترین لباس پہنے تو اس کی اجازت ہے بشرطیکہ غرور سے اپنے کو بچائے، نیز حقوق اللہ و حقوق العباد ادا کرتا رہے!"

رہبرِ حقوق شناس رح

حضرت بابا داؤد خاکی رح فرماتے ہیں کہ

"ایک بار جناب مخدوم پاک علیہ الرحمہ اپنے گھوڑے — جودر — پر سوار ہوئے تو ہم سے فرمانے لگے کہ:۔

مُدّت تک گوشۂ تنہائی میں رہنے کے بعد جب مجھے حکم دیا گیا کہ مختلف اطراف کی سیر کر کے دینِ حق قائم کروں اور سِیرُوا فِی الْاَرْضِ کا منشا پُورا کر کے مزارات و کھنڈرات سے عبرت حاصل کروں، لوگوں سے ملوں، رجالُ الغیب کی زیارت کروں تو میں نے اپنی معذوریت اور تکلیفِ پا — جو بچپن میں بیماری کی وجہ سے پیچیدہ ہُوا تھا — کا عُذر پیش کیا۔ ارشاد ہوا کہ اس غرض کو پُورا کرنے کے لئے سواری دی جائے گی! میں نے مولائے کریم سے مُناجات کی — "بارِ الہٰا! مجھ جیسے کمزور و ناتواں کے لئے گھوڑا کہاں سے

Digitized By eGangotri
Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Advocate Showkat

آئے گا اور اس کی نگہداشت کیسے کی جائے گی؟ ارشاد ہوا کہ خداوندکریم کے کرم سے کچھ بھی بعید نہیں۔ گھوڑا بھی مہیا ہو گا۔ پرورش کرنے والا بھی، اور پھر لوگ فائدہ اُٹھاتے چلے جائیں گے۔" چنانچہ ایسا ہی ہُوا۔

اس کے بعد فرمانے لگے۔ "حدیثِ مُبارک کی رُو سے اس جان دار کا ہم پر حق ہے جو کالے کوسوں اپنی پُشت پر اُٹھا کر ہماری خدمت کرتا ہے۔ حیران ہوں کہ اس کا حق کیسے ادا کروں اور فریضۂ شکر کیسے بجا لاؤں!"

حضرت خاکی رح فرماتے ہیں کہ "یہ دیکھ کر حیران رہا ہوں کہ وہ لوگ جو اپنے تجمّل میں مشہور تھے، کس طرح ہمارے پیر و مرشد کے سامنے بہتر سے بہتر سواری لے کر آتے رہتے ہیں اور آپ دوستوں اور ساتھیوں کو بخشتے جاتے ہیں۔[1]"

بدظنی سے کام لینا حرام ہے

حضرت مخدوم پاک رح فرمایا کرتے کہ

"مجھے اُن لوگوں پر افسوس ہے جو بدظنی اور وہم و گمان سے کام لے کر دوسرے بندگانِ خدا کی غیبت کرکے اور بُرا بھلا کہہ کے خود کو جہنم کی طرف دھکیل دیتے ہیں۔

بہت سے لوگ محض عداوتاً میری ذات پر بے جا اور غیر شرعی حملے کرتے اور اپنی عاقبت خراب کرتے رہتے ہیں۔ مجھے ایسے عاقبت نااندیشوں اور کوتاہ بینوں کا انتہائی افسوس ہے۔ وہ یہ نہیں جانتے کہ بدظنی سے کام لینا حرام ہے!

یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ

{اے ایمان والو! ظنّ و گماں سے پرہیز کرو، کیونکہ بہت سے گماں باعثِ گناہ ہیں}

کتبِ فقہ میں ہے کہ مومن کے حق میں ظنِّ بد کرنا حرام ہے[2]

---

[1] دستورالسالکین صفحہ ۳۰۸ [2] دستورالسالکین صفحہ ۳۱۰

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

حصہ دوم

او شریعت راست نام در طریقت مجتہد
بہر اسرارِ حقیقت صدر او مصدر شدہ است

(خاکیؔ)

شرع کا حامی ہے وہ اور ہے طریقت کا امام
ہے حقیقت کا خزینہ سینۂ اطہر ہوا

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

شیخِ وقت کی اہمیّت

"شرح الامالی" میں لکھا ہے کہ

"ہر زمانہ میں صاحبِ ولایت کا موجود ہونا ناگزیر اور لازمی ہے!

جنابِ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا ارشاد ہے کہ

مَنْ لَمْ يَعْرِفْ إِمَامَ زَمَانِهِ فَقَدْ مَاتَ مِيتَةَ الْجَاهِلِيَّةِ

{جس نے امامِ زماں کو نہیں پہچانا، وہ جاہلیّت کی موت مرا}

اعتقاد کی دو۲ قسمیں ہیں :-

(ا) سالِم (ب) غیر سالِم

اعتقادِ سالم یہ ہے کہ نبیِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اور آپؐ کے صحابۂ کبار رضی اللہ تعالٰی عنہم کے بغیر کسی ایک کو مرجعِ ولایت نہ جانے، یعنی ولی کی ولایت کا معیار سُنّتِ نبویؐ اور اعمالِ صحابہ رضی اللہ عنہم کو مانے!

غیر سالم یہ ہے کہ حسبِ مراتب ایک کو دوسرے پر ترجیح دے اور صحیح کو صحیح، فاسد کو فاسد جانے!

ہر مُرید کے لئے لازم ہے کہ پیر کو پہچان کر یقین رکھ لے کہ وہی خداوندِ کریم کی طرف رہنمائی کرنے والا اور تقرّب الی اللہ کی دولت سے ہم کنار کرنے والا ہے اور یہ کہ پیر بزرگوار خدائی فوج کا سالار ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ یقین رکھ لے کہ فقراءُ و اولیاءؒ الگ الگ ہونے کے باوجود ایک ہی جسم کے مانند ہیں۔ ایک کو دوسرے پر ترجیح دینے کی کوشش نہ کرے اور جان لے کہ ایسا خیال کرنا بھی شیطانی وسوسہ ہے!

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

ایمان و اِرادت کی شرطیں

"خلاصۃ الاسلام" میں آیا ہے کہ
"اگر کوئی پُوچھے، ایمان کیسے قائم رہتا ہے تو کہنا چاہیئے کہ اس کی تین شرطیں ہیں :- (۱) ایمان کی نعمت پاکر اس پر خوش اور شادماں ہوتا
(۲) ہر وقت اس خطرہ سے ڈرتے رہنا کہ کہیں ایمان چھین نہ لیا جائے !
(۳) اُن تمام کاموں اور باتوں سے پرہیز کرنا اور اپنے کو بچائے رکھنا جن سے ایمان کے سلب ہونے اور چھینے جانے کا خطرہ ہو۔ اعمال تو اعمال، دِل میں بھی کسی ایسے خیال و گماں اور ایسی نیّت و اعتقاد کو جگہ نہ دینا، جو ایمان کے منافی اور اس کے خلاف ہو۔

ایمان نام ہے جناب سرورِ عالم علیہ الصلوات والسّلام کی رسالت کی تصدیق اور اقرار کرنے کا ــــ اور ــــ اِرادت نام ہے کسی بُزرگ کے جانشینِ رسُول ؐ اور خلیفۂ نبوی صلعم کا اعتراف کرنا اور اپنے کو اس کی سُپردگی میں دینے کا۔ بشرطیکہ وہ بُزرگ اپنی زندگی نورِ نبوت ؐ کی روشنی میں گزارتا ہو۔ ایمان کی طرح اِرادت کے قیام کی بھی مذکورہ بالا شرائط ہیں۔

یہ ایک مشہور بات ہے کہ اگر کسی سے پُوچھا جائے۔ "کیا تو مُسلمان ہے ؟ " تو اُس کا "ہاں " کہنا ہی کافی نہیں بلکہ کہنا چاہیئے کہ "الحمدُ للہ میں مُسلمان ہوں ! "
اس ایک جواب میں چار جواب مضمر ہیں :-
(۱) میں حلقہ بگوشِ اسلام ہوں !
(۲) اسلام ایک عظیم نعمت ہے جس کے حاصل ہونے پر میں اظہارِ مسرّت کرتا ہوں !

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

(۳) اس نعمت پر اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں تاکہ یہ نعمت قائم رہے اور بڑھتی چلی جائے!
(۴) کلمۂ حمد کہنے سے ثواب حاصل کرنے کی خواہش۔[۱]

شیخ خلیفۂ رسول ہوتا ہے

"شمائل الاتقیاء" میں ہے کہ:

جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ
"جس نے میری سنت زندہ کی، وہ میرا خلیفہ اور مجھ سے قبل آئے ہوئے انبیاء کا خلیفہ ہے۔"

"احیاء العلوم" میں ہے کہ
جناب نبی پاک صلعم نے فرمایا کہ "میرے خلیفوں پر اللہ کی رحمت ہو۔"
عرض کیا گیا کہ "آپ کے خلفاء کون ہیں؟" فرمایا۔ "وہ لوگ جو میری سنت زندہ کرتے اور بندگانِ خدا کو اس کی تعلیم دیتے ہیں!"

"عوارف" میں درج ہے کہ
"اس شخص سے بڑھ کر کس نے رسول صلعم کی پیروی کی جس نے لوگوں کو حق کی طرف بلایا اور دعوتِ دین لے کر اٹھا!"

اسی مقدس ہستی کو خلیفۂ رسول اور شیخِ وقت کہتے ہیں۔[۲]

---

[۱] دستور السالکین صفحہ ۴

[۲] دستور السالکین صفحہ ۵

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

جہاد بالنفس کی اہمیت

رسالۂ شیخ عثمان مغربی میں لکھا گیا ہے کہ

"جو کوئی خداوند کریم کی رضا کے لئے ریاضت و مجاہدہ میں مصروف ہو جائے اور مرے، وہ شہید ہے، خواہ اس کی موت کہیں بھی اور کسی بھی طرح واقع ہو جائے!

مجاہدہ کا مطلب ہے رضائے الٰہی کے لئے نفس کے ساتھ جہاد کرنا۔

جناب نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک جنگ سے واپس آتے ہوئے فرمایا "ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف پلٹے۔" اسی کا نام جہادِ اکبر ہے اور یہ ہے اپنے نفس کے ساتھ جہاد کرنا۔ اس جہاد کا سامانِ جنگ اور آلاتِ ضرب کیا ہیں؟ ذکر اللہ اور تقوے! یعنی ہمیشہ خداوند کریم سے ڈرتے رہنا اور اس کی یاد میں لگے رہنا!

"لب اللباب" میں جہاد کی تشریح میں لکھا گیا ہے کہ

"جہاد کی ظاہری اور آخری صورت یہ ہے کہ دشمنانِ دین کے خلاف جنگ لڑی جائے اور باطنی کیفیت یہ کہ شیطان و نفس کے خلاف لڑا جائے۔ پہلی قسم کی جنگ جہادِ اصغر اور دوسری قسم کی جنگ جہادِ اکبر ہے۔

طالب حق کو یقین رکھنا چاہیئے کہ ریاضت کی تلوار سے جب تک کہ خواہشات کا سر کاٹا جائے "والذین جاہدوا" کی عظیم دولت ہاتھ نہیں آسکتی!

خداوند کریم کا ارشاد ہے: وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا

یعنی جو ہماری راہ میں جہاد کرتے ہیں ہم انھیں اپنی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔[1]

Digitized By eGangotri

[1] دستور السالکین محمد سعید

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

ہجرت کی حقیقت

خُدائے قدّوس کا فرمان ہے کہ
إِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا ۔
یعنی بے شک جن لوگوں نے ایمان لایا اور جن لوگوں نے ہجرت کی

ہجرت کیا ہے؟ دینِ حق کے لئے ترکِ وطن کرنا ہی ہجرت نہیں بلکہ ہجرت یہ بھی ہے کہ آدمی بد اخلاقی ترک کر کے خُوش خُلقی اپنا شیوہ بنائے! نفس کو خواہشاتِ بد سے باز رکھے۔ بندگیٔ نفس کو چھوڑ کر بندگیٔ رب کو اپنا طریقِ زندگی بنائے اور رضائے الٰہی کو حاصل کرنے کی کوشش میں لگا رہے!

ارشادِ الٰہی ہے:

"جو لوگ دین کو پناہ دیتے اور دین کی مدد کرتے ہیں، یہی وہ لوگ ہیں جو اپنی ذات پر تنگی و عُسرت میں بھی دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں۔" دوسرے کو پچھاڑنے سے افضل تر یہ ہے کہ اپنے پر قابو پایا جائے!

سہل شیری داں کہ صدر ابشکند
شیر آں باشد کہ خود را بشکند

یعنی سینکڑوں کو چیرنا پھاڑنا آسان کام ہے اور اپنے پر قابو پانے والا ہی شیر کہلایا جا سکتا ہے![1]

---

[1] دستورالسالکین صفحہ ۶

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

پیر و مرشد کے فرائض

ارشادِ الٰہیہ یہی ہے کہ

اگر چہ پیر و مرشد کے لئے یہ فرض نہیں کہ وہ اپنے صاحبِ ارشاد ہونے کا اعلان کرتا اور لوگوں کو اپنی ذات کی طرف متوجہ کرے کیونکہ یہ پیغمبروں ہی کا منصب ہے کہ لوگوں کو اپنی نبوت کی طرف دعوت دیں اور اپنی رسالت و نبوت کا اعلان کریں۔ کیونکہ نبی کی ذات پر ایمان لانا ہی ذریعہ نجات ہے۔ مگر پیر و مرشد کے لئے یہ ضروری نہیں کہ اس کی ذات اور اس کے پیر اور صاحبِ ارشاد ہونے پر لازماً ایمان لایا جائے لیکن اس کے ساتھ اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ جب مرید کسی مرشد کے ہاتھ میں ہاتھ دے تو مرشد کے فرائض میں یہ داخل ہے کہ

(۱) مرید کی مکمل رہنمائی کرے!

(۲) نیکی و بدی سے آگاہ کرے اور

(۳) نفع پہنچانے والی باتوں اور نیک عملوں کی خبر دے اور مضرات کی نشان دہی کرے!

اگر کوئی پیر و مرشد فرائض بالا میں کوتاہی کرے گا تو خداوند کریم کے ہاں اس کی سخت پکڑ ہوگی اور بازپرس ہوگی!

پیر و مرشد صرف رہنمائی کا ذمہ دار ہے ہدایت و ضلالت کا نہیں کسی کی سعادت و شقاوت خداوند کریم کے ہاتھ میں ہے پیر و مرشد کے ہاتھ میں نہیں!

ارشادِ خداوندی ہے

اِنَّکَ لَا تَھْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ

[illegible]

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Advocate Showkat

یعنے اے نبیؐ! تو اُس کی ہدایت نہیں کرسکتا جس کی ہدایت کا تُو خواہاں ہے بلکہ اللہ جسے چاہتا ہے، ہدایت سے نوازتا اور سرفراز فرماتا ہے!

مُرید و مامور پر فرض ہے کہ

ہدایتِ مُرشد پر عمل کرے! اور خُداوند کریم سے سعادت و ہدایت کی اُمید رکھے!

اسی رسالہ میں مزید لکھا گیا ہے کہ

"یہ ضروری نہیں کہ پیر و مُرشد جس کسی کو بھی حلقۂ ارادت میں لے، وہ صاحبِ کمال بن جائے۔ اس کا تعلق فطرتِ مُرید، اور اس کا انحصار مُرید کی صلاحیت پر ہے، یہ بھی لازمی نہیں کہ پیر، جس میں آثارِ تکمیل نہ پائے، اُسے اپنے سے دُور کرے۔۔۔، صاحبِ ارشاد کو چاہیئے کہ ہر ایک کی تربیت کرے۔ ممکن ہے کوئی نہ کوئی منزل تک بھی پہنچے گا!

دراصل پیر و مُرشد شکاری کے مانند ہے۔ ضروری نہیں کہ ہر وقت شاہین و شاہباز ہی زیرِ دام آجائے! یہ شکاری کی اہلیت پر نہیں، شکار کی قسمت پر منحصر ہے!

مُرشد تین چیزیں مُرید کو نہیں دے سکتا :۔

(۱) طلب (۲) ارادت اور (۳) عشق

اور تین باتیں مُرشد پر فرض ہیں کہ مُرید کو سکھائے :۔

(۱) عبادت (۲) خلق اور (۳) ادب

اس حقیقت کو مثال سے یُوں سمجھایا جا سکتا ہے کہ

ہم کسی کو محبوب کے مسکن کی نشان دہی کر سکتے ہیں۔ یہ بھی بتا سکتے ہیں کہ خانۂ محبوب میں کون سا سلوک روا رکھنا چاہیئے تاکہ قُربِ محبوب سے محروم نہ رہے اور اس کی بھی تعلیم دے سکتے ہیں کہ محبوب سے مِل کر کن آداب کو ملحوظ رکھا جائے تاکہ کسی قسم کی بے ادبی۔ راندگی کا باعث نہ بنے! لیکن معشوق کے لئے قلق و اضطراب، گریہ و زاری اور بیدار رہنے کا جذبہ اور وصلِ محبوب کے لئے جنوں انگیز گرمی کسی کے دِل میں ڈالی نہیں جا سکتی! (دستور السالکین صفحہ ۸)

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

پیر و مُرشد کے فرائض

"رسالۂ اقبالیہ" میں ہے کہ

اگرچہ پیر و مُرشد کے لئے یہ فرض نہیں کہ وہ اپنے صاحب ارشاد ہونے کا اعلان کرتا پھرے اور لوگوں کو اپنی ذات کی طرف متوجہ کرے، کیونکہ یہ پیغمبروں ہی کا منصب ہے کہ لوگوں کو اپنی نبوّت کی طرف دعوت دیں اور اپنی رسالت و نبوّت کا اعلان کریں۔ کیونکہ نبیؐ کی ذات پر ایمان لانا ہی ذریعۂ نجات ہے۔ مگر پیر و مُرشد کے لئے یہ ضروری نہیں کہ اس کی ذات اور اس کے پیر اور صاحب ارشاد ہونے پر لازماً ایمان لایا جائے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ جب مُرید کسی مُرشد کے ہاتھ میں ہاتھ دے تو مُرشد کے فرائض میں داخل ہے کہ

(۱) مُرید کی مکمّل رہنمائی کرے!

(۲) نیکی و بدی سے آگاہ کرے اور

(۳) نفع پہنچانے والی باتوں اور نیک عملوں کی خبر دے اور معضرات کی نشان دہی کرے!

اگر کوئی پیر و مُرشد فرائضِ بالا میں کوتاہی کرے گا تو خُداوند کریم کے ہاں اس کی سخت پکڑ اور باز پُرس ہوگی!

پیر و مُرشد صرف رہنمائی کا ذمّہ وار ہے، ہدایت و ضلالت کا نہیں، کسی کی سعادت و شقاوت خُداوند کریم کے ہاتھ میں ہے، پیر و مُرشد کے ہاتھ میں نہیں!

ارشادِ خُداوندی ہے:

إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Advocate Showkat

یعنے اے نبیؐ! تو اُس کی ہدایت نہیں کر سکتا جس کی ہدایت کا تو خواہاں ہے بلکہ اللہ جسے چاہتا ہے، ہدایت سے نوازتا اور سرفراز فرماتا ہے!

مُرید و مامور پر فرض ہے کہ

ہدایتِ مُرشد پر عمل کرے اور خُداوند کریم سے سعادت و ہدایت کی اُمید رکھے!

اسی رسالہ میں مزید لکھا گیا ہے کہ

"یہ ضروری نہیں کہ پیر و مُرشد جس کسی کو بھی حلقۂ ارادت میں لے، وہ صاحبِ کمال بن جائے۔ اس کا تعلق فطرتِ مُرید، اور اس کا انحصار مُرید کی صلاحیت پر ہے، یہ بھی لازمی نہیں کہ پیر، جس میں آثارِ تکمیل نہ پائے، اُسے اپنے سے دُور کرے ___ صاحبِ ارشاد کو چاہیئے کہ ہر ایک کی تربیت کرے۔ ممکن ہے کوئی نہ کوئی منزل تک بھی پہنچے گا!

دراصل پیر و مُرشد شکاری کے مانند ہے۔ ضروری نہیں کہ ہر وقت شاہین و شاہباز ہی زیرِ دام آجائے! یہ شکاری کی اہلیت پر نہیں، شکار کی قسمت پر منحصر ہے!

مُرشد تین چیزیں مُرید کو نہیں دے سکتا:۔

(۱) طلب (۲) ارادت اور (۳) عشق

اور تین باتیں مُرشد پر فرض ہیں کہ مُرید کو سکھائے:۔

(۱) عبادت (۲) خُلق اور (۳) ادب

اس حقیقت کو مثال سے یُوں سمجھا جا سکتا ہے کہ

ہم کسی کو محبوب کے مسکن کی نشان دہی کر سکتے ہیں۔ یہ بھی بتا سکتے ہیں کہ خانۂ محبوب میں کون سا سلوک روا رکھنا چاہیئے تاکہ قربِ محبوب سے محروم نہ رہے اور اس کی بھی تعلیم دے سکتے ہیں کہ محبوب سے مِل کر کن آداب کو ملحوظ رکھا جائے تاکہ کسی قسم کی بے ادبی۔ راندگی کا باعث نہ بنے! لیکن معشوق کے لئے قلق و اضطراب، گریہ و زاری اور بیدار رہنے کا جذبہ اور وصلِ محبوب کے لئے جنوں انگیز گرمی کسی کے دِل میں ڈالی نہیں جا سکتی! (دستور السالکین صفحہ)

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

تقویٰ ایک لازمی شرط

"کتاب الحقائق" میں آیا ہے کہ

فرمایا جناب سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے کہ

"جو کوئی جانتے ہوئے اور سیکھے ہوئے احکام پر عمل کرے گا، خداوند کریم اُسے ان احکام سے بھی واقف فرمائے گا جن سے وہ آگاہ نہ ہو۔ اسی طرح وہ علومِ تازہ سے سرفراز ہوتا رہے گا!

جو شخص بہت علم سیکھنے کا خواہاں ہو، اُسے چاہیئے کہ تقویٰ اختیار کرے!

خداوند کریم علمِ دین اور علمِ قرآن کے دروازے ہر ایک پر کھولتا ہے لیکن وہ لوگ، جو تقویٰ اور پرہیزگاری اپنا شعار بناتے ہیں، وہ اوروں سے سبقت لے جاتے ہیں!

خداوند کریم کا ارشاد ہے:

اِنْ تَتَّقُوا اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّکُمْ فُرْقَانًا ۔

یعنی اگر تم پرہیزگاری اختیار کروگے تو خداوند کریم تم میں حق و باطل کا فرق کرنے، نیک و بد میں تمیز کرنے اور حلال و حرام کو پہچاننے کا سلیقہ و بینائی پیدا کریگا

حدیثِ مبارک میں آیا ہے کہ

"اگر تمہارا کوئی ایمان دار بھائی دُنیا سے بے رغبتی اور پارسائی اختیار کرتا ہے تو اُس کے قریب جاؤ، کیونکہ اس کے دِل میں حکمت کا نور ڈال دیا گیا ہے[1]

---

[1] دستور السالکین صفحہ ۹

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

استقامت قُربِ ربّ کا ذریعہ

جناب شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا:

"آپ نے اتنا علم کہاں سے سیکھا، حالاں کہ آپ نے کسی کی شاگردی اختیار نہیں کی ہے؟" فرمایا۔ "تیس سال سے بارگاہِ ایزدی میں استقامت کو اپنا شعار بنائے ہوئے ہوں اور اسی کے نتیجہ میں خداوند کریم نے علمِ لَدُنی سے نوازا ہے!

علمِ لدُنی استقامت سے حاصل ہوتا ہے۔ بوالہوسانہ اعمال اور متزلزل یقین سے نہیں!

شیخ ربانی اوحد الدین کرمانیؒ نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

اسرارِ حقیقت نشود حل بہ سوال۔ نے نیز بدر باختنِ حشمت و مال
تا دیدہ و دل خوں نکنی پنجاہ سال۔ ہرگز ندہند راہت از قال بہ حال

یعنی —— رازہائے حقیقت پُوچھ گچھ کرنے سے منکشف و معلوم نہیں ہوتے اور نہ ہی صرف مال وجان کو قربان کرنے سے۔ بلکہ جب تک کہ طالب پچاس سال تک متواتر اپنا خُونِ جگر پیتا رہے اور دیدہ دِل قربان کرتا رہے اُسے ہرگز باتوں کی دُنیا سے نکال کر حقیقت کے عالم تک راستہ نہیں دیا جائے گا!

رسالۂ قشیدیہ میں لکھا ہے کہ

استقامت بزرگوں کا شیوہ ہے، نفس کے بندھنوں اور سماج کی رسُوم سے آزاد ہوکر ہر وقت اپنے کو خدائے جلیل کے حضور میں حاضر جاننا اُن کا خاصہ ہے جو نیت خالصہ رکھتے ہوں اور حقیقت وصداقت کے نُور سے منوّر ہوں!

جناب نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے کہ "استقامت سے کام لو اور راہِ حق سے اپنے کو بازمت رکھو لو!" (دستورالسالکین صفحہ نمبر ۹)

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

علمِ لدُنّی اور اس کی عظمت

زُبدۃ الحقائق میں ہے کہ

"اللہ سے ڈرو اور ماسوی اللہ (یعنے جو کچھ اللہ کے بغیر ہے) کی محبت دل سے نکال دو۔ تو عالم الغیب حق سے تعلق رکھنے والے علوم سے آگاہی عطا فرمائے گا!"

جب سالک باللہ، توحید کی حقیقت جان لیتا اور پالیتا ہے تو خداوند کریم اسے بغیر کسی واسطہ کے علوم سے روشناس کرتا ہے۔ اور یہی وہ انعام ہے جس سے انبیاءؑ و اولیائے کرام کو سرفراز کیا گیا۔ اسی کا نام علم لدنی ہے!

تذکرۃ الاولیاء میں ہے کہ:۔

حضرت خواجہ حسن بصری قدس اللہ سرہ العزیز ایک روز بی بی رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کی عبادت گاہ پر چلے گئے۔ فرمایا۔ "مجھے بھی اُس علم کے کسی بھی حصّہ سے واقف کرلے جو تم نے بلا واسطہ بغیر کسی اُستاد کے حاصل کیا ہے!"

بی بی رابعہ رح فرمانے لگیں:۔ "ایک بار میں نے روٹی حاصل کرنے کے لئے ایک رسّی تیار کرلی تاکہ بیچ ڈالوں اور اپنی غذا کا انتظام کرسکوں! رسّی دو درہم میں فروخت کر ڈالی۔ لیکن دونوں درہم دو ہاتھوں میں الگ الگ رکھ کر واپس آئی تاکہ ایک ہی ہاتھ میں دونوں درہم رکھ کر پیسے پر پیسہ جوڑنے والوں میں شمار نہ ہو جاؤں۔ اور پھر دُنیادارانہ ذہنیت کہیں مجھے کسی خرابی و گمراہی کی طرف نہ لے جائے! اسی احتیاط اور دُنیا بیزاری کا نتیجہ ہے کہ خداوند کریم نے علومِ حق سے مجھے بہرہ ور فرمایا۔"

"احیاءِ العلوم" میں ہے کہ:۔

"ظاہری علوم کے شناسا پرہیزگاروں کی عظمت کا اقرار و اعتراف کرتے

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Advocate Showkat

آئے ہیں جن کو خداوند کریم نے باطنی علوم کی دولت عطا فرمائی ہے۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ شیبان الراعی علیہ الرحمہ کے سامنے اُسی طرح بیٹھتے تھے جس طرح ایک شاگرد مدرسہ میں اُستاد کے سامنے زانوئے ادب تہہ کرتا اور مختلف مسائل پوچھتا رہتا ہے۔ جناب شافعی اسی طرح حضرت شیبان سے مسائل دریافت کرتے تھے۔

حضرت امام احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہما حضرت معروف الکرخی علیہ الرحمہ کی خدمت میں جاتے اور مختلف مسائل کے بارے میں اُن سے رہبری حاصل کرتے، اگرچہ یہ دونوں پاکباز علومِ ظاہری میں بھی بلند پایہ رکھتے تھے اور تقویٰ شعاری و خدا ترسی میں بھی!

جب جنابِ سرورِ دو عالم علیہ الصلوات والسلام سے عقال نے پوچھا کہ اگر ہمیں کوئی ایسا مسئلہ پیش آجائے جس کا حل ہم نہ کتابِ الٰہی میں پاسکیں اور نہ سُنّتِ نبوی میں، تو ہم کیا کریں؟" آپؐ نے فرمایا۔" صالحین سے استفسار کرو، اور اُن سے مشورہ لیا کرو۔"

اسی لئے کہا گیا ہے کہ

"علمائے ظاہر زمین و مُلک کی زینت ہیں اور علمائے باطن آسمان و ملکوت کی!"

حضرت جُنید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ" مجھ سے اپنے مُرشد سری سقطی علیہ الرحمہ نے دریافت فرمایا کہ" میرے تم سے جُدا ہونے کے بعد تمھارا ہمنشین کون ہوتا ہے؟" میں نے عرض کیا۔" میرا مُحاسب!" (یعنے اعمال کا جائزہ لینے والا ضمیر)۔ فرمایا۔ مُبارک ہو۔ اُسی سے علم و ادب سیکھا کرو اور کلام مُتکلمین کے حوالہ کرو۔" (یعنے غازیانِ گفتار کو منطق و کلام کی بھول بھلیوں میں گُم ہونے دو)

دستور الجمہور میں آیا ہے:

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ حضرت بشر حافی علیہ الرحمہ کے پاس اکثر جایا کرتے تھے اور دل میں اُن کا بہت ہی احترام و عقیدہ رکھتے تھے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کی زندگی بھی مُبارک ہے اور انجام بھی احسن!

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

حضرت امام احمد بن حنبل رحہ سے دریافت کیا گیا کہ علمِ تفسیر، علمِ حدیث، علمِ فقہ اور دوسرے علوم کے ماہر و عالم ہونے کے باوجود آپ کیوں اس دیوانے یعنی حضرت حافی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جایا کرتے ہیں؟ فرمایا۔ کوئی شک نہیں کہ میں یہ علوم اُن سے زیادہ جانتا ہوں لیکن وہ خداوند کریم کو مجھ سے زیادہ پہچانتے ہیں!

"تذکرۃ الاولیاء" میں آیا ہے کہ

حضرت امام احمد بن حنبل رحہ سے پوچھا گیا۔ "عشق و محبت کی حقیقت کیا ہے؟ فرمایا۔ "جناب بشر حافی علیہ الرحمہ سے دریافت کرو۔ جب تک وہ زندہ ہیں، میں اس سوال کا جواب نہیں دے سکتا![۱]

اے پیکِ خجستہ پے کہ داری بیانِ دوست
با من مگوی جز سخنِ دُر فشانِ دوست
حال از زبانِ دوست شنیدن چہ خوش بُود
یا از زبانِ آں کہ شنید از زبانِ دوست[۲]

تلاوت کی افادیت اور طریقِ تلاوت

شمائل الاتقیا میں ہے کہ

ارشادِ خداوندی ہے ——— اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ

(یعنی یہ لوگ قرآنِ پاک پر غور و فکر کیوں نہیں کرتے؟) یہ غور و فکر اس لئے کہ قاری پر قرآنِ پاک کی حقیقت اور اسرارِ قرآن منکشف ہو جائیں!

جناب حضرتِ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنی کتاب "وحی اللہ" میں فرماتے ہیں:

---

۱ دستور السالکین صفحہ نمبر ۱۰۹ (حاشیہ نمبر ۲ اگلے صفحہ پر)

Digitized By eGangotri
Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

اللہ کی قسم! خداوند کریم اپنے بندوں پر قرآنِ پاک کے ذریعہ جلوہ گری فرماتا ہے مگر لوگ اِس حقیقت سے بے خبر ہیں!

کتاب تمہیدات میں ہے کہ

اگر قرآن خواں تلاوت کرتے ہوئے صفت سے نکل کر موصوف کی طرف متوجہ ہو جائے تو اُس پر اسرار و رموزِ قرآن کھُل جاتے ہیں۔

قرآن پڑھتے وقت صفت سے موصوف کی طرف ذہن منتقل کرنے اور متوجہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ قرآن پڑھنے والا غور و فکر سے کام لے کر خداوند کریم کا کیا ارشاد ہے کِن باتوں اور کاموں کی طرف بلاتا اور کِن سے روک لیتا ہے! کِن باتوں کی طرف بندے کی توجہ پھیر لیتا ہے اور کِن باتوں سے پیچھے رہنے کی تلقین کرتا ہے۔ کیا کرنے کا حکم دیتا ہے اور کیا نہ کرنے سے منع فرماتا ہے!

اس انداز سے قرآنِ پاک پڑھنے والا گویا محبوب ہی کی زبان سے باتیں سُنتا ہے اگر غور و فکر کرنے والا قرآن خواں، احکامِ قرآنی پر عمل بھی کرے گا اور امر کی اطاعت اور نہی سے پرہیز کرے گا تو یقیناً خدائے پاک کی ذات کی معرفت حاصل کر سکے گا! اور پھر بلا واسطہ اور بغیر کسی وساطت کے خود اپنے محبوب کی زبان سے کلام سُنتا رہے گا۔ اگر معانی قرآن سے واقف نہ ہوگا، خداوند کریم معانی کے دروازے کھول دے گا اور اسرار و رموزِ قرآنی سے آگاہی بخشے گا!

خداوند کریم کے اِس ارشاد ـــــ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝ کے یہی معنیٰ ہیں!

جنابِ نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے:

قرآن پڑھا کرو۔ اور خداوند کریم کی طرف عاجزی سے رجوع کیا کرو!

٭پچھلے صفحہ کا حاشیہ:-

یعنی اے مبارک قدم قاصد! تمہارے پاس میرے محبوب کا کلام ہے۔ مجھے اپنے محبوب کے کلامِ خوش نظام کے بغیر اور کچھ مت سُناؤ۔ محبوب کی زبان سے واقعات سُننے میں کیا ہی لُطف آتا ہے یا اُس کی زبان سے جس نے محبوب کی زبان سے سُنا ہو!

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

خواجہ عُبید اللہ احرار علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ :-

چونکہ کلام متکلّم کے اندرون کا ترجمان اور رازِ باطن کے ظاہر کرنے کا ذریعہ ہے، اس لئے کلامِ الٰہی بھی خداوند کریم کی جلوہ گری کی ایک صورت ہے۔ لہٰذا قرآن پڑھنے والے کو چاہیئے کہ قرآنِ پاک پڑھتے وقت اپنی زبان کو شجرِ طور (کوہِ طور کا وہ درخت، جس میں سے خداوند کریم نے جنابِ موسیٰ علیہ السلام پر جلوہ گری فرمائی) جانے اور پھر یہ خیال کرے کہ میں نہیں بلکہ کوئی اور پڑھتا اور میں سُنتا ہوں۔ یعنی اپنی زبان کو ربّ کی زبان جان کر اس بات کا احساس رکھے کہ محبوب کیا کچھ کہہ رہا ہے اور کون سے احکام دے رہا ہے۔ اس طرح قرآنِ پاک پڑھنے سے رفتہ رفتہ قرآن خواں کا ذہن ماسوی اللہ سے پاک اور دِل معرفتِ خداوندی سے بھر جائے گا! یہ عظیم مرتبہ جب ہی حاصل ہوگا جب کہ قرآنِ پاک کی تلاوت کرنے والے کے اندر یہ اوصاف موجود ہوں کہ وہ :-

(۱) اہلِ سُنّت والجماعت کے عقائد کو دِل میں جگہ دے

(۲) صاحبِ شریعت علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی پیروی اپنے اُوپر لازم کرے

(۳) ماسوی اللہ کی محبّت دِل سے نکال دے

(۴) اوامر کی سختی سے پابندی کرے (یعنی ہر حکمِ خداوندی کی تعمیل کرے)

(۵) نواہی سے پرہیز کرے اور دامن بچائے

(۶) ہمیشہ خداوند کریم کی یاد میں لگا رہے اور ذکر و مُراقبہ پر مُداومت کرے

(۷) فضول کلام، بسیار خوری اور نیند کی کثرت سے پرہیز کرے

(۸) ذکرِ دائم اور پاسِ انفاس کا خیال رکھے [۱] [۲]

---

[۱] علامہ اقبال فرماتے ہیں ؎ کم خورد، کم خواب و کم گفتار باش
گردِ خود گردندہ چوں پُرکار باش (مترجم)

[۲] دستور السالکین صفحہ نمبر ۱۲، ۱۳

[۳] اوامر۔ امر کی جمع ہے اور اس کے معنی ہیں وہ کام جن کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے، مثلاً نماز، روزہ، سچ بولنا، سخاوت وغیرہ ——— نواہی۔ نہی کی جمع اور اس کا مطلب ہے

Digitized By eGangotri

(اگلے صفحہ پر)

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

شریعت طریقت اور حقیقت کی تشریح

"خلاصۃ المناقب" میں ہے کہ

شیخِ ماموں کی تربیت کے بغیر ریاضت و مجاہدہ سے مطلوبہ نفع حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ اور حسبِ مُراد پھل نہیں پایا جا سکتا!

شیخِ ماموں ایک ایسے مردِ کامل کو کہتے ہیں کہ جو شریعت سے بھی واقف ہو۔ طریقت سے بھی باخبر ہو اور حقیقت کا بھی جاننے والا ہو۔

(الف)

شریعت، جناب سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے ارشادات و فرمودات کا نام ہے۔

طریقت، اُن ؐ کے افعال و اعمال کو کہتے ہیں ——— اور ———

حقیقت سے وہ نتائج اور وہ احوال مُراد ہیں جن کا رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مُشاہدہ فرمایا۔

جنابِ نبیٔ عربی صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا ارشاد ہے:

(ب) اَلشَّرِیْعَۃُ اَقْوَالِی شریعت میرا کلام ہے

بقیہ حاشیہ: وہ افعال و اقوال، جن کے نہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے مثلاً جھوٹ، فریب، بدکاری وغیرہ ——— ذکرِ دائم، دِل کو ہمیشہ یادِ خُدا میں مصروف رکھنا، ہر وقت خُدا کی یاد میں لگے رہنا۔ پاسِ انفاس ——— کسی بھی سانس کو ضائع نہ ہونے دینا اور ہر سانس کی آمد و رفت میں یادِ خُدا ملحُوظ رکھنا}

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Advocate Showkat

وَالطَّرِيقَةُ اَفْعَالِی — طریقت میرے اعمال و افعال ہیں اور ...
وَالْحَقِیْقَۃُ اَحْوَالِی — حقیقت میرے احوال کا نام ہے۔

ارشاد المریدین میں آیا ہے کہ

(ج) شریعت کی رُو سے صاحبِ کمال وہ ہے جو شرعی قوانین کے تحت عبادت کرے اور زندگی گزارے ——— اور ———
طریقت کی رُو سے صاحبِ کمال اُس پاک باز کو کہتے ہیں جو ریاضت و عبادت کے نتیجہ میں تجلیاتِ الٰہی کا مشاہدہ کرنے اور اسرارِ ربّانی کے جاننے کا اہل ہو۔
اور ——— اسی اہلیت کا نام حقیقت ہے!

(د) ایک ایسا آدمی، جو شریعت کا واقف ہو، لیکن عمل پیرا نہ ہو، وہ اس لائق نہیں کہ حالِ محمدیؐ اور حقیقتِ نبویؐ کی بُو بھی سونگھ لے!

(ر) عُلَمَاءُ اُمَّتِی کَاَنْبِیَاءِ بَنِی اِسْرَائِیْل
(یعنے میری اُمت کے علماء بنی اسرائیلی پیغمبروں کے مانند ہیں)
حدیثِ بالا میں ان ہی مردانِ کامل کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو علمِ حق سے واقف اور احکامِ خداوندی پر عمل کرنے والے ہوں!

(س) مجمع میر عبدالاول میں آیا ہے کہ
شریعت، طریقت اور حقیقت ایک ہی معنیٰ کے تین الفاظ ہیں۔ اس بیان کو مثال سے یُوں سمجھا جا سکتا ہے:
جھُوٹ کہنا غیر شرعی حرکت ہے۔ زبان کو ہمیشہ جھُوٹ سے بچانا اور جھُوٹ کا خیال تک ترک کرنا طریقت ہے اور ایک انسان کے دِل میں ایسی کیفیت پیدا ہونا کہ جھُوٹ کا وسوسہ تک دِل میں گزر نہ کرے، حقیقت کہلاتا ہے۔
شریعت و طریقت کا ثمر یہی حقیقت ہے جس کی تشریح اُوپر کی گئی۔

(ص) شمائل الاتقیاء میں آیا ہے کہ:
اَلشَّرِیْعَۃُ اَقْوَالُ النَّبِیؐ مَعَ الْخَلْقِ
(شریعت سے مُراد وہ ارشادات ہیں جو رسُولِ محبوبؐ نے لوگوں سے فرمائے)

Digitized By eGangotri
Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

والطریقۃ افعال النبیؐ مع النفس۔

(طریقت سے مُراد وہ افعال ہیں جو ذاتِ رسولؐ سے صادر ہوئے ہیں)

والحقیقۃ احوال النبیؐ مع الحق

(حقیقت اُس کیفیت کو کہتے ہیں جو رسولؐ کو حق کے حضور پیدا ہوتی تھی)

"زبدۃ الحقائق" کے حاشیہ پر تشریحاً لکھا گیا ہے کہ:۔

- اِنسانیت کا کمال جب ہی حاصل ہو سکتا ہے جب کہ مومن شریعت، طریقت اور حقیقت پر پُورا اُترے۔
- اہلِ شریعت ایسے کو کہتے ہیں جو رسُولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ارشادات و فرمودات قبول کرتا ہے اور اُن پر ایمان لاتا ہے۔
- اہلِ طریقت اُس مردِ کامل کو کہتے ہیں جو وہی کچھ کرتا ہے جو رسُولِ پاک صلعم نے کیا ہے۔ اہلِ طریقت سُنّت کی سختی سے پابندی کرتا ہے۔
- اہلِ حقیقت وہ خوش بخت ہے جو اُن کیفیات و حالات کا معائنہ کرتا رہتا ہے جن کا مشاہدہ جناب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ہے۔
- جو شخص مندرجہ بالا تینوں کیفیات کا حامل ہو، وہ ہر سہ اوصاف سے متصف ہے، جو دو ہی رکھتا ہے، دو ہی سے بہرہ ور ہے اور جو ایک ہی اپنائے ہوئے ہے وہ اُسی ایک ہی سے مُتمتّع ہو سکتا ہے۔ اور جو تینوں سے تہی دست ہے، وہ مکمّل بدنصیب ہے!
- جو جماعت مندرجہ بالا تینوں اوصاف رکھتی ہے انھیں کاملین کہتے ہیں!

جو جماعت کوئی بھی صفت نہیں رکھتی وہ ناقصوں کی جماعت ہے، یہ چوپائے ہیں، بلکہ اس سے بھی بدتر۔ اُولٰٓئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ ھُمْ اَضَلُّ

(ع) انسانیت چار اوصاف سے درجۂ کمال کو پہنچتی ہے:۔

(۱) اقوالِ نیک (۲) افعالِ نیک

(۳) اخلاقِ نیک اور (۴) احوالِ نیک

جن پاک بازوں میں یہ چاروں اوصاف موجود ہوں اُنھیں مختلف ناموں سے پکارا

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

جا ملبے مثلاً شیخ، مقتدا، ہادی، دانا، باغ، مکمل، امام، خلیفہ، قطب، جامِ جہاں نُما، آئینۂ گیتی نُما وغیرہ

(ف) شریعت و طریقت میں عمومی حیثیت سے یگانگت ہے اور خاصیت کے سوا ان میں قطعاً کوئی مغائرت و تضاد نہیں!

(ق) خزانۃ الجلالی میں ہے کہ

الطریقۃ الاخذ بالتقوی وَمَا یقربك الی المولیٰ

(طریقت یہ ہے کہ آدمی پرہیزگاری اختیار کرے اور وہ رویہ اپنائے جو مولائے حقیقی کے نزدیک لے جائے)

واما الحقیقۃ فھو وصول المقصود ومشاھدۃ نُورُ التجلّی ۰

(اور ــــــ حقیقت سے مُراد ہے سالک کا منزل تک رسائی حاصل کرنا اور نُورِ حق کی جلوہ گری کا مشاہدہ کرنا)

(ک) رسالۂ حمیدیہ میں آیا ہے کہ

جو طریقت میں شریعت کا طریقہ اختیار نہیں کرتا اور جس کا سلوک شریعت کے مطابق نہیں وہ طریقت کے انعامات سے محروم رہتا ہے!

(ل) شمائل الاتقیا میں ہے کہ

شریعت، رُخصت پر عمل کرنے کی اجازت دیتی ہے

طریقت، عزیمت پر کاربندی کا حکم دیتی ہے

رُخصت کے معنی ہیں آسان اور سہل طریقہ اختیار کرنا

اور عزیمت کا مطلب ہے وصلِ خُداوندی کے عشق میں دُشوار سے دُشوار ترین راستہ اختیار کرنا۔

ان دو الفاظ کو مثال سے یُوں سمجھا جا سکتا ہے کہ

سفر میں روزہ رکھنے کی بھی اجازت ہے اور نہ رکھنے کی بھی!

اب اگر کسی نے روزہ نہ رکھا تو رُخصت سے کام لیا، اور یہ بھی جائز ہے اور اگر کسی نے سفر کی دُشواریوں کو برداشت کرنے کے ساتھ ساتھ روزہ کی سختی بھی

Digitized By eGangotri
Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

قبول کرے تو یہ عزیمت ہے! یا مثلاً:-

جہاں جان کا خطرہ ہو، وہاں جان بچانے کے لئے کلمۂ کفر زبان پر لانا رخصت کہلاتا ہے اور شریعت نے اس کی اجازت دی ہے اور جان کی پروا نہ کرتے ہوئے کلمۂ کفر ادا نہ کرنا عزیمت ہے اور اسی کا دوسرا نام طریقت ہے۔

(۵) رسالۂ سعدی میں ہے کہ

شریعت، خدا جوئی کا پہلا زینہ ہے اور اسے عالم ناسوت یا عالم ملک کہتے ہیں۔ اس کا تعلق بدن کی ظاہری عبادات سے ہے اور یہ عام مسلمانوں، مومنوں کا مسلک و طریقہ ہے۔

طریقت اس کا دوسرا زینہ ہے۔ اسے عالم ملکوت بھی کہتے ہیں۔ اس کا تعلق بدن کے ساتھ ہی نہیں بلکہ دل کے ساتھ ہے۔ یعنی صاحبِ طریقت ہر عبادت دل کی حضوری کے ساتھ کرتا ہے، اُس کا ظاہر ہی بندگی کا مظاہرہ نہیں کرتا بلکہ دل بھی جذبۂ عبادت سے سرشار ہوتا ہے!

حقیقت تیسرا اور آخری زینہ ہے۔ اس کا ایک اور نام عالم جبروت ہے۔ اس مقام پر پہنچ کر سالک کی رُوح سیر و پرواز میں مشغول ہوتی ہے اور رازہائے سربستہ سے واقفیت حاصل کرتی رہتی ہے۔ یہ پیغمبروں اور اولیائے خاص کا مقام ہے!

ان تینوں مقامات کا تعلق اسی دُنیا سے ہے یعنی اسی دُنیا میں ریاضت و عبادت اور سلوک و سیر الی اللہ سے یہ مقامات حاصل ہوتے ہیں[۱]!

---

[۱] دستور السالکین صفحہ نمبر ۱۳، ۱۴ اور ۱۵

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

دین قائم کرنے کی اہمیّت

ارشادِ خداوندی ہے:

وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ

اور یقیناً خداوند کریم اُس کی مدد فرمائے گا جو اُس کی (یعنے اُس کے دین کی) مدد کریگا

(الف) نُصرتِ شریعت یہ ہے کہ آدمی خود بھی شریعت پر چلتا رہے اور اوروں کو بھی شریعت پر چلنے کی تلقین کرے اور دین کی طرف بُلائے ــــــــــ

اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ "بے شک خُداوند کریم قوّت والا اور غالب ہے!

(ب) ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے:

اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِى الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۝

(دینِ حق کی مدد کرنے والے وہ لوگ ہیں) جنھیں اگر زمین پر تمکنت و قوّت عطا کی جائے تو نظامِ نماز و نظامِ زکوٰۃ قائم کرتے اور نیکی کا حکم کرتے اور بدی سے باز رکھتے ہیں اور تمام امور کی بازگشت خداوند کریم ہی کے لئے ہے!

(ج) تفسیرِ قشیری میں ہے کہ

معروف کے معنیٰ ہیں خداوند کریم کا حق قائم کرنا ــــــ اور ــــــ

مُنکر مکر و فریب، غرور و پندار، ریاکاری و نفس پرستی کا نام ہے!

(د) تفسیرِ قشیری میں آیا ہے کہ

خداوند کریم اپنے بندوں کی تعریف میں فرماتا ہے:

اَلْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۝

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adoycate Showkat

(معروف کا حکم دینے والے اور منکر سے منع کرنے والے)

یعنی

(۱) یہ وہ پاک باز ہیں جو لوگوں کو اللہ کی طرف بلاتے اور غیر اللہ سے باز رکھتے ہیں،

(۲) خدائے تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے کی ترغیب دیتے اور ایسے کام چھوڑنے کی نصیحت کرتے ہیں جو بندوں کو خداوند کریم سے دُور لے جائیں!

(۳) جو استقامت کا درس دیتے اور لہو و لعب و خواہشات سے خود کو، اور دوسروں کو باز رکھتے ہیں۔[۱]

ہر دور میں مجدد کا ہونا لازمی ہے

جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ

خداوند کریم اس اُمت میں ہر صدی کے اندر مجدد پیدا کرتا رہے گا جو دین کی تجدید کرے گا۔[۱]

کیا اجتہاد کا دروازہ بند ہوا ہے؟

اگر کوئی کہے کہ اجتہاد کا دروازہ مدت سے بند ہے تو آج کیسے کوئی مجتہد بن سکتا ہے؟ اور کسی کو صاحب اجتہاد کہنا کیسے جائز ہو سکتا ہے؟

اس کے جواب میں ہم کہہ سکتے ہیں،

جس اجتہاد کا دروازہ بند ہوا ہے وہ اجتہادِ شریعت ہے یعنی اب کوئی نبی

---

[۱] دستور السالکین صفحہ نمبر ۱۵

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

شریعت لے کر نہیں آسکتا۔ باقی رہا اجتہادِ طریقت، تو اس کے دروازے کھلے ہیں، یا یُوں کہہ سکتے ہیں کہ کلّی اجتہاد کا دروازہ بند ہے اور جزُوئی کا نہیں!
شریعت کے بُنیادی اصول و قوانین کے بارے میں اجتہاد کی اجازت نہیں، البتہ جزُ ئیات میں ایسا کرنا رَوا ہے۔ لیکن بصیرت شرط ہے[1]!

یقین کے تین درجے

شرحِ لمحات کے بیسویں لمحہ میں ہے کہ
یقین کے تین درجے ہیں:

(۱) علم الیقین (۲) عین الیقین (۳) حق الیقین

تینوں درجوں میں کیا فرق ہے۔ اسے مثال سے یُوں سمجھا جا سکتا ہے:۔
اگر کوئی آنکھیں بند کرلے اور پھر اپنے سامنے آگ کی گرمی محسُوس کرے تو اسے آنکھیں بند ہوتے ہوئے بھی یقین ہو جاتا ہے کہ سامنے آگ ہے۔ یہ علم الیقین ہے! پھر اگر آنکھ کھولے اور اپنے سامنے دہکتی ہوئی آگ دیکھ لے، یہ عین الیقین ہے —— اور —— پھر اگر آگ میں چھلانگ لگا کر اس کی حرارت میں جذب ہو جائے اور سوختگی کو عملی طور محسوس کرے تو یہ حق الیقین ہے —— بالکل اسی طرح —— ایک عاشقِ باللہ، آثارِ محبوب اور آیاتِ قدرت دیکھ کر اس کے کمالاتِ حُسن پر ایمان لاتا ہے اور حُسنِ محبُوب پر دِل دے بیٹھتا ہے۔ یہ علم الیقین کا نتیجہ ہے۔ پھر انفس و آفاق میں اس کو تلاش کرتے ہوئے اپنی استطاعت و اہلیت کے مطابق مشاہدۂ ذات کرتا ہے تو عینُ الیقین کا درجہ پاتا ہے۔ اس کے بعد انفس و

---

[1] دستورالسالکین صفحہ نمبر ۱۶

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Advocate Showkat

آفاق سے گزر کر دِل کی گہرائیوں میں ڈوب جاتا اور جلوۂ محبوب کو اپنے ہی دِل کے اندر پالیتا ہے اور اپنے کو اُس سے جُدا نہیں دیکھتا۔ یہ حق الیقین ہے۔ اور یقینیات کا آخری درجہ ہے[۱]

عِلم الیقین سے عین الیقین کی طرف بڑھ کر حجابات اور پردے اُٹھتے جاتے ہیں اور سالک کے سامنے حق الیقین کا مقام آجاتا ہے تو سالک بے ساختہ پکار اُٹھتا ہے ؎

اے دوست ترا بہر مکاں می جستم
ہر دم خبرت ز این و آں می جستم
دیدم بتو خویش را تو خود من بودی
خجلت زدہ ام کز تو نشاں می جستم[۲]

تہجّد اور اس کے فضائل

رسالۂ شب نامہ میں درج ہے کہ

نصف شب کو جو نماز پڑھی جائے اور جو دُعا مانگی جائے، ہرگز ردّ نہیں کی جاتی!

رات کو بیدار رہنا صالحین و ابرار کا کام ہے!

---

[۱] علامہ اقبال فرماتے ہیں ؎ جنہیں ہم ڈھونڈتے تھے آسمانوں میں زمینوں میں
وہ نکلے آخر ظلمت خانۂ دِل کے مکینوں میں

اپنا ایک شعر ملاحظہ فرمائیے ؎

آنکھ کھولی پھر یہ پایا میں ہوں خود اس کا نشاں
اپنی بے بصری سے جس کو بے نشاں سمجھا تھا میں

(مترجم)

[۲] دستور السالکین صہ ۱۶

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

یاد رکھ لینا چاہیئے کہ رسُولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے نزدیک شب بیداری سے بڑھ کر اور کوئی حالت محبوب نہ تھی۔ آپ صلعم عظیم المرتبت اور بلند پایہ رسُولؐ ہونے کے باوجود، رات کو نماز میں اتنا قیام فرماتے تھے کہ پائے مُقدّس سُوجھ جاتے تھے!

اولیائے کرام نے بڑے بڑے رُتبے اور خدائے قدّوس کا تقرّب مندرجہ ذیل اوصاف کو اپنانے سے حاصل کئے:۔

(۱) قِلَّۃُ الْکَلَام یعنی کم بولنا

(۲) قِلَّۃُ الصُّحبۃِ الْاَنَام یعنی لوگوں سے کم ملنا جُلنا

(۳) قِلَّۃُ الْمَنَام یعنی کم سونا

(۴) قِلَّۃُ الطَّعَام یعنی کم کھانا

؎ بقدرِ رنج یابی سروریرا | بہ شب بیدار بُودن مہتریرا
بُزرگی جوئی و شب ہا بخُسپی | کجُا یابی تو در سر سروریرا

(یعنی محنت کے مطابق عزّت پاؤ گے اور رات کو بیدار رہنے سے سرداری کے اہل ہوجاؤ گے۔ تم ایک طرف بُزرگ بننا چاہتے ہو، اور پھر راتوں کو سوئے رہتے ہو تو اس طرح سرداری کیسے پائی جاسکتی ہے؟)

صحیح حدیث میں ہے کہ

"تم تہجّد کو اپنے اُوپر لازم بناؤ۔ یہ تمھیں رضائے الٰہی سے سرفراز کرے گا!"

ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ

"نصف رات کے وقت نماز کی دو۲ رکعتیں دُنیا و ما فیہا سے بہتر ہیں۔"

کہا جاتا ہے کہ حضرت شیخ جُنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کو ایک بُزرگ نے ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا۔ عرض کیا: "یا حضرت! خداوند کریم نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟" فرمایا: "اصطلاحات مثلاً طاق، طرب، خانقاہ، جاہ وغیرہ جو ہماری زبان پر ہوتی تھیں، یہاں آکر کسی کام نہ آئیں۔ ہاں اگر میری بخشش ہوئی تو اُن دو۲ رکعتوں کی وجہ سے، جو میں پُورے خلوص و عقیدت سے نصف شب کو ادا کرتا رہتا تھا۔"

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

کہا جاتا ہے کہ

ایک آدمی نصف شب کو بیدار ہُوا اور تہجد کی دو رکعتیں ادا کرنے کے لئے اُٹھ کھڑا ہوا۔ ایک آدمی وہاں سے گزرا تو نمازی اس بات پر خوش ہوا کہ تہجد پڑھتے ہوئے کسی نے دیکھا۔ اس کے بعد یہ شخص سو گیا تو خواب میں کیا دیکھتا ہے کہ اُس سے کہا جاتا ہے کہ یہ دو رکعتیں ہماری بارگاہ کے لائق نہ تھیں کیونکہ جس عبادت اور عمل میں خلوص نہ ہو اور جو خالصتاً لِلّٰہ اور صرف مولائے کریم کی رضا کے لئے انجام نہ دیا جائے بلکہ ریا، مکر، طمع اور حصولِ زر کی خواہش سے داغدار ہو، خدائے پاک کی بارگاہ میں وہ عمل شرفِ قبولیت حاصل نہیں کر سکتا!

اے خدا! ہم سبھوں کو مخلص پاکبازوں کے طفیل بیداریٔ شب اور صدق و اخلاص سے سرفراز فرما۔ آمین!

مردانِ خدا کی فضیلت

دستور الجمہور میں حضرت بایزید بسطامی رح کا یہ قول درج ہے کہ

حاجیاں بقالب گردِ کعبہ طواف کنند عطا خواہند ـــــ و ـــــ

عارفاں بدل گردِ عرش طواف کنند لقا خواہند

یعنی ـــــ حاجی لوگ کعبہ کے گرد گھومتے ہیں اور بخشش چاہتے ہیں

اور ـــــ خدا شناس عرش کے گرد دل سے طواف کرتے ہیں اور دیدار چاہتے ہیں!

شارح آمالی اپنی شرح نور المعالی میں مصنفِ عوارف کا مردانِ حق کے متعلق اقوال درج کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ:۔

ل دستور السالکین صفحہ ۱۷، ۱۸

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

ولی کی ذات زمین پر سیر کرتی نظر آتی ہے لیکن رُوح قربِ الٰہی کی وُسعتوں میں معروفِ پرواز ہوتی ہے!

یہ پاک، باز زمین پر ریاضت و عبادت سے نام پیدا کرتے اور آسمان پر اُن کی عزت کا ڈنکا بجایا جاتا ہے اور توقیر کا پھریرا ہر جگہ لہرایا جاتا ہے۔

جاہل لوگ ان کی تلاش میں لگے رہتے ہیں لیکن نہ اُن کے حالات سے باخبر ہوتے ہیں اور نہ ہی اُن کو پہچان سکتے ہیں۔

جسم سے وہ دُنیا کا کام انجام دینے میں معروف ہوتے ہیں لیکن ان کے دِل حادثات و لذاتِ دُنیا سے بے نیاز و بے خبر ہوتے ہیں!

ان کی رُوح عرش کا طواف کرتی رہتی ہے اور دِل نیکیوں کے مخزن ہوتے ہیں۔

خدمتِ خلق سے عوام کو فائدہ پہنچاتے رہتے ہیں اور خُود عشق کی دُنیا میں ڈوبے ہوئے ہوتے ہیں!

عشق کی پیاس کی شدت نماز اور تلاوتِ کلامِ پاک سے بجھاتے ہیں۔

اُن کے چہرے رازہائے دروں کے ترجمان اور دِل و دِماغ معرفت سے بھرپُور ہوتے ہیں ہر زمانے میں پائے جاتے ہیں۔ حق قائم کرتے ہیں۔ لوگوں کو دین کی طرف بُلاتے اور پرہیزگاروں کے قائد ہوتے ہیں!

اَن مِٹ نشانات اپنے پیچھے چھوڑتے ہیں اور ان کی روشنی کائنات میں پھیلی ہوتی ہے جس نے ان پاک بازوں کی پیروی کی، اُس نے ہدایت پائی اور جس نے ان کے خلاف مکر و تدبیر اور سازشیں کیں، وہ گمراہ ہوا۔ بھٹک گیا اور ذلیل ہوا۔[1]

---

[1] دستور السالکین صفحہ ۱۸، ۱۹

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

طالبانِ حق کے اوصاف

سالک کو چاہیئے کہ

(۱) دِل خُداوند کریم کی طرف مائل کرے۔

(۲) اپنے اندر عشقِ الٰہی کی ایسی گرمی پیدا کرلے کہ دِل دُنیا پرستی اور دُنیا طلبی سے مُتنفر ہوجائے۔

(۳) طالبانِ دُنیا اور حریص دُنیا پرستوں کو اور ان کی تگ و دَو کو حقارت و نفرت کی نگاہ سے دیکھے۔

(۴) نیکو کاروں اور خُدا پرستوں کی صحبت اختیار کرے

(۵) صالحین کی حکایات، تاریخ، اقوال، اعمال اور احکام کا اکثر اور بغور مطالعہ کرتا رہے۔

(۶) شب و روز خُداوند کریم کی عبادت میں اس طرح لگ جائے کہ ہر وقت اپنے کو خُداوند کریم کی حضوری میں جان لے۔

(۷) اپنے اندر نرم خُوئی، دردمندی، خشیتِ الٰہی اور خشوع و خضوع کے اوصاف پیدا کرے۔

(۸) ہر ایک کام خُداوند کریم کی مرضی کے تحت اور اس کی رضا کے لئے کرے اور اپنی مصروفیات و تگ و دَو کا مرکز و محور رضائے الٰہی کو جان لے۔

(۹) غیر اللہ کی محبت اور نقوش سے دِل کو پاک و صاف کرے۔

(۱۰) جس سے بھی محبت کرے تو اللہ کے لئے کرے اور نفرت کرے تو اللہ کے لئے کرے۔

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri
Collection Of Adovcate Showkat

(۱۱) بارگاہ الٰہی کو اپنی آخری منزل جان لے۔ اس کے دیدار کے بغیر کسی کی محبت اور کسی کی صحبت کو باعثِ تسکینِ قلب نہ جانے۔

رسالت، المرشدین میں شیخ رشید کا قول ہے کہ

جذبۂ حق حاصل ہونے کے دو طریقے ہیں۔

ایک یہ کہ خداوند کریم ہی کسی کے دل میں اچانک یہ جذبہ ڈال دے اور بغیر کسی ظاہری سبب دل کو نورِ عشق سے منور فرمائے۔

دوسرا یہ کہ بندہ یہ جذبہ پیدا کرنے کی کوشش کرے اور اس کے لئے صحبتِ خیر اختیار کرے۔ پاک کتابوں، حکایاتِ صالحین اور حیات بخش تصنیفات کا مطالعہ کرتا رہے۔

جنابِ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے:

”خداوند کریم کی محبت کا جذبہ پیدا ہونا ہی جنوں اور انسانوں کی عبادت کے برابر ہے“

سلطان ولد قدس سرہٗ اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ

جذبہ عطا کرنا خداوند کریم کی مرضی پر منحصر ہے اور عبادت کرنا بندے کا کام۔

نیز فرماتے ہیں کہ

”ارادت، میل، محبت، عشق کے اجزا ہیں۔“

جب عشق ابتدائی مرحلہ پر ہوتا ہے تو اس کا نام ارادت ہے۔ جب ارادت ترقی کر جاتی ہے تو میل کی صورت اختیار کرتی ہے اور میل کی زیادتی کو محبت کہتے ہیں، اور محبت کی کثرت عشق بن جاتی ہے اور جب عشق کمال حاصل کرتا ہے تو جذبہ کہلاتا ہے، اسے مثال سے یوں سمجھا جا سکتا ہے کہ جب پانی قلیل ترین اور ابتدائی صورت میں ہو تو قطرہ ہے، بہت سے قطرات مل کر بہنے لگتے ہیں تو ندی بن جاتی ہے۔ پھر بہت سی ندیاں ایک جگہ اکٹھے مل کر جھیلوں کی صورت اختیار کرتی ہیں اور جھیلوں کے حد سے گزرنے کا نام سمندر ہے۔ مگر اس کی اصل وہی پانی کا قطرہ ہے جس سے اس کی ابتدا ہوئی۔[1]

---

[1] دستور السالکین، صفحہ نمبر ۳۰

Digitized By eGangotri
Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

طالبانِ حق کے روحانی مراحل

(۱) طورِ نفس

اِرشادُ المریدین میں درج ہے:

"اے طالبِ حق! اللہ تمہیں ہدایت سے نوازے۔ تمہیں جان لینا اور یاد رکھنا چاہیئے کہ جب طالب مولٰے اپنے مُرشد کی فصیلِ تقلید کی پناہ لیتا ہے اور صحبت و نصیحتِ پیر کی بدولت شیطانی وساوس و خطرات سے بچ جاتا ہے تو ظاہر کو شریعت کے سانچے میں ڈھالتا ہے۔ پیر طریقت کی زرہ پہن کر توفیق کے کیل کانٹے سے لیس ہوتا اور ہدایت کے گھوڑے پر سوار ہو جاتا ہے۔ نفسانی خواہشات کو زیر کر کے مُجاہدوار آگے بڑھتا ہے۔ اور طورِ نفس کو مسخر کر کے رذائل کو فضائل میں، اور اخلاقِ ذمیمہ کو اوصافِ حمیدہ میں بدل دیتا ہے۔

(۲) طورِ دِل

طالبِ حق، نفسِ سرکش پر قابو پا کر اس کی گردن میں زنجیرِ اطاعت ڈالتا اور اس کے امیروں، جو زیرِ دل یعنی اعضائے و جوارح کی پیشانیوں پہ داغِ بندگی لگاتا اور آقائے حقیقی کا غلامِ حقیر بنا لیتا ہے تو طورِ دِل پر قدم رکھتا ہے۔

(۳) طورِ سِر

یہاں پہنچ کر دِل کو تمام آلائشوں، گندگیوں اور آلودگیوں سے پاک کرنے کے لئے عشقِ محبوب کے اتھاہ سمندر میں غوطہ زنی کرتا ہے۔ پھر خوف و رجا کے پر لگا کر مصروفِ پرواز ہوتا اور مدارجِ دل طے کرتا جاتا ہے یہاں تک کہ بیگانگی اور مغائرت کے پردے اُٹھ جاتے ہیں اور سالک طورِ سِر میں داخل ہوتا ہے

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

(۴) طورِ نیستی

اس مقام پر طالب مولےٰ مناجات و دُعا میں معروف و مست ہو کر تجلیات اور مکاشفات سے بہرہ ور ہوتا ہے۔ اور اپنی ذات سے بھی بے خبر ہو جاتا ہے۔ یہ طورِ نیستی ہے جہاں اب طالب کا گزر ہوا۔

(۵) طورِ رُوح

اس عالم میں آکر طالب کے وجود کا ذرّہ ذرّہ رَبِّ اَرِنِی اَنظُرْ اِلَیکَ ۰ (اے خدا مجھے جلوہ دکھاؤ تا کہ تجھے دیکھ لوں) پکار اُٹھتا ہے اور پوری مستی میں آگے کو بڑھ کر طورِ رُوح کی طرف آجاتا ہے۔ یہاں مُشاہدات و تجلیات اور عنایات و انعامات سے سرفراز ہوتا جاتا ہے۔

(۶) طورِ خفی

سالک پُورے جوش و خروش اور ذوق و شوق سے شاہینِ بلند پرواز بن کر قفسِ ملکوت کو توڑ کر طورِ خفی میں داخل ہوتا ہے۔

(۷) طورِ غیب الغیب

اس تحیّر افزا مقام پر جلال و جمال کے انوار سے لذت اُٹھاتا اور خداوند کریم کی مہربانیوں کا بھی مُشاہدہ کرتا اور قہرمانیوں سے بھی واقف ہوتا جاتا ہے۔ پھر وصلِ محبوب کے لئے از خود رفتہ ہو کر مستانہ وار آگے بڑھتا جاتا ہے۔ خداوند کریم کی مہربانیاں اور سالک کا اپنا جذبۂ عشق اس کا ہاتھ تھام لیتا ہے اور عاشقِ مجبور قطرہ کی طرح بحرِ وصل میں کھو جاتا ہے اور طورِ غیب الغیب میں گم ہو جاتا ہے۔

یہاں پہنچ کر سالک ایسے مقام پر آگیا جو محفوظ بھی ہے اور مصئون بھی۔ اس اَن تھک عاشق کے متعلق اب عالمِ بالا سے محبوبیت کا اعلان کیا جاتا ہے اور اسے

اَلَا اِنَّ اَولِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوفٌ عَلَیھِم وَلَا ھُم یَحزَنُونَ ۰

یعنی سُنو! اللہ کے دوست خوف و غم سے بری اور بے نیاز ہیں ——

کی خوش خبری سُنائی جاتی ہے۔[1]

۱؎ دستور السالکین صفحہ نمبر ۷۱، ۷۲

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

دستِ باکار، دِل بایار

شرحِ اصطلاحِ نقشبندیہ میں "ہوش دَر دم" صوفیانہ اِصطلاح کی یُوں تشریح کی گئی ہے کہ

"سالک کا ہر سانس یادِ خُدا میں آتا اور جاتا ہے اور وہ کسی بھی وقت اپنے سانس کو غفلت میں ضائع ہونے نہیں دیتا۔"

اسی طرح ایک اور اِصطلاح "خلوت در انجمن" کی تشریح میں کہا گیا ہے کہ یہ سالک کی ایسی حالت کو کہتے ہیں جب کہ اُس کا ظاہر لوگوں کے ساتھ میل جول رکھتا ہو لیکن باطن ربّ العزّت کے ساتھ جُڑا ہُوا ہو۔ ایسی صورت میں سالک بندگانِ خدا کے حقوق بھی ادا کرتا رہتا ہے اور یادِ خدا میں بھی مصروف ہوتا ہے۔ اور پھر لوگوں کے ساتھ رابطہ رکھنے، دُنیاوی کاروبار میں ظاہر کو مشغول رکھنے کی وجہ سے سالک ایک بڑی آفت سے بچ جاتا ہے اور وہ ہے آفتِ شُہرت۔

حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے:

"خلوت نشینی اور زاویہ گزینی شُہرت کی وجہ بن جاتی ہے اور سالک کے لئے سب سے بڑی آفت اور راہِ مولا میں بہت بڑی روک شُہرت ہی ہے۔ سالک تب ہی منزل تک پہنچ سکتا ہے جب کہ اُس کا ظاہر لوگوں، اہل و عیال وغیرہ کے ساتھ دُنیاوی امور کی بجا آوری میں مصروف ہو اور باطن خدائے تعالےٰ کی یاد میں مگن و مست ہو۔ یہ اولیائے کاملین کا طریقہ رہا ہے۔

سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ میں تو مُبتدی کو ان ہی اوصاف کے پیدا کرنے کا درس دیا جاتا ہے۔ "نفحات الاُنس" میں آیا ہے کہ

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

جناب خواجہ نقشبند علیہ الرحمہ فرماتے تھے:
"بنائے طریقۂ ما خلوت در انجمن است بظاہر با خلق و بباطن با حق"
یعنے — ہمارا طریقہ "خلوت در انجمن" ہے یعنی ظاہر بندگانِ خدا کے ساتھ اور باطن خدا کے ساتھ۔"

از دروں شو آشنا و ز بروں بیگانہ وش
ایں چنیں زیبا روش کم مے بود اندر جہاں

خداوند کریم کا ارشاد ہے کہ
رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ
{مردانِ حق کو تجارت اور خرید و فروخت یادِ خدا سے باز نہیں رکھتا}
اس آیتِ کریمہ میں بھی ایسے ہی پاک بازوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جن کے مسلک کی بنیاد اِن ہی دو اوصاف — "خلوت در انجمن" اور "ہوش در دم" پر ہے۔

سلسلۂ نقشبندیہ کی عظمت کے اسباب

"نفحات الانس" میں سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کے مردانِ کامل، خاص کر جناب خواجہ بہاؤالدین نقش بند رحمۃ اللہ علیہ اور اُن کے رُفقائے کرام کے متعلق آیا ہے کہ وہ

(۱) اہلِ سُنّت والجماعت کے اعتقادات رکھتے ہیں۔
(۲) احکامِ شریعت کے پابند ہیں۔
(۳) جنابِ محمدِ عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سُنّت کی سختی سے پابندی کرتے ہیں۔

لے دستور السالکین صفحہ ۲۴، ۲۵

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

(۴) اُن کی زندگیاں دست باکار اور دِل بایار کی عملی تشریح ہیں۔

جو کوئی غلط بین اس سلسلہ کی عظمت کا اِنکار کرے گا، گمراہی میں مُبتلا ہوگا۔ یہ کور بخت اُس روشنی کو کیسے پا سکے گا جس نے مشرق و مغرب کو اپنے دامن میں لیا ہے افسوس ہو مُنکرینِ اولیاؑ پر!

نقشبندیہ عجب قافلہ سالار انند
کہ برند از رہِ پنہاں بحرم قافلہ را
از دلِ سالکِ رہ جاذبۂ صحبت شاں
مے برد وسوسۂ خلوت و فکرِ چلّہ را
قاصرے کو زند ایں طائفہ را طعن قصوُر
حاش لِلّٰہ کہ نیارم بر زباں ایں گِلہ را
ہمہ شیرانِ جہاں بستۂ ایں سِلسلہ اند
رُوبہ از حیلہ چساں بگسلد ایں سِلسلہ را[۱]

قُربِ الٰہی کیسے حاصل ہو سکتا ہے؟

"ارشادُ المریدین" میں حدیثِ قُدسی لائی گئی ہے:-

"میرا بندہ ادائیگیٔ فرائض سے میرے نزدیک آجاتا ہے اور پھر نوافل پر مُداومت کر کے وہ میرا دوست اور مُقرب بن جاتا ہے۔ یہاں تک کہ میں ہی اُس کی آنکھیں بنتا ہوں، جن سے کہ وہ دیکھتا ہے۔ اس کے کان بنتا ہوں جن سے کہ وہ سُنتا ہے اُس کی زبان بنتا ہوں جس سے کہ وہ بولتا ہے اور میں ہی اس کے ہاتھ پاؤں بنتا ہوں جن سے کہ وہ پکڑتا اور چلتا ہے۔"[۲]

۱؎ دستور السالکین صفحہ ۲۶، ۲۷ ۲؎ دستور السالکہ، صفحہ ۲۸

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

اللہ کے نزدیک مرد و عورت کا درجہ یکساں ہے

خداوند کریم کی بارگاہ میں مرد اور عورت ایک ہی درجہ رکھتے ہیں۔ ارشادِ خداوندی ہے

"اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِیْنَ

الخ (سورۂ احزاب)

یعنے ـــ بالیقین[1] جو مرد اور جو عورتیں مسلم[2] ہیں، مومن[3] ہیں، مطیع[4] فرماں ہیں، راست[5] باز ہیں، صابر[6] ہیں، اللہ[7] کے آگے جھکنے والے ہیں، صدقہ[8] دینے والے ہیں، روزہ[9] رکھنے والے ہیں، اپنی شرم[10] گاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں اور اللہ[11] کو کثرت سے یاد کرنے والے ہیں، اللہ نے ان کے لئے مغفرت اور بڑا اجر[12] مہیا کر رکھا ہے

{تشریح نمبر وار:}

(۱) مسلم معاشرے کو اپنے کردار کی اصلاح ان ہی ہدایات کے مطابق کرنی چاہیئے۔

(۲) یعنے جنھوں نے اسلام کو اپنے لئے ضابطۂ حیات کی حیثیت سے قبول کر لیا ہے اور یہ طے کر لیا ہے کہ اب وہ اسی کی پیروی میں زندگی بسر کریں گے۔ دوسرے الفاظ میں جن کے اندر اسلام کے دیئے ہوئے طریقِ فکر اور طرزِ زندگی کے خلاف کسی قسم کی مزاحمت باقی نہیں رہی ہے بلکہ وہ اس کی اطاعت اور اتباع کی راہ اختیار کر چکے ہیں

(۳) یعنے جن کی یہ اطاعت محض ظاہری نہیں ہے، بادلِ ناخواستہ نہیں ہیں بلکہ دل سے وہ اسلام ہی کی رہنمائی کو حق مانتے ہیں۔ ان کا ایمان یہی ہے کہ فکر و عمل کا جو راستہ قرآن اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے دکھایا ہے، وہی سیدھا اور

---

۱ دستور السالکین صفحہ ۲۹

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Advocate Showkat

صحیح راستہ ہے اور اسی کی پیروی میں ہماری فلاح ہے۔ جس چیز کو اللہ اور اس کے رسول صلعم نے غلط کہہ دیا ہے، ان کی اپنی رائے بھی یہی ہے کہ وہ یقیناً غلط ہے اور جسے اللہ اور اس کے رسول صلعم نے حق کہہ دیا ہے، ان کا اپنا دل و دماغ بھی اسے برحق ہی جانتا ہے۔ ان کے نفس اور ذہن کی حالت، یہ نہیں ہے کہ قرآن اور سُنّت سے جو حکم ثابت ہو اُسے وہ نامناسب سمجھتے ہوں۔ اور اس فکر میں غلطاں و پیچاں رہیں کہ کسی طرح اسے بدل کر اپنی رائے کے مطابق یا دُنیا کے چلتے ہوئے طریقوں کے مطابق ڈھال بھی دیا جائے۔ اور یہ الزام بھی اپنے سر نہ لیا جائے کہ ہم نے حکمِ خدا اور رسول صلعم میں ترمیم کر ڈالی ہے۔ حدیث میں جناب نبی پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ایمان کی صحیح کیفیت یُوں بیان کرتے ہیں:۔

ذَاقَ طَعْمَ الْاِیْمَانُ مَنْ رَضِیَ بِاللّٰہِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَ بِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا (مسلم)

{ایمان کا لذّت شناس ہوگیا وہ شخص، جو راضی ہُوا اُس بات پر کہ اللہ ہی اس کا ربّ ہو اور اسلام ہی اُس کا دین ہو اور حضرت محمد صلعم ہی اس کے رسُول ہوں}

اور ایک دوسری حدیث میں آپ صلعم اس کی تشریح یُوں فرماتے ہیں:۔

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ ھَوَاہُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِہٖ (شرح السنۃ)

{تم میں کوئی شخص مومن نہیں ہوتا جب تک کہ اس کی خواہشِ نفس اُس چیز کے تابع نہ ہو جائے جسے میں لایا ہوں}

(۴) یعنی وہ محض مان کر رہ جانے والے بھی نہیں ہیں بلکہ عملاً اطاعت کرنے والے ہیں۔ ان کی یہ حالت نہیں ہے کہ ایمان داری کے ساتھ حق تو اُسی چیز کو مانیں، جس کا اللہ اور اس کے رسول صلعم نے حکم دیا ہے۔ مگر عملاً اس کی خلاف ورزی کریں اور اپنی مخلصانہ رائے میں اُن سب کاموں کو بُرا ہی سمجھتے رہیں جنھیں اللہ اور اس کے رسول صلعم نے منع کیا ہے مگر اپنی عملی زندگی میں ارتکاب ان ہی کا کرتے چلے جائیں۔

(۵) یعنی اپنی گفتار میں بھی سچے ہیں اور اپنے معاملات میں بھی کھرے ہیں۔ جھوٹ،

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

فریب، بدنیتی، دغا بازی اور حیل بٹے اُن کی زندگی میں نہیں پائے جاتے۔ ان کی زبان وہی بولتی ہے جسے ان کا ضمیر صحیح جانتا ہے۔ وہ وہی کام کرتے ہیں جو ایمان داری کے ساتھ ان کے نزدیک راستی و صداقت کے مطابق ہوتا ہے! اور جس سے بھی وہ کوئی معاملہ کرتے ہیں، دیانت کے ساتھ کرتے ہیں۔

(۶) یعنی خدا اور رسول صلعم کے بتائے ہوئے سیدھے راستے پر چلنے اور خدا کے دین کو قائم کرنے میں جو مشکلات بھی پیش آئیں، جو خطرات بھی درپیش ہوں، جو تکلیفیں بھی اٹھانی پڑیں اور جن نقصانات سے بھی دوچار ہونا پڑے ان کا پوری ثابت قدمی کے ساتھ مقابلہ کرتے ہیں۔ کوئی خوف، کوئی لالچ اور خواہشات نفس کا کوئی تقاضا ان کو سیدھی راہ سے ہٹا دینے میں کامیاب نہیں ہوتا!

(۷) یعنی وہ تکبر، استکبار اور غرورِ نفس سے خالی ہیں۔ وہ اس حقیقت کا پورا شعور و احساس رکھتے ہیں کہ ہم بندے ہیں اور بندگی سے بالاتر ہماری کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اس لئے ان کے دل اور جسم دونوں ہی اللہ کے آگے جھکے رہتے ہیں۔ ان پر خدا کا خوف غالب رہتا ہے۔ ان سے کبھی وہ رویہ ظاہر نہیں ہوتا جو اپنی بڑائی کے گھمنڈ میں مبتلا اور خدا سے بے خوف لوگوں سے ظاہر ہوتا ہے۔ ترتیبِ کلام کو ملحوظ رکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہاں اس عام خدا ترسانہ رویہ کے ساتھ خاص طور پر خشوع سے مراد نماز ہے کیونکہ اس کے بعد ہی صدقے اور روزے کا ذکر کیا گیا ہے۔

(۸) اس سے مراد صرف زکوٰۃ ادا کرنا ہی نہیں ہے بلکہ عام خیرات بھی اس میں شامل ہے۔ مراد یہ ہے کہ وہ اللہ کی راہ میں کھلے دل سے اپنے مال صرف کرتے ہیں۔ اللہ کے بندوں کی مدد کرنے میں اپنی حدِ استطاعت تک وہ کوئی دریغ نہیں کرتے کوئی یتیم، کوئی بیمار، کوئی مصیبت زدہ، کوئی ضعیف و معذور، کوئی غریب و محتاج آدمی اُن کی بستیوں میں دست گیری سے محروم نہیں رہتا۔ اور اللہ کے دین کو سربلند کرنے کے لئے ضرورت پیش آجائے تو اس پر اپنے مال لٹا دیتے ہیں وہ کبھی بخل سے کام نہیں لیتے۔

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

(۹) اس میں فرض اور نفل دونوں قسم کے روزے شامل ہیں۔

(۱۰) اس میں دو مفہوم شامل ہیں۔ ایک یہ کہ وہ زنا سے پرہیز کرتے ہیں، دوسرے یہ کہ وہ برہنگی و عریانی سے اجتناب کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ یہ بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ برہنگی و عریانی صرف اسی چیز کا نام نہیں ہے کہ آدمی لباس کے بغیر بالکل ننگا ہو جائے، بلکہ ایسا لباس پہننا بھی برہنگی ہی ہے جو اتنا رقیق ہو کہ جسم اس میں سے جھلکتا ہو یا اتنا چست ہو کہ جسم کی ساخت اور اس کے نشیب و فراز اس میں نمایاں نظر آتے ہوں۔

(۱۱) اللہ کو کثرت سے یاد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آدمی کی زبان پر ہر وقت زندگی کے ہر معاملے میں کسی نہ کسی طرح خدا کا نام آتا رہے۔ یہ کیفیت آدمی پر اس وقت تک طاری نہیں ہوتی، جب تک اس کے دل میں خدا کا خیال بس کر نہ رہ گیا ہو۔ انسان کے شعور سے گزر کر اس کے تحت الشعور اور لاشعور تک میں جب یہ خیال گہرا اتر جاتا ہے، تب ہی اس کا یہ حال ہوتا ہے کہ جو کام اور جو بات بھی وہ کرے گا، اس میں خدا کا نام ضرور آئے گا۔ کھائے گا تو بسم اللہ کہہ کر کھائے گا۔ فارغ ہوگا تو الحمد للہ کہے گا۔ سوئے گا تو اللہ کو یاد کر کے اور اٹھے گا تو اللہ ہی کا نام لیتے ہوئے۔ بات چیت میں بار بار اس کی زبان سے بسم اللہ، الحمد للہ، انشاءاللہ، ماشاءاللہ، سبحان اللہ اور اس طرح کے دوسرے کلمات نکلتے رہیں گے۔ اپنے ہر معاملے میں اللہ سے مدد مانگے گا۔ ہر نعمت ملنے پر اس کا شکر ادا کرے گا۔ ہر آفت آنے پر اس کی رحمت کا طلبگار ہوگا۔ ہر مشکل میں اس سے رجوع کرے گا۔ ہر برائی کا موقعہ سامنے آنے پر اس سے ڈرے گا۔ ہر قصور سرزد ہونے پر اس سے معافی چاہے گا۔ ہر حاجت پیش آنے پر اس سے دعا مانگے گا۔ غرض اٹھتے بیٹھتے اور دنیا کے سارے کام کاج کرتے ہوئے اس کا وظیفہ خدا ہی کا ذکر ہوگا۔ یہ چیز درحقیقت اسلامی زندگی کی جان ہے، دوسری جتنی بھی عبادات ہیں، ان کے لئے بہرحال کوئی وقت ہوتا ہے، جب وہ ادا کی جاتی ہیں۔ اور انہیں ادا کر چکنے کے بعد آدمی فارغ

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovbate Showkat

ہوجاتا ہے، لیکن یہ وہ عبادت ہے جو ہر وقت جاری رہتی ہے اور یہی انسان کی زندگی کا مستقل رشتہ اللہ اور اس کی بندگی کے ساتھ جوڑے رکھتی ہے۔ خود عبادت اور دینی کاموں میں بھی جان اسی چیز سے پڑتی ہے کہ آدمی کا دِل محض ان خاص اعمال ہی کے وقت نہیں بلکہ ہمہ وقت خدا کی طرف راغب اور اس کی زبان دائماً اُس کے ذِکر سے تر رہے۔ یہ حالت انسان کی ہو تو اُس کی زندگی میں عبادات اور دینی کام ٹھیک اُسی طرح پروان چڑھتے اور نشو ونما پاتے ہیں جس طرح ایک پودا ٹھیک اپنے مزاج کے مطابق آب و ہوا میں لگا ہوا ہو۔ اس کے برعکس جو زندگی اس دائمی ذکرِ خدا سے خالی ہو، اُس میں محض مخصوص اوقات میں یا مخصوص مواقع پر ادا کی جانے والی عبادات اور دینی خدمات کی مثال اُس پودے کی سی ہے جو اپنے مزاج سے مختلف آب و ہوا میں لگایا گیا ہو۔ اور محض باغبان کی خاص خبرگیری کی وجہ سے پل رہا ہو۔

اسی بات کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ایک حدیث میں یوں واضح فرماتے ہیں:

عَنْ مَعاذ بن انس الجھنی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انَّ رجُلاً سالہٗ اَیُّ المجاھدین اعظم اَجرًا یا رسول اللہ؟ قَالَ اکثرھُمْ لِلّٰہِ تعالیٰ ذکرًا قَالَ اَیُّ الصائمین اکثر اَجْرًا؟ قَالَ اکثرھُمْ لِلّٰہِ عزّوجلّ ذِکرًا ثُمّ ذکر الصَّلٰوۃ والزکوٰۃ والحج والصدقۃ کُلُّ ذالک یقُولُ رَسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وَسَلَّمَ اکثرھُمْ لِلّٰہِ ذِکرًا ——— (مسند احمد)

[معاذ بن انس جہنی روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پُوچھا کہ یا رسول اللہ! جہاد کرنے والوں میں سب سے بڑھ کر اجر پانے والا کون ہے؟ فرمایا۔ جو اُن میں اللہ تعالےٰ کو سب سے زیادہ یاد کرنے والا ہو۔ پھر اس شخص نے اسی طرح نماز، زکوٰۃ، حج اور صدقہ ادا کرنے والوں کے متعلق پوچھا۔ اور حضورؐ نے ہر ایک کا یہی جواب دیا کہ "جو اللہ کو سب سے زیادہ یاد کرنے والا ہو۔"

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Advcate Showkat

(۱۲) اس آیت میں یہ بتا دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اصل قدر و قیمت کن اوصاف کی ہے۔ یہ اسلام کی بنیادی قدریں (BASIC VALUES) ہیں جنھیں ایک فقرے کے اندر سمیٹ دیا گیا ہے۔ ان قدروں کے لحاظ سے مرد اور عورت کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے، عمل کے لحاظ سے تو بلا شبہ دونوں صنفوں کا دائرۂ کار الگ ہے۔ مردوں کو زندگی کے کچھ شعبوں میں کام کرنا ہے اور عورتوں کو کچھ اور شعبوں میں۔ لیکن اگر یہ اوصاف دونوں میں یکساں موجود ہوں تو اللہ تعالیٰ کے ہاں دونوں کا مرتبہ یکساں اور دونوں کا اجر برابر ہوگا۔ اس لحاظ سے ان کے مرتبے اور اجر میں کوئی فرق نہیں پڑے گا کہ ایک نے چولہا چکی سنبھالا اور دوسرے نے خلافت کی مسند پر بیٹھ کر احکام شریعت جاری کیے۔ ایک نے گھر میں بچے پالے اور دوسرے نے میدانِ جنگ میں جاکر اللہ اور اس کے دین کے لئے جان لڑائی)

(تفہیم القرآن از سید مودودی جلد چہارم صفحہ ۹۴ تا ۹۷)

ایک اور جگہ خداوند کریم فرماتا ہے:

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

{جس نے بھی نیک کام کیے، خواہ مرد ہو یا عورت، ہم اُسے پاک زندگی عطا کرتے ہیں اور اس کا اجر اس کے اعمال سے بھی زیادہ بہتر دیتے ہیں}

مُومنِ کامل کی نشانی

جو کوئی نماز پڑھتے وقت، تلاوتِ کلامِ پاک کرتے ہوئے، ذکر اللہ میں اور زندگی کے دوسرے کام انجام دیتے ہوئے خداوند کریم کو حاضر و ناظر جانتا ہے اور کسی بھی وقت تصورِ حضوری سے محروم نہیں ہوتا، وہی مومنِ کامل ہے۔ ایسے ہی کا

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

ایمان دُرست بھی ہے اور مضبوط بھی۔ اس کے برعکس جو کوئی بھی شخص اس حضوری سے ایک ہی لحظہ اور لمحہ کے لئے بھی محروم ہے وہی لحظہ و لمحہ ایمان میں رخنگی اور ایمان سے دُوری کا وقت ہے۔[۱]

خدا کا تعلق کائنات کے ساتھ

حضرت امام محمد غزالی علیہ الرحمہ نے اپنے ایک دوست کو لکھا کہ:
رُوح ہست نیست نما ہے (یعنی رُوح ایک ایسی لطیف شے ہے کہ جو موجود تو ہے لیکن دکھائی نہیں دیتی) اور ہر ایک کی پہنچ رُوح تک نہیں ہو سکتی۔ رُوح حاکم اور جسم و قالب محکوم۔ رُوح سب کچھ قالب یعنی جسم کے ذریعہ دیکھتی ہے لیکن جسم اس حقیقت سے بے خبر ہے۔

کائنات کا بھی خداوند کریم کے ساتھ ایسا ہی تعلق ہے۔ کائنات کا ایک ذرّہ بھی اپنے بل بوتے پر قائم نہیں بلکہ ہر شے قائم رکھنے والا وہی خدائے حیّ و قیوّم ہے۔

ارشادِ خداوندی ہے:
وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنتُمْ ۰ تم جہاں کہیں بھی ہو خدا تمہارے ساتھ ہے۔
خداوند کریم کا ہمارے ساتھ ہونا اس طرح کا نہیں ہے جس طرح کہ ایک جسم دوسرے جسم کے ساتھ یا ایک عرض دوسرے عرض یا جسم کے ساتھ ملتا ہے۔ خداوند کریم ان تمام کیفیات سے بالاتر و بزرگ تر ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس کا ساتھ ہونا اور اس کی معیت ہمارے فہم سے بالاتر ہے۔ یہ سمجھ میں نہ آنے والی معیت ہے۔ گویا خداوند کریم بھی ہست نیست نما ہے اور جو لوگ خدائے تعالیٰ کی اس معیت کی حقیقت نہیں سمجھتے، وہ اسے ڈھونڈتے رہتے ہیں لیکن پاتے نہیں۔

کسی وقت ہوا کے چلنے سے گرد کا بگولا اُٹھ کھڑا ہوتا ہے اور مینار کی صورت

---

[۱] دستور السالکین ص ۳۲

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

بناکر اپنے اِردگرد ناچتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ ایک سرسری بین یہی خیال کرتا ہے کہ مٹی اپنے کو حرکت میں لاکر اپنے گرد گھومتی ہے لیکن حقیقت میں یہ ہوا کی کارفرمائی ہوتی ہے۔ مگر ہوا نظر نہیں آتی! مٹی بے چاری مجبور ہے اور ہوا سلطان۔ اسی طرح جسم مجبور اور رُوح سلطان۔ ساری کائنات مجبور، ربِ قیوم سلطان[1]

بیعت کی حقیقت

بخاری شریف میں "توبۃ السارق" کے باب میں آیا ہے کہ
حضرت عُبادہ بن صامت ؓ فرماتے ہیں کہ
میں نے جناب نبی برحق صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم سے بیعت کی۔
آپؐ نے فرمایا کہ میں تم سے یہ وعدۂ بیعت لیتا ہوں کہ

(۱) کسی کو خداوند کریم کا شریک نہ ٹھہراؤ گے۔
(۲) چوری نہ کرو گے۔
(۳) قتلِ اولاد نہ کرو گے۔
(۴) کوئی بہتان نہ باندھو گے۔
(۵) معروف کی نافرمانی نہ کرو گے۔

جو کوئی تم میں سے یہ شرائط پوری کرے گا، اُس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے اور جو کوئی اس میں کچھ کوتاہی کرے اور دُنیا ہی میں اس کی گرفت ہوئی تو یہ گناہوں کا کفارہ ہوگا اور گناہوں سے پاکی کا سبب۔ اگر خداوند کریم نے کسی پر پردہ ہی رکھا، تو اس کا معاملہ خدا ہی کے ہاتھ میں ہے، چاہے تو اُسے عذاب دے، چاہے تو مغفرت فرمائے[2]

---

[1] دستور السالکین صفحہ ۳۲، ۳۳
[2] دستور السالکین صفحہ ۳۳

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

مردانِ خدا کی صحبت کی اہمیت

رسالۂ لطیفۂ غیبیہ میں ہے کہ

مُریدِ صادق پر لازم ہے کہ اپنے مُرشدِ کامل کی صحبت ترک نہ کرے۔ چناں چہ خُداوند کریم کا ارشاد ہے کہ

اے ایمان دارو! اللہ سے ڈرو اور صادقوں کی معیّت و صُحبت اختیار کرو۔

اگر صادقوں اور راست بازوں کی صحبت کمال حاصل کرنے کا ذریعہ نہ ہوتی تو خُداوند کریم ان کی مُصاحبت کا حکم نہ دیتا!

ابوبکر طمستانی کا مشہور قول ہے کہ

خُداوند کریم کی صحبت اختیار کرو، اگر تم میں اُس کی مصاحبت کی طاقت نہیں تو اُن کی صحبت میں رہو، جو خُداوند کریم کی صحبت سے سرفراز ہوئے ہوں تاکہ ان پاک بازوں کی ہم نشینی کی برکت سے تم خُداوند کریم کی معیّت و صحبت حاصل کرسکو گے۔

مقاماتِ خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ میں آیا ہے کہ

جنابِ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت ابُو جحیفہ سے فرمایا کہ:۔

سائل العلماء — و — علماءٔ سے پوچھا کرو — اور —

خالط الحکماء — و — حکماءٔ سے ملتے رہو — اور —

جالس الکبراء — اکابر کی صحبت اختیار کرو

فَاِنَّ رُؤْیَتَهُمْ شِفَاءٌ وَمَجَالِسُهُمْ دَوَاءٌ

{ان کے دیدار میں شفاء اور صحبت میں دوا ہے}

لہ دستور السالکین صہ ۳۳

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "نوادر الاصول" میں اس حدیثِ مُبارک کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ :-

دُنیا میں مردانِ خدا، تین طبقات پر مشتمل ہیں اور ہر طبقہ اپنی اپنی مخصوص پہچان سے پہچانا جاتا ہے :-

(۱) وہ علماء جو حلال و حرام اور قوانین و آئینِ شریعت سے واقف ہوں اور اپنے علم و خبرداری سے پہچانے جاتے ہیں۔

(۲) وہ علماء جو خُداداد حکمت و تدبر سے بہرہ ور ہیں اور اپنی دانائی اور حکیمانہ تدبّر و دانش سے ان کو جانا جا سکتا ہے۔

(۳) وہ علماء جو معرفتِ ایزدی سے سرفراز ہیں۔ اُن کی پیشانیوں پر نورِ خُداوندی اور اُن کے چہروں سے ہیبتِ ربّانی کا جلال و جمال نمایاں ہوتا ہے۔ یہی مردانِ حق اولیائے اللہ کہلائے جاتے ہیں۔

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہٗ سے جناب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ان ہی مردانِ حق سے پُوچھنے کا ارشاد فرمایا۔

"عقائد و اعمال کے بارے میں علمائے شریعت سے پُوچھ لو ——— اور حکمت و تدبّر کے راز حکماء سے ——— اور ——— اسرارِ یزدانی کی واقفیت اکابرِ دین یعنے اولیائے کرام سے حاصل کرو۔ ان پاک بازوں کی صحبت اختیار کرو۔ ان کی مصاحبت دَوا بھی ہے اور شفا بھی!"

جناب عیسیٰ رُوح اللہ علیہ الصّلوٰت والسّلام نے فرمایا ہے :

علماء کی تین قسمیں ہیں :

(۱) عَالِمٌ بِاَمْرِ اللّٰہِ لَیْسَ بِعَالِمٍ بِاللّٰہِ ——— یعنی ——— احکامِ خُداوندی سے واقف، ذاتِ حق سے بے خبر۔

(۲) عَالِمٌ بِاللّٰہِ لَیْسَ بِعَالِمٍ بِاَمْرِ اللّٰہِ ——— یعنی ——— ذاتِ خداوندی سے آگاہ، مگر احکام سے بے خبر۔

(۳) عَالِمٌ بِاللّٰہِ وَعَالِمٌ بِاَمْرِ اللّٰہِ ——— ذاتِ باری کا بھی واقف اور احکامِ حق سے بھی خبردار

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

یہی تیسرا گروہ وہ گروہ ہے جن کی صحبت اختیار کرنے اور جن سے پوچھنے کا حکم جنابِ سرورِ دوعالم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے جنابِ ابُو جحیفہ رضؓ کو دیا۔ الحقنا اللہ تعالیٰ بالصّالحین وَ وفّقنا للصّالحات۔ آمین [1]

کن کی صحبت اختیار کرنی چاہیئے

"رسالہُ الدوالدیر" میں آیا ہے کہ

"چونکہ اتباع وتقلید ہی سے بڑے بڑے مراتب اور اُونچے مدارج حاصل ہو سکتے ہیں، اس لئے ایک ۔ ا ان کو ایسے پاک بازوں کی صحبت اختیار کرنی چاہیئے جن کا ظاہر شریعتِ محمدیہ، علیٰ صاحبہا السّلام سے آراستہ و پیراستہ ہو، اور باطن بھی اتباعِ رسُول صؐ اور پابندیٔ سُنّت کی وجہ سے اُن مرتبوں پر فائز ہوا ہو، جن کا گذشتہ اوراق میں تذکرہ کیا گیا۔

ایسے پاک بازوں کی صحبت اختیار کرنا دِل کے لئے اکسیر کا حکم رکھتی ہے کیوں کہ خداوند کریم نے دِل کو اس قسم کا بنایا ہے کہ جس کسی کی ہم نشینی اور مُصاحبت اختیار کرتا ہے، اُسی کا اثر قبول کرتا ہے۔

مثلاً اگر کوئی شخص کسی ماتم زدہ کے پاس بیٹھے گا تو اُس کا دِل بھی لازماً اندوہگین ہوگا اور غم میں ڈوب جائے گا۔ اور اگر کسی مسرُور آدمی کی صُحبت اختیار کرے گا تو دِل کی بھی یہی کیفیت ہوگی۔ اگر خُداوند کریم نے دِل میں اثر قبول کرنے کی صلاحیت نہ رکھی ہوتی تو کمالات کا حصوُل دُشوار بلکہ ناممکن ہوتا!

حقیقتِ بالا کے پیشِ نظر طالبِ مولےٰ کو چاہیئے کہ ایسے لوگوں کی صحبت اختیار کرے جن کا باطن راغب اِلی اللہ ہو۔ اور جن کا دِل ہر وقت خُداوند کریم کی یاد میں لگا ہوا ہو، تاکہ طالب کے دِل میں بھی یہی کیفیت پیدا ہوجائے۔ اور رفتہ رفتہ

---

[1] دستور السالکین صفحہ ۳۲، ۳۴

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

صحبتِ خلائق سے کنارہ کش ہو کر متوجہ الی اللہ ہو سکے۔ ایسے خدا پرستوں اور عاشقانِ حق کی صحبت کا ایک لمحہ فیض ہی اغیار سے بیگانہ بناتا ہے۔

مرشدِ کامل کی بیعت کے بعد مرید صادق اپنے پیر برحق کی صحبت اپنے لئے لازمی بنالے۔ اس کے ساتھ ساتھ مرید کا فرض ہے کہ منکرات، مناہی اور گناہوں سے مکمل پرہیز کرے اور معروف کی پابندی کرے تاکہ پیر بزرگوار کی صحبت کا صحیح اور مکمل فائدہ حاصل کر سکے[1]۔

ملامتی گروہ

صاحبِ عوارف لکھتے ہیں کہ
"پیرِ کامل خداوند کریم کا وہ سپاہی ہے جو طالبانِ حق کے لئے سرمایۂ ہدایت اور فیضِ خداوندی کا ذریعہ ہے۔"
خداوند کریم اہلِ محبت و ملامت پسندوں کی تعریف میں فرماتا ہے:
"اے ایمان والو! تم میں سے جو کوئی اپنا دین چھوڑ بیٹھے تو خداوند کریم عن قریب ایک ایسی جماعت لا کھڑا کرے گا جو خداوند کریم سے محبت کرتی ہو، اور خدا بھی تعالیٰ اُن سے محبت رکھتا ہو، جو مومنوں کے لئے رحیم اور کافروں کے لئے شدید ہوگی۔ جو خداوند کریم کی راہ میں جہاد کرتی رہے اور کسی بھی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرے۔ یہ اللہ کا فضل ہے، جسے چاہتا ہے، عطا کرتا ہے، خداوند کریم صاحبِ وسعت اور علیم و خبیر ہے۔
تمہارا سرپرست اور دوست خداوند کریم ہے اور اس کا رسول اور وہ ایمان دار

---

[1] دستور السالکین صفحہ ۳۶

Digitized By eGangotri
Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

جو نماز قائم کرتے اور زکواۃ ادا کرتے رہتے ہیں اور ہمیشہ رکوع یعنی خضوع وخشوع میں ہوتے ہیں۔ جو لوگ خداوند کریم، اس کے رسول صلعم اور ایمان داروں کو محبوب رکھتے اور دوست بناتے ہیں، یہی جماعت غالب و برتر ہے۔

"کشف المحجوب" میں ہے کہ

خداوند کریم اپنے محبوبوں اور عاشقوں کی تعریف کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ

"وہ ملامت کرنے والوں کی ملامت سے نہیں ڈرتے۔"

اسی لئے مردانِ خدا کی غذا ملامت ہے۔ اور یہ خدائی غیرت ہی کا تقاضا ہے کہ اس کے پاک محبوب ہدفِ ملامت بنیں۔ کیوں کہ اس طرح لوگ ان کے حسنِ اصلی کو پہچان نہیں سکتے۔ اور یہ پاک باز لوگوں کے دست برد سے محفوظ رہتے ہیں اور ان کی نظروں سے بچ جاتے ہیں۔

دوسری بات یہ کہ یہ پاک باز غرور و کبر سے نجات پاتے ہیں کیونکہ لوگ انھیں ملامت کرتے رہتے ہیں اور ان کی طرف رجوع نہیں کرتے۔ اس لئے لازمی بات ہے کہ ان کا دل غرور و نخوت سے بیکار رہتا ہے۔

حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ رمضان کے مہینہ میں ایک شہر میں پہنچے۔ اُن کا استقبال کرنے کے لئے لوگوں کا سیلاب اُمنڈ آیا، جس کی وجہ سے حضرت بایزید کی قلبی کیفیت اور سرور و حضور میں خلل پڑ گیا۔ فوراً تھیلی سے روٹی نکال کر کھانے لگے۔ لوگوں کو گماں ہوا شاید کہ غیر شرعی حرکت کر بیٹھے ہیں۔ دل میں نفرت پیدا ہو گئی اور حضرت بایزیدؒ سے دُور بھاگے۔

حضرت بایزید علیہ السلام نے اپنے مخلص مُریدوں سے فرمایا کہ لوگ بھی کیسے عجیب ہیں۔ میں نے شرعی حرکت کی اور لوگ مجھ سے دُور بھاگے۔[1]

(مزید صفحہ ــــ پر ملاحظہ کریں[2])

---

[1] ماہِ مبارک میں روزہ نہ رکھنے کی بھی اجازت ہے۔ حضرت بایزید علیہ السلام نے اسی حکم سے فائدہ اُٹھا کر اپنے کو لوگوں کی ہما ہمی سے بچایا۔ (مترجم)

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

علمِ نافع کی تعریف

"ارشاد المریدین" میں ہے کہ
علمِ نافع ایسے علم کو کہتے ہیں جس سے کہ ایک آدمی کے دل میں تقوی، پرہیز گاری، انکساری اور نرم خوئی بڑھتی چلی جائے اور شوقِ محبت اور عشق و شیفتگی کی آگ بھڑکتی رہے۔
حدیثِ صحیح میں آیا ہے کہ
"جب جنابِ علی رضؓ کا دل نورِ علم سے منوّر ہوا، اور خدا جوئی کے عشق نے بے قراری پیدا کی تو جنابِ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا۔ "محبوب نبیؐ! مجھے ایسے علم کی طرف رہنمائی کریں جو خدا تک پہنچانے کا سبب بنے۔"
جنابِ نبیٔ رحمت، صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ مطالبہ سُن کر نہایت ہی خوش ہوئے؛ فرمانے لگے۔۔۔ "علی! میں مدت سے تمہارے اس مطالبہ کا منتظر تھا اور چاہتا تھا کہ تمھیں ایسے علم کی تلقین کروں۔ لیکن اس کا فائدہ جب ہی حاصل ہوتا، جب کہ تم خود اس کی آرزو اور طلب کرتے!"
اس کے بعد حضورؐ نے جنابِ علی رضؓ کو قبلہ رُو بیٹھنے کی ہدایت فرمائی اور پھر لا الٰہ الا اللہ کی تعلیم دی۔ جنابِ علی رضؓ نے یہی تعلیم اپنے فرزند شہیدِ کربلا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ، کو دی۔ آپ رضؓ نے اپنے صاحب زادے امام زین العابدین رحؒ کو۔ اور پھر یہی سلسلہ مشائخِ کرام تک چلتا رہا۔[1]

---

[1] دستور السالکین صفحہ ۳۹

Digitized By eGangotri
Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

یادِ خدا کی اہمیّت

ارشادِ خداوندی ہے کہ
جو کوئی خُداوند کریم کی یاد اور اس کی اطاعت و فرمان برداری سے سرکشی کرتا اور مُنہ موڑ لیتا ہے تو خُداوند کریم اُسے سختیوں اور دُشواریوں میں مُبتلا کرتا ہے۔
اس لئے مُریدِ صادق ایسے خوش نصیب کو کہہ سکتے ہیں کہ جو ہمیشہ یادِ خدا میں مشغول ہو، خدا کی یاد سے کبھی دِل تنگی محسوس نہ کرے۔ اطاعتِ دین سے مُنہ نہ موڑے تاکہ عذاب میں مُبتلا نہ ہو جائے۔
وہی وقت بہترین وقت ہے جو یادِ خدا میں گزرے اور وہی صفائی قابلِ تعریف ہے جو یادِ خدا سے حاصل ہو جائے۔
جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم خدا وند کریم کا ارشاد سُناتے ہیں کہ
اَنَا جَلِیۡسُ مَنۡ ذَکَرَنِیۡ ہ جس نے میری یاد کی، میں اُس کا ہم نشین ہو گیا۔
احیاءُ العلوم میں ہے کہ
حضور ؐ نے فرمایا: اگر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا سچے دِل سے اقرار کرنے والے اور یادِ خدا کرنے والے نے رُوئے زمین کے برابر گناہ کئے ہوں تو بھی اُسے بخشا جائے گا!"
حضرت ابُوہریرہ رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں کہ جناب سرورِ عالم ؐ نے فرمایا کہ
"مرنے والوں کو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی تلقین کرو، کیونکہ یہ کلمہ گُناہوں کو ختم کرتا ہے۔"
میں نے عرض کیا۔ "یا رسُول اللہ! جب مرنے والوں کا یہ حال ہے تو زندوں کے لئے یہ کلمہ اور بھی زیادہ نتائج آور ہو گا۔" فرمایا۔ "اس کے لئے تو گُناہوں کی پاکی کا سبب بن جاتا ہے۔"

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

کہا جاتا ہے کہ

ایک درویش نے اپنے پیرِ کامل سے کہا سنا مجھے سکھائیں کہ میں کیا کچھ کرتا رہوں؟ کس کو دوست بناؤں؟ کس کی صحبت اختیار کروں؟ اور کس کے ساتھ محبت کروں؟

پیر نے جواب دیا:

"اگر دوست چاہتے ہو، تو خدائے باوفا دوستی کے لئے کافی ہے۔ اگر مصاحب اور ہم نشین چاہتے ہو تو کراماً کاتبین موجود ہیں۔ اگر مونس کی خواہش ہے تو کلامُ اللہ ہے۔ اگر کسی ناصح کے طلب گار ہو تو موت کی یاد بہترین واعظ ہے۔ اور یاد رکھو کہ ہر وقت ذکرُ اللہ اور خدا کی یاد میں مشغول رہا کرو۔"[۱]

مردِ بالغ کسے کہتے ہیں؟

مقاماتِ خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ میں ہے کہ

مرشدینِ راہِ خدا کی تین قسمیں ہیں:۔

(۱) مُقلّد ـــ وہ جو دوسروں سے سُنے اور اس پر عمل کرتا رہے۔

(۲) کامل ـــ جو خدا رسیدہ تو ہوتا ہے مگر اوروں کی رہبری نہیں کرسکتا۔

(۳) کاملِ مُکمّل ـــ جو خود بھی شہسوارِ رُوحانیت ہو، اور اوروں کی بھی پیشوائی کرسکتا ہو۔

خدا جوئی اور سلوک کی راہ میں تیسرا گروہ ہی نافع اور فائدہ بخش ہوسکتا ہے۔

حضرت خواجہ عبدُ اللہ قدس سرّہٗ فرماتے تھے کہ

"خدا جوئی کے لئے دو بڑی شرطوں کا پورا کرنا لازمی ہے:۔

---

[۱] دستور السالکین صفحہ ۳۹ ۔ ۴۲

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Advocate Showkat

(۱) طالب اُن اعمال و مشاغل پر پورا یقین و ایمان رکھتا ہو جو اُس نے طلبِ محبوب میں اختیار کئے ہوئے ہوں۔

(۲) ظاہری مصروفیات و امورِ دُنیا کی انجام دہی یادِ خدا میں مُخل نہ ہو سکے اور ذکر اللہ سے باز نہ رکھے۔

جو خوش نصیب یہ دو شرطیں پورا کر سکتا ہو، صوفیوں کی نظر میں یہی مردِ بالغ کہلایا جاتا ہے۔

عام طور پندرہ برس کی عمر والے اور شہوت و غضب رکھنے والے کو بالغ کہتے ہیں۔ لیکن صوفیانہ اِصطلاح میں بالغ وہ ہے جو نفس کی بندگی کی بجائے رضائے حق کا طالب ہو، جسے ذاتی اور نفسانی لذات سے زیادہ خداوند کریم کی اطاعت و رضا مندی کا خیال دامن گیر ہو۔ اگر کسی شخص میں یہ وصف نہ پایا جائے تو اربابِ بصیرت اُسے بالغ نہیں جانتے[۱]۔

بصورت آدمی شد قطرۂ آب کہ چہل[۲] روزش قرار اندر رحم ماند
وگر چل سالہ را عقل و ادب نیست بہ تحقیقش نباید آدمی خواند

سُنّت کی پیروی سے بلند مرتبہ مِلتا ہے

خُداوند کریم ہر طالب کو کسی نہ کسی سلسلہ کے ساتھ وابستہ کرتا اور کسی نہ کسی مشرب سے رُوحانی غذا پہنچاتا ہے۔ اسی لئے ہر طالب اپنے ہی مُرشدِ کامل کو بلند مرتبہ پر دیکھتا ہے اور خواب و کشف کے ذریعہ اس کی حالی مقامی کا مُشاہدہ کرتا ہے۔

---

[۱] دستور السالکین صفحہ ۴۴

[۲] یعنی انسانی نُطفہ ۴۰ دِن رحمِ مادر میں رہ کر آدمی کی صورت اختیار کر گیا، اب اگر ۴۰ برس گزرنے کے بعد بھی عقل و ادب سے محروم رہا تو اسے انسان نہیں کہنا چاہیئے!

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

مگر یہ ایک ناقابلِ فراموش حقیقت ہے کہ بلند مرتبہ ہرگز بھی اِس کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا کہ سالک جنابِ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کی پیروی کرے۔ جو سالک جتنا پابندِ سُنّت ہو گا، اُتنا ہی قیامت کے روز اُس کا مرتبہ بلند ہو گا۔[1]

تین قسم کے مُرید

مُرید تین قسم کے ہیں:-

حقیقی ——— رسمی ——— اور ——— صُوَری

مُریدِ حقیقی ایسے ارادت مند کو کہتے ہیں کہ جو ہر رنگ میں اپنے مُرشدِ کامل کا اِتباع کرے ظاہری صورت میں بھی اور باطنی رنگ میں بھی، گُفتار میں بھی اور کردار میں بھی۔

مُریدِ رسمی ایسے طالب کا نام ہے جو ظاہراً تو مُرشد کا رنگ اختیار کرے لیکن باطن میں اپنی استطاعت و اہلیت کے مطابق ہی پیر کی تقلید کر سکے۔

مُریدِ صُوَری وہ مُرید ہے جس کا صرف ظاہر ہی پیر کے رنگ میں رنگا ہوا ہو، اور باطن کی طرف توجّہ نہ کرے۔ اپنی طاقت کے مطابق محنت و ریاضت نہ کرے اور اُمید یہ رکھے کہ پیرِ کامل کی ظاہری مُتابعت ہی سے نیک بختی حاصل ہو سکتی ہے اور ان ہی کے ساتھ اُس کا حشر ہو گا۔[2]

شیخِ برحق اور اُس کی تقلید

"توقیع العارفین" میں آیا ہے کہ

شیخِ برحق وہی مردِ کامل ہو سکتا ہے جو خُدا تک پہنچنے کے طریقے جانتا ہو۔ خود اُس

---

[1] دستور السالکین صفحہ ۴۳

[2] دستور السالکین صفحہ ۴۳، ۴۴

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri
Collection Of Advocate Showkat

مسلک کا رہبر ہو اور مُریدوں کو اس طرح کی مکمل رہبری مہیا کر سکے۔ اس لئے طالب کا فرض ہے کہ ایسے مرشدِ کامل کی مکمل پیروی کرے اور قدم بہ قدم اس کی تقلید کر کے افراط و تفریط سے اور گمراہی سے اپنے کو بچائے۔

خُداوند کریم ایسی ہی تقلیدِ کامل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ ؕ

{اے نبیؐ! کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو تا کہ خدا تم سے محبت کرے گا۔[1]}

صاحبِ امر کی اطاعت

ارشادِ خُداوندی ہے:

"اے ایمان دارو! خُدائے تعالیٰ کی فرمان برداری، نبیؐ کی پیروی اور صاحبِ امر کی اطاعت کرو۔"

صاحبِ امر سے مُراد مُسلمانوں کے وہ اُمرا ہیں جو رسُولِ پاک صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے عہدِ مُبارک کے بعد آپؐ کے جانشین ہوئے اور وہ ہیں خُلفائے راشدین، عُلمائے کرام، اصحابِ فِقہ، اربابِ دانش اور پیرانِ طریقت، ان تمام مُقدس ہستیوں کی اطاعت لازمی ہے۔

پیرِ طریقت یا صاحبِ امر جو رُوحانی تربیت کرے، اس کی اطاعت ناگزیر ہے۔

رسالۂ قشیریہ میں آیا ہے کہ

"ہر وہ کام جو ایک بندہ نظم و ضبط کے بغیر اور کسی کی تقلید سے بے نیاز ہو کر کرتا ہے، باعثِ عیشِ نفس بن جاتا ہے اور جو کام صاحبِ امر کے حکم کے تحت کیا جاتا ہے نفس کے لئے باعثِ عذاب ہے۔[2]"

---

[1] دستور السالکین صفحہ ۴۷ [2] دستور السالکین صفحہ ۴۸، ۴۹

Digitized By eGangotri
Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

بیعت کی حقیقت اور اس کے طریقے

چونکہ خداوندکریم تک پہنچنے کا ذریعہ مشائخ کرام اور بزرگانِ دین ہیں، اس لئے کسی شیخ کامل اور پیرِ روشن ضمیر سے بیعت کرنا ایک لازمی اور ناگزیر بات ہے۔

ارشادِ خداوندی ہے:-

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ الخ

{اے محمدؐ! جو لوگ آپ سے بیعت لیتے ہیں اور اوامر کی اطاعت و نواہی کے اجتناب (فرائض کی پابندی اور گناہوں سے پرہیز) کا وعدہ کرتے ہیں۔ حقیقتاً یہ لوگ خداوند کریم کے ساتھ بیعت کرتے ہیں اور بیعت کے وقت آپ کا نہیں بلکہ خداوندکریم کا ہاتھ اُن کے ہاتھ پر ہوتا ہے۔ اب اگر کوئی یہ بیعت توڑتا اور عہد شکنی کرتا ہے تو اس کا ضرر اُسے اپنے نفس ہی کو پہنچے گا۔ اور جو کوئی وعدہ پورا کرے گا تو اُس کا اجر خداوندکریم کے ذمّہ ہے۔"

حضرتِ عوف بن مالک الاشجعی رضؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ایک جماعت سے فرمایا۔ "کیا خدا کے رسول کے ساتھ بیعت نہیں کروگے؟"

صحابیوں رضؓ نے پوچھا:

"کس بات پر یا رسول اللہؐ؟" رسولِ پاکؐ نے فرمایا: یہ کہ

(۱) خداوندکریم کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہیں ٹھہراؤ گے۔

(۲) پانچ وقت کی نماز قائم کروگے۔

(۳) مکمل اطاعت کروگے۔ —— اور ——

(۴) لوگوں سے کبھی کچھ نہ مانگو گے۔

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

راوی فرماتا ہے کہ میں نے اس کے بعد دیکھا کہ بیعت والے صحابیوں میں سے ایک نے بھی زندگی بھر کسی سے کچھ نہ مانگا، یہاں تک کہ اگر کسی کے ہاتھ سے کوڑا گرا تو کسی سے بھی یہ نہ کہا کہ کوڑا اُٹھا کر ہاتھ میں دیا جائے (خود گھوڑے سے اُتر کر اپنا کوڑا اُٹھا لیتے تھے) [1]

"فوائد السالکین" میں ہے کہ

"جناب نبی برحق صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جب جنابِ عثمان رضی اللہ عنہٗ کو مشرکینِ مکہ کے پاس بہ طورِ سفیر بھیجا اور افواہ اُڑی کہ جنابِ عثمان شہید کئے گئے تو جنابِ سرورِ دو عالمؐ نہایت ہی غمگین ہوئے۔ دوستوں کو درخت کے نیچے جمع کیا اور کافروں کے خلاف لڑنے کے لئے اُن سے بیعت لی۔ اس بیعت کا نام بیعتِ الرضوان اور اس درخت کا نام شجرۃ البیعہ ہے۔ ان ہی سعادت مندوں کے حق میں یہ آیات نازل ہوئیں

لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ الخ

یعنے خداوند کریم اُن ایمان داروں سے راضی ہوا جنھوں نے درخت کے نیچے (اے محمدؐ!) تم سے بیعت لی۔

ان صحابیوں میں ایک صاحب حضرت ابن اکوعؓ تھے۔ وہ بیعت کے بعد پھر پلٹ آئے اور عرض کیا۔ "اے خدا کے رسولؐ! میرے دل میں وسوسہ پیدا ہوا تھا جو الحمد للہ اب دُور ہوا۔ اور میں آپ سے تجدیدِ بیعت کرنا چاہتا ہوں (یعنی پھر ایک بار بیعت کرنا چاہتا ہوں) جناب سرورِ عالمؐ نے تجدید بیعت کی۔ [2]

اسی لئے اگر کسی مرید سے کوئی گناہِ صغیرہ یا کبیرہ سرزد ہوجائے تو تجدیدِ بیعت کرنی چاہیئے

---

[1] علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں ؎ خود فرود آ سے از شترِ مثلِ عمرؓ
الحذر از منتِ غیر الحذر (مترجم)

[2] دستور السالکین صفحہ ۴۹

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

توبہ کا پھل

قَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام :
"اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَہٗ" ط

جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے فرمایا:
"گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسا بن جاتا ہے گویا اُس نے کبھی گناہ ہی نہ کیے ہوں۔"
مشکوٰۃ المصابیح میں آیا ہے کہ

حضرت عبادۃ بن الصامت رضؓ روایت کرتے ہیں کہ
"جناب نبی برحق صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے اِرد گرد دوستوں کی ایک جماعت بیٹھی ہوئی تھی۔ رسولِ پاک ؐ نے فرمایا۔ "میرے ساتھ ان باتوں پر بیعت کرو:

(۱) تم خداوند کریم کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ گے
(۲) تم چوری نہ کرو گے
(۳) تم زِنا نہ کرو گے
(۴) تم اپنی اولاد قتل نہ کرو گے
(۵) تم افترا پردازی نہ کرو گے اور نہ کسی پر تہمت باندھو گے
(۶) تم معروف کی نافرمانی نہ کرو گے اور اوامر کی پابندی کرو گے۔

تم میں سے جو کوئی یہ شرائط پوری کرے گا تو اس کا اجر اللہ کے ذِمّہ ہے اور جو کوئی کسی ایک شرط کو توڑلے گا اور اس کے عوض دُنیا ہی میں اگر اسے کوئی تکلیف پہنچی تو وہ اس گناہ کی سزا ہوگی اور اس کا کفّارہ ہوگا۔ اور اگر کسی کو عہد توڑنے کے بعد بھی خداوند کریم ستر کرے گا تو یہ اللہ کی مرضی ہے، خواہ اُسے قیامت میں سزا دے یا معاف فرمائے۔

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

راوی کہتا ہے کہ رسولِ پاک سے یہ ارشادات سُن کر ہم نے اُن کے دستِ مُبارک پر بیعت کی۔[1]

بزرگانِ دین کا خوفِ آخرت

روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ ایک روز اپنے دوستوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور اُن سے فرمایا:

"آؤ ہم آپس میں اس بات پر وعدہ کریں کہ ہم میں سے جو کوئی قیامت کے روز خلاصی اور نجات پائے گا وہ دوسروں کی بھی سفارش کرے گا۔"

دوستوں نے عرض کیا۔ "اے فرزندِ رسول! آپ کو کسی کی شفاعت کی کیا ضرورت ہے جب کہ آپ کے جدِّ امجد ساری اُمت کے شفیع ہوں گے!"

حضرت امام جعفر صادق رضؓ نے فرمایا۔ "مجھے اپنے اعمال و کردار پر شرمندگی ہوتی ہے، کہ میں کونسا مُنہ لے کر اپنے جدِّ بزرگوار کے پاس جاؤں گا اور شفاعت کی درخواست کروں گا!"[2]

لباس میں بھی سُنّت کا اہتمام

حضرت سُلطان العارفین شیخ حمزہ مخدوم قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ "کھڑے ہو کر پگڑی باندھنا مسنون ہے لیکن اگر پگڑی باندھنے والا کوئی ایسا ذی عزّت اور باوقار آدمی ہو جس کی وجہ سے ساری مجلس کھڑی ہو جائے تو افضل یہ ہے کہ بیٹھ کر ہی دستار باندھی جائے۔ علاوہ ازیں پیٹھ پر بالشت بھر شملہ

---

[1] دستور السالکین صفحہ ۵

[2] دستور السالکین صفحہ ۵

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Advocate Showkat

بھی ڈالنا چاہیئے۔ چند ایک کا خیال ہے کہ نصف پُشت تک شملہ ڈالنا ہی مسنون ہے۔"
حضرت مخدوم رح فرماتے ہیں :
"دُرویش لوگ شملہ پُشت پر ڈالنے کی بجائے سینہ پر بائیں جانب لٹکاتے ہیں
اور اس طرح یہ لوگ ہر وقت موت کو یاد کرتے رہتے ہیں۔ کیونکہ
"زاد الفقہا" میں آیا ہے کہ
"شُرفا اور علما کو تجہیز و تکفین کے وقت سر پر دستار باندھی جاتی ہے اور شملہ
بائیں جانب سینہ پر ڈالا جاتا ہے۔ اسی نیت سے دُرویش بھی اپنی زندگی ہی میں شملہ
سینہ پر بائیں جانب لٹکاتے ہیں[1]

سیدالسادات کا طریق بیعت

"خزانۃ الجلالی" میں آیا ہے کہ
حضرت سیدالسادات کی خدمتِ اقدس میں جب کوئی شخص مُرید بننے کی نیت سے
حاضر ہوتا تھا تو حضرت سیدالسادات فرماتے تھے کہ
"میں اس قابل نہیں کہ کسی کو اپنا مُرید بناؤں، البتہ ہم آپس میں اخوت اور برادرانہ
رشتہ قائم کریں گے تاکہ ہم قیامت کے روز عذابِ خُداوندی سے ایک دوسرے
کی وساطت سے بچ جائیں۔ کیونکہ جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا
ارشاد ہے کہ
"کثرت سے اپنے لئے دینی بھائی بناتے جاؤ، کیونکہ خُداوند کریم کے فضل و کرم سے
بعید ہے کہ کسی مومن کو اپنے بھائیوں کے سامنے عذاب دے دے۔"
یہ فرماکر حضرت سیدالسادات طالب کے ہاتھ کو اپنے دستِ مبارک میں لیتے تھے
اور فرماتے تھے : "کیا تُو نے مجھے اپنی برادری میں لیا ؟" طالب "جی ہاں" جواب دیتا

---

[1] دستور السالکین صہ ۵۴ - ۵۰

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

تو فرماتے: "آؤ اب ہم دونوں بھائی توبہ کریں۔ اس کے بعد تین بار خود بھی کلمات ذیل پڑھتے اور مرید سے بھی پڑھواتے:

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَأَتُوْبُ إِلَیْهِ

(یعنے۔ میں اُس ایک اللہ سے مغفرت مانگتا ہوں جس کا کوئی شریک و ساجھا نہیں؛ جو زندہ بھی ہے اور قائم رکھنے والا بھی، اور میں اس کی طرف پلٹ آیا ہوں)

اس کے بعد فرماتے تھے: اَللّٰهُمَّ اشْرَحْ صَدْرَهٗ (اے خدا! اس کے دل کو وسعت عطا فرما!)

پھر اپنا دستِ مقدس طالب کے سینہ پر رکھتے تھے۔ پھر مقراض سے اس کی پیشانی کے چند ایک بال اور دائیں بائیں کی جانب کے بال کاٹتے تھے اور یہ دعا پڑھتے جاتے تھے:-

اَللّٰهُمَّ اقْصِرْ أَمَلَهٗ وَاحْفَظْهُ عَنِ الْمَعَاصِیْ

(اے خدا! اس کی خواہشات کم کرلے اور گناہوں سے بچاؤ)

بال کاٹ چکنے کے بعد یہ دعا فرماتے تھے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ ؕ اَللّٰهُمَّ ... ثَبِّتْنَا عَلَی التَّوْبَةِ وَاحْفَظْنَا عَنِ الْمَعْصِیَةِ بِحِفْظٍ مِّنْكَ وَبِحَقِّ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَهْلَ بَیْتِ مُحَمَّدٍ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَبِحَقِّ الشَّیْخِ الْكَبِیْرِ بَهَاءِ الْحَقِّ وَالشَّرْعِ وَالدِّیْنِ وَالشَّیْخِ الْعَارِفِ صَدْرِ الْحَقِّ وَالدِّیْنِ وَالشَّیْخِ قُطْبِ الْعَالَمِ رُكْنِ الْحَقِّ وَالدِّیْنِ ؕ

اگر کلاہ پاس ہوتی تو طالب کے سر پر رکھ دیتے اور فرماتے:-

اَللّٰهُمَّ تَوِّجْهُ بِتَاجِ الْكَرَامَةِ وَالسَّعَادَةِ وَاحْفَظْهُ عَنِ الْمَعَاصِیْ وَثَبِّتْهُ عَلٰی دِیْنِ الْإِسْلَامِ ؕ

اس کے بعد مختلف اِستعداد و اہلیت کے مطابق وصیت فرماتے۔ کسی کو قرآنِ پاک، کسی کو علمِ فقہ سیکھنے کی تلقین فرماتے، کسی کو ذکر میں مشغول ہونے کا حکم دیتے، کسی کو اوراد شیخ کبیر پڑھنے کی تلقین فرماتے۔ آخر میں طالب کے مُنہ میں شیرینی ڈال کر

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Advocate Showkat

ڈال کر یہ دُعا پڑھتے: اَللّٰھُمَّ ارْزُقْہُ حَلَاوَۃَ الْاِیْمَانِ [۱]

صوفیوں کے نزدیک ارشاد کے معنی

ارشاد کے لُغوی معنی ہیں، راستہ دِکھانا اور رہنمائی کرنا

صوفیوں کے نزدیک ارشاد کا مطلب ہے، طالب کے دِل میں خُداوند کریم کا عِشق و محبت پیدا کرنا۔

مُرید صادق کے دِل میں جب خداوند کریم کی سچی محبت پیدا ہوتی ہے اور وہ اس محبت کا استعمال اور اس کی کیفیت و کمیت کا اندازہ کرنا نہیں جانتا تو مُرشدِ کامل ایسے طالبِ صادق کی اس طرح تربیت کرتا ہے اور خُدائے لایزال کی طرف رہنمائی کرتا ہے کہ وہ ہر ایک سے، حتیٰ کہ اپنی ذات سے بھی کٹ کر صرف اُسی ایک کا ہو جاتا ہے اور ہر بندِ عشق سے آزاد ہو کر عشقِ الٰہی میں گرفتار ہو جاتا ہے۔

طالبؔ مرشد کی اس ہمہ گیر، پُوری اور مکمل تربیت کی بدولت خُدائے قدوس کے بغیر نہ کسی کو جانتا، نہ پہچانتا اور نہ دیکھتا ہے۔ اُس کے خیال کے بغیر اور کسی خیال کو ذہن میں آنے نہیں دیتا اور نہ کوئی فکر اُسے دامن گیر ہوتی ہے۔

سالک عاشق بھی ہے اور مُرشد عاشق بھی۔ یعنی خُود بھی عشق میں گرفتار ہے، اور عشق کی چنگاری بھڑکانے والا بھی۔

حدیثِ قدسی میں آیا ہے کہ

خُداوند کریم نے جناب داؤد نبی علیٰ نبینا و علیہ الصّلوات والسّلام سے فرمایا:

"اے داؤد! مجھے بھی اپنا دوست بناؤ۔ میرے دوستوں کو بھی اپنا دوست بنالے اور میرے بندوں کو میری دوستی کی طرف دعوت دو۔"

---

[۱] دستور السالکین صفحہ ۵۶،۵۷

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

جناب داؤدؑ نے عرض کیا :
"بارِ الہٰا ! میں تمہیں دوست بنا سکتا ہوں۔ تیرے دوست کا دوست بن سکتا ہوں، لیکن لوگوں کو تمہاری دوستی کی طرف کیسے بلاؤں ؟"

خُداوند کریم نے جواب میں فرمایا :-
"داؤد ! اگر تم میرے بندوں کے سامنے میری نعمتوں کا تذکرہ کرو گے اور میرے احسانات یاد دلاؤ گے تو اس سے میرے بندوں کے دلوں میں دوستی کا جذبہ پیدا ہوگا !"

جناب محمدِ عربی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا :
"مجھے اُس ذات کی قسم ہے کہ جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے، تم میں سے مجھے سب سے زیادہ محبوب وہ ہیں جو لوگوں کے دلوں میں خُداوند کریم کی محبت پیدا کرتے اور محبوبانِ خُدا بننے کی تلقین کرتے ہیں۔ یہ لوگ زمین والوں کے لئے خیر خواہ اور بھلائی چاہنے والے ہیں۔"

اور یہی پاک باز ـــــ جن کا تذکرہ اُوپر کی حدیث میں کیا گیا ـــــ مشائخِ کرام کہلائے جاتے ہیں۔ یہی مشائخ و مرشد ہیں جو پیغمبروں کی نیابت کرکے لوگوں کے دل حُبِ الٰہی سے معمور و آباد کرتے ہیں۔

شیخِ کامل مُرید کو اُسی راستہ پر چلاتا ہے جو رسولؐ کا بتایا ہُوا راستہ ہے، جس میں اتباعِ رسولؐ اور پیروئ سُنت کا جتنا زیادہ جذبہ ہوگا وہ اُتنا ہی خُدائے تعالےٰ کے نزدیک ہو سکتا ہے، کیونکہ خُدائے تعالےٰ کا ارشاد ہے :

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

{ کہدیجئے اگر تم اللہ کو محبوب رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تم سے محبت کریگا }

بندگانِ خدا کو محبوبِ حق بنانے کا ذریعہ تزکیۂ نفس ہے۔ نفس کی پاکیزگی ہی سے آئینۂ قلب میں جلال و جمالِ خُداوندی مُنعکس ہوتا ہے اور نُورِ توحید جلوہ گر ہوتا ہے سالک تزکیۂ نفس ہی سے ایسی بصیرت حاصل کرسکتا ہے جس کی وساطت سے خُداوند کریم کے جلال و جمال کا مُشاہدہ کر سکتا ہے اور یہی تزکیہ محبتِ خُداوندی کے بڑھنے کا باعث بنتا ہے۔

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection of Adovcate Showkat

ارشادِ خداوندی ہے :

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا ۔ کامیاب اُس نے حاصل کی جس نے نفس کو پاک کیا،

جس دِل میں معرفتِ خداوندی پیدا ہوتی ہے وہ دُنیا کی ناپائیداریوں اور قباحتوں کے باعث اس سے متنفر اور آخرت کی پائیداریاں اور خوبیوں کے سبب اُس کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ یہ خوش بخت، فنا ہونے والی دُنیا پر، ختم نہ ہونے والی آخرت کو ترجیح دیتا ہے، اور دُنیا کو مرکزِ جدّ و جہد بنانے کی بجائے لذائذِ آخرت کو محورِ زندگی بناتا ہے [۱]

تشبّہ کے نتائج

"شرعۃ الاسلام" میں آیا ہے کہ

حضورِ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ

"جب کوئی شخص کسی جماعت کے ساتھ اُن کے اعمال کی وجہ سے محبت کرے گا تو کل قیامت کے روز اُس کا حشر بھی ان ہی کے ساتھ ہوگا اور ان ہی کا سا حساب لیا جائے گا؛ اگرچہ اس کے اعمال اس جماعت کے جیسے نہ ہوں!"

ایک اور حدیث میں جناب رسُولِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ:

"جو کوئی کسی جماعت یا قوم کے ساتھ مشابہت کرتا ہے، وہ اُن ہی میں سے ایک ہے، اگرچہ اُس کے اعمال اُن کے جیسے نہ ہوں!"

جناب شیخ حمزہ مخدوم علیہ الرحمہ اس حدیث کی روشنی میں فرماتے ہیں کہ

"اگر کوئی سالک بزرگوں کی پوری پیروی نہ کر سکے، پھر بھی اپنی استعداد و طاقت کے مطابق ہی بزرگوں کے طریقہ کو اپنانے کی کوشش کرے۔ جس طرح شہسواروں کے ساتھ پاپیادہ بھی چلنے لگتے ہیں، جن میں لنگڑے بھی ہوتے ہیں، اندھے بھی ہوتے ہیں اور کمزور جسم والے بھی ہوتے ہیں۔

---

[۱] دستور السالکین ص۶۱

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

چناں چہ عربی میں مثل مشہور ہے کہ

جو کوئی تیز رَو ہوگا، وہ تھک تو ضرور جائے گا مگر منزل پر جلدی ہی پہنچے گا۔ اور کمزور اور لنگڑا بھی ان کے پیچھے آہستہ آہستہ اور مقدور بھر قدم اُٹھا اُٹھا کر منزل کو جا لے گا، اگرچہ دیر ہی سے پہنچ جائے گا۔[1]

قبروں کی زیارت کیوں کرنی چاہیئے؟

مشکوٰۃ شریف میں آیا ہے کہ

جناب سرورِ کونین صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے ایک روز اپنے صحابیوں سے فرمایا کہ "میں نے تم کو قبروں کی زیارت کرنے سے منع کیا تھا۔ لیکن اب تمھیں اجازت دی جاتی ہے کیونکہ اس سے تمھارے اندر دُنیا سے بے رغبتی پیدا ہوگی اور آخرت یاد آئے گی۔"

حضرت ابُوہُریرہ رضی اللہ عنہ، روایت کرتے ہیں کہ جناب نبی پاک ؐ نے قبروں پر جانے والیوں پر لعنت کی ہے۔ امام ترمذی رح فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح حسن ہے۔"

بعض علماء کا خیال ہے کہ یہ وعید اُس دَور میں سُنائی گئی تھی جب سبوں یعنی مردوں اور عورتوں کو قبروں پر جانے سے ممانعت کی گئی تھی۔ لیکن بعد میں یہ قدغن مرد اور عورت دونوں کے لئے اُٹھ گئی۔

بعض علماء کا خیال ہے کہ عورتوں میں چونکہ صبر و ضبط کا مادہ نہیں ہوتا اور وہ گریہ و زاری کثرت سے کرتی رہتی ہیں، اسی لئے اُنھیں قبروں پر جانے سے منع کیا گیا ہے۔

اُمّ المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہیں کہ

"جب بھی میں اپنے حجرۂ مُقدسہ ـــــ جس میں میرے مُقدس سرتاج جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم اور والدِ بزرگوار حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ، آرام فرما ہیں ـــــ چلی جاتی تھی تو سر ڈھانکنے کی ضرورت محسوس نہ کرتی۔ لیکن جب فاروق

---

[1] دستور السالکین صفحہ ۶۲

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

حامل رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ وہاں آسودہ ہوئے تو جنابِ عمر کی حیا کی وجہ سے پوری ملبوس ہو کر چلی جاتی ہوں۔"

"سراج الہدایہ" میں آیا ہے کہ:

جناب نبی پاک صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم نے فرمایا:- "جس نے میری اولاد میں سے کسی ایک کی زیارت کی، اُس نے گویا میرا ہی دیدار کیا۔ اور جو میری زیارت سے فیض یاب ہوا، خدائے تعالےٰ نے اُس پر مغفرت و رضا کے دروازے کھول دیئے اور اسے عذابِ جہیم سے آزاد کیا۔"

خواجہ عبد اللہ انصاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:-

"اے عزیز! درویشوں اور خدا دوستوں کی ہمت کے طفیل صاحبِ درد اور مردِ کامل بننے کی کوشش کرو، اور ان کے مزارات کی برکات سے دِل کی دُنیا بدل ڈالو تاکہ تمہارا چہرہ (عشقِ خداوندی اور خوفِ آخرت سے) زرد ہو جائے اور دِل دُنیا سے بیزار۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ "احیائے العلوم" میں زیارتِ قبور اور دُعائے میت کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

"عبرت پکڑنے اور نصیحت حاصل کرنے کے لئے نیکوکاروں کی قبروں پر جانا مستحب ہے یہ مقامات، برکات کا موجب بھی ہیں اور عبرت حاصل کرنے کا ذریعہ بھی! جنابِ رسولِ پاک ؐ نے پہلے تو قبروں پر جانے سے منع فرمایا تھا لیکن بعد میں آخرت کی یاد تازہ کرنے اور قیامت کو یاد رکھنے کے لئے اس کی اجازت دی گئی۔ مگر اس شرط پر کہ قبروں پر کوئی بے معنی اور فضول کلام نہ کیا جائے!"

جناب نبی پاک صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم اپنی والدۂ محترمہ کی قبر پر چلے گئے تو اُس دن سے زیادہ آپ ؐ کو کبھی گریہ و زاری کرتے ہوئے اور روتے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔ فرمایا: "مجھے والدہ کی قبر کی زیارت کرنے کی اجازت دی گئی مگر مغفرت مانگنے کی نہیں۔"

ابنِ ملیکہ رضؓ کہتے ہیں کہ میں نے اُمّ المومنین رضؓ کو ایک روز قبرستان سے آتے ہوئے دیکھا۔ میں نے عرض کیا ــــ "اُمّ المومنین! آپ کہاں سے تشریف لا رہی ہیں؟" فرمایا: "اپنے بھائی عبد الرحمٰن رضؓ کی قبر سے۔" میں نے عرض کیا۔ "کیا جناب سرورِ کائنات صلی اللہ

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

علیہ وآلہٖ وسلّم نے اس سے منع نہیں فرمایا ہے؟" جواب دیا: ہاں! لیکن بعد میں اجازت بھی دی۔ البتہ یہ ضروری نہیں کہ عورتیں بھی اس حکم میں آجائیں! کیوں کہ عورتیں مقبروں پر جاکر فضول کلام بھی کرتی ہیں اور گریہ وزاری بھی۔ علاوہ ازیں بازار میں سے عورتوں کا چلنا بھی موزوں نہیں۔ زیارتِ مقابر تو سُنّت ہے لیکن جب اتنے خطرات ہوں تو اُسے ترک کرنا ہی اولیٰ ہے۔ ہاں اگر عورت ایسے کپڑے پہن کر چلی جائے کہ کسی کے لئے اُس کی ذات باعثِ کشش نہ بن جائے اور وہ لوگوں کے لئے مرکزِ نگاہ نہ بنے تو کوئی مضائقہ نہیں مگر اس شرط پہ کہ مقبروں پر نہ بات چیت کی جائے اور نہ گریہ وزاری۔"

حضرت شیخ علاؤ الدولہ سمنانی علیہ الرحمہ سے سوال کیا گیا کہ:۔

"جب بدن مٹی میں بے حس ہوتا بلکہ مٹی بن جاتا ہے اور رُوح بدن سے نکلی ہوئی ہوتی ہے اور عالمِ ارواح میں کوئی پردہ حائل نہیں تو پھر کسی قبر پر ہی جانے کی کیا ضرورت ہے؟ کیونکہ رُوح ہر جگہ موجود ہے۔ اور ہر مقام پہ اس کی طرف توجہ کی جاسکتی ہے! تو پھر قبرِ میت پہ جانے میں کیا فائدہ ہے؟"

فرمایا:۔ بہت ہی فائدے ہیں۔ ایک یہ کہ جب کسی کی زیارتِ قبر کے لئے جائیں تو اُس کی خاک میں بھی حس پیدا ہوتا اور صاحبِ قبر متوجہ ہوتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگرچہ ارواح کے نزدیک ساری دُنیا ایک ہی جیسی ہے اور عالمِ ارواح میں کوئی حجاب بھی نہیں مگر پھر بھی جس بدن کے ساتھ رُوح نے ساٹھ ستّر سال گزارے ہوں، اور جس بدن کے ساتھ کل محشر میں رُوح نمودار ہوگی اور اُٹھائی جائے گی تو لازمی بات ہے کہ عالمِ ارواح میں بھی رُوح کا تعلق اُسی بدن کے ساتھ ہوگا۔ اور بدن اور وہ مقام، جہاں بدن کو دفنایا گیا، رُوح کے زیرِ نظر ہی رہتا ہوگا۔ اور دوسرے مقامات سے زیادہ اُسی مقام کے ساتھ لگاؤ ہوگا۔"

اس سلسلہ میں ایک کہانی بھی ہے کہ

ایک دفعہ میں حضرت جُنید قدس اللہ سِرّہ العزیز کی خلوت گاہ میں خلوت نشین تھا اور خاص ذوق محسوس کیا۔ اس کے بعد وہاں سے نکل کر اُن کی قبر پہ چلا گیا۔ وہاں ایسا ذوق ہاتھ نہ آیا۔ میں نے حضرت شیخ علیہ الرحمہ سے یہ واقعہ بیان کیا۔ فرمایا کہ جس مقام پہ

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

جناب جُنید رحؒ اپنی عُمر کے چند سال رہے ہوں وہاں تمھیں ذوق حاصل ہوا۔ لیکن جہاں ان کا وہ بدنِ مُبارک آسودہ ہے جو ہمیشہ اُن کے ساتھ رہا ہے وہاں کیوں یہ چیز حاصل نہ ہو سکی۔ دراصل بات یہ ہے کہ تمھاری توجّہ میں کوئی کمی ہو گی۔ آخر جب اُس خرقہ سے لذّتِ رُوحانی حاصل کی جا سکتی ہے جو کسی اہلِ دِل کا لباس رہا ہو تو بدن سے ذوقِ رُوح کیوں حاصل نہیں ہو سکتا؟ کوئی شخص جناب محمدؐ عربی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی رُوحانیت کی طرف متوجّہ ہو گا تو فائدہ اُٹھا سکتا ہے لیکن اگر مدینہ مُنوّرہ میں پہنچے گا تو آپؐ کی رُوحانیت سے فیض یاب ہونا تو زیادہ ہی یقینی ہے۔ رَزَقَنَا اللّٰہُ ذَالِکَ (اللہ تعالےٰ ہمیں زیارتِ مدینہ نصیب کرے، آمین!)

"نفحات الانس" میں ہے کہ

"بزرگوں کی زیارت کرنے کا مقصد ہونا چاہیئے خداوند کریم کی طرف توجّہ کرنا۔ اور اس توجّہ میں کمال پیدا کرنے کے لئے بزرگ کی رُوح کو وسیلہ بنانا چاہیئے۔ یہ ایسی بات ہے کہ ہم لوگوں کے ساتھ نرمی اور خوش خلقی سے پیش آتے ہیں تاکہ یہ ہمارے لئے خداوند کریم کی رضا کا باعث بن جائے کیونکہ خداوند کریم کی مرضی یہی ہے کہ بندگانِ خدا کے ساتھ نرمی اور خوش خلقی کا طریقہ اختیار کیا جائے۔ اگر اس کے برعکس کوئی آدمی خوش خلقی اور نرم روی کسی دُنیاوی سبب سے یا کسی کے خوف سے ڈر کر اختیار کرے تو یہ ریاکاری اور مکاری ہی ہے خوش خلقی نہیں۔ اسی طرح بزرگانِ دین کی قبروں پر بھی خداوند کریم کا قرب حاصل کرنے کے لئے اور اُس قرب میں بزرگوں کو وسیلہ و ذریعہ بنانے کے لئے جانا چاہیئے نہ کہ کسی اور سبب کے لئے۔"[1]

{مزید بر صفحہ ۲۰۵ ملاحظہ ہو}

---

[1] دستور السالکین صفحہ نمبر ۷۳ — ۷۵

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

اولیائے کرام کے دو۲ گروہ

مشائخ ہمدانیہ میں سے ایک بزرگ نے اپنے رسالہ میں تحریر فرمایا ہے کہ سالک کو اس حقیقت سے خبردار رہنا چاہیئے کہ اولیائے کرام کے دو۲ گروہ ہیں:۔

(۱) محبّاں (۲) محبوباں

محبوبوں کی بھی دو۲ قسمیں ہیں:۔

(۱) مسلوب العقل یا مجذوب (۲) مکلّف بہ شرع (شریعت کے پابند)

پہلی جماعت شریعت کی مکلّف نہیں۔ بے خودی اور مستی نے اُنھیں شرعی پابندیوں سے آزاد کیا ہے۔ ایسے لوگوں کو دیکھنا ہی چاہیئے اور ان کی پیروی و تقلید نہیں کرنی چاہیئے۔

وَلَا یُقْتَدَ اَبِہِمْ وَلَا یُنْکِرُوْہُمْ

{نہ ان کی پیروی کرو اور نہ حقارت}

لیکن دوسری جماعت (ذی ہوش اور شریعت کی پابند جماعت) کی تقلید و پیروی کرنا لازم ہے۔ جاننا چاہیئے کہ اگر بہ تقاضائے بشریت ایسے بزرگوں سے کوئی لغزش بھی سرزد ہو جائے تو یہ چیز ان کے مرتبہ کو کم نہیں کر سکتی اور نہ کوئی خطرہ پہنچ سکتا ہے۔

اِذَا اَحَبَّ اللّٰہُ عَبْدًا لَمْ یَضُرَّہٗ ذَنْبٌ ؕ

{جب خداوند کریم اپنے بندے سے محبت کرتا ہے تو اُسے لغزش کوئی گزند نہیں پہنچا سکتی}[1]

۱؎ دستور السالکین صفحہ نمبر ۸۶

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Advocate Showkat

سیّد العابدینؐ کا جذبۂ بندگی

جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خداوند کریم نے
اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا کی بشارت سناتے ہوئے یہ عظیم خوشخبری بھی سنائی کہ آپ کی زندگی کو ہر لغزش کے داغ و دھبّہ سے پاک وصاف کیا گیا۔ اور آپ معصوم عن الخطاء[1] ہیں۔ اس بشارت کے باوجود سیّد العابدین حضرت امام الاوّلینؐ الآخرین جناب سیّد المرسلین صلوات اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین کبھی بھی اپنے کو بندگی سے آزاد نہیں جانتے تھے بلکہ عمر کے آخری دم تک ریاضت وبندگی کرتے رہے۔

جب یہ اس عظیم المرتبت پیغمبرؐ کی بندگی کا حال ہے تو اُمّت کو خود ہی اپنی بندگی کا اندازہ لگانا چاہیئے

پیر ومرشد کے لئے بھی فرض ہے کہ ہمیشہ مسلسل عبادات وریاضت اور خدا ورسولؐ کی مکمل اطاعت کرتا رہے تاکہ اس کی محنت کا فائدہ اُس کو بھی ملے اور مریدوں کو بھی۔

جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بندگی اور ریاضتِ شاقہ کے پیشِ نظر خداوند کریم فرماتا ہے:۔

طٰهٰ ۚ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰۤى ۙ اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ یَّخْشٰى ۙ

{اے نبیؐ! ہم نے تم پر قرآنِ کریم مشقت کے لئے نازل نہیں کیا، ہاں یہ تذکرہ اور نصیحت ہے اُس کے لئے جو ربّ سے ڈرے}

حضرت میر سیّد علی ہمدانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ:۔

جس طرح تمام مشائخ کرام نے ریاضت وعبادت کی، میں بھی کرتا گیا۔ ان میں سے چند

[1] یعنی ہر گناہ اور لغزش سے پاک

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

ایک کے نتائج دیکھ لئے اور بہت سے قبل کے اس سعادت مندوں پر واضح ہوں گے جو خلوص و صداقت کے ساتھ ہماری پیروی کریں گے۔ ان شاء اللہ العزیز۔[۱]

محبوبانِ خدا کی محبت کی علامت

حضرت خواجہ احمد بغدادی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ

• محبت کسی سے پوری طرح موافقت کرنے کا نام ہے۔ کچھ مغرور اور خود فریب انسان جناب حیدر کرار حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی محبت کا دم بھرتے ہیں مگر اپنے اندر وہ اوصاف پیدا نہیں کرتے جو اوصاف حضرت علی رضؓ پسند فرماتے تھے۔

جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

اُحِبُّ مِنَ الدُّنْیَا ثَلٰثَۃٌ: اَلْاِکْرَامُ لِلضَّیْفِ وَالضَّرْبُ بِالسَّیْفِ وَالصَّوْمُ فِی الصَّیْفِ ۔

(یعنی مجھے دُنیا کی تین چیزیں محبوب ہیں: (۱) مہمان کی عزت کرنا (۲) تلوار سے جہاد کرنا اور (۳) گرمی کی شدت میں روزہ رکھنا

جو لوگ جناب علی رضؓ کے ان پسندیدہ امور کی قدر نہیں کرتے اور اپنے اندر عیب پوشی، حلم، نرم خوئی، پرہیزگاری، عدل و انصاف اور ہر وقت یادِ خدا میں لگے رہنے کے اوصاف پیدا نہیں کرتے (یہ اوصاف جناب علی رضؓ کے اندر موجود تھے اور پسند فرماتے تھے کہ میرے محبوں میں یہ اوصاف پیدا ہوں) بلکہ ان کے برعکس رذائل کی آبیاری کرتے رہتے ہیں، جن سے حضرت علی رضؓ کو سخت نفرت تھی۔ مثلاً ظلم، تکبر، بغض، حسد، حبِ دُنیا، نفس پرستی، جاہ پسندی اور شیطان دوستی وغیرہ۔ ایسے رذائل پسند لوگ کسی صورت میں جناب علی رضؓ کے محبوب نہیں ہو سکتے اور نہ ہی حضرت علی مرتضیٰ رضؓ کو ایسوں کی محبت ہو سکتی ہے۔[۲]

---

[۱] دستور السالکین صفحہ ۸۶ [۲] دستور السالکین صفحہ ۸۷

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

حبلُ اللہ اتباعِ سُنّت کا دوسرا نام

حبلُ اللہ سے مقصد ہے:

سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کے مشائخانِ کرام کی متابعت

کیونکہ اس مقدس سلسلہ کے بزرگوں نے قول، عمل اور حال میں اپنی اپنی ہمت طاقت کے مطابق جناب نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی متابعت و پیروی اور سُنّتِ مقدسہ کی حفاظت کی ہے۔ اس سلسلہ کا پہلا سبق نفی و اثبات ہے جس کا مطلب ہے ماسوی اللہ سے انکار اور معبودِ لاشریک کا اقرار۔

مقاماتِ خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحؒ میں آیا ہے کہ ہمارے سلوک کے مطابق طاغوت ہر وہ امر و حکم ہے کہ جو اللہ کے حکم سے ٹکراتا ہو۔ جو کچھ حق کے خلاف ہے، طاغوت ہے اور اس سے انکار کرنا اور حق کا اقرار کرنا اور خداوند کریم کے حکم کے سامنے سر جھکانا ہمارا مسلک اور ہمارا طریقہ ہے[1]

بندگیِ نفس گمراہی کی جڑ ہے

اَلْهَوٰى عِنْدَ اللّٰهِ اَبْغَضُ مِنْ جَمِيْعِ الْاٰلِهَة

(خداوند کریم کی نظروں میں بدترین معبود جس کی پرستش کی جاتی ہے وہ ہے، ـــــ خواہشِ نفس ـــــ

ارشادِ خداوندی ہے:

---

[1] دستورالسالکین صفحہ نمبر ۸۸

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

اَفَرَأَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰھَہٗ ھَوَاہُ ط

{یعنی اے محمدؐ! کیا تو نے اُس شخص پر غور کیا جس نے خواہشِ نفس اپنا معبود بنائے رکھا ہے؟}

خواہشاتِ نفس کی پرستش کرتے ہوئے بھی بندۂ نفس اپنے کو بندۂ خدا جان لیتا ہے

؎ خواجہ پندارد کہ دارد حاصلے حاصلِ خواجہ بجز پندار نیست

(یعنی خواجہ صاحب کا خیال ہے کہ توشۂ آخرت جمع کر رکھا ہے حالاں کہ بے چارے کے پلّے غرور کے سوا کچھ بھی نہیں پڑا ہے)

حدیثِ مبارک میں آیا ہے:

نَفْسِ عَبْدُ الدُّنْیَا وَعَبْدُ الدِّرْاھِمْ وَعَبْدُ الزَّوْجَۃ

یعنی بندۂ دُنیا، بندۂ دولت اور بندۂ زن ہلاک ہُوا

ہر آدمی کسی نہ کسی ہوس و خواہش کا پرستار ہے۔

ہر چیز کہ اندر دو جہاں بستۂ آنی
آنست ترا در دو جہاں مونس و معبود

{دو دُنیا کے اندر جس کسی چیز پہ تم دل دے بیٹھے، یاد رکھو وہی تمہارا معبود بھی ہے اور مونس بھی!}

ارشادِ خداوندی: فَقَدِ اسْتَمْسَکَ بِالْعُرْوَۃِ الْوُثْقٰی —— کا مطلب یہی ہے کہ آدمی ہر ایک سے کنارہ کشی کر کے خدائے ذُوالجلال کا ہو کے رہ جائے!

یہ ایک حقیقت ہے کہ فریبِ نفس اور خواہشات سے پیر کامل کی رہنمائی کے بغیر بچنا مشکل ہے۔ صاحبِ نظر اور روشن ضمیر رہبر ہی اُن باریک کمین گاہوں کی نشان دہی کر سکتا ہے۔ جہاں جہاں سے شیطانِ نفس، سالک پر حملہ کر کے راہِ خدا سے باز رکھ سکتا ہے، ایسے ہی راہ نما کی دامن گیری کر کے ماسوی اللہ سے مُنہ موڑ کر خدائے جلیل کے ساتھ مکمل وابستگی کا نام عُروۃ الوثقٰی ہے۔

—— خواہشاتِ نفس گاہ گاہ بندگی کا رُوپ دھر کر حملہ کرتی ہیں ——

مقاماتِ خواجہ میں ایک دانشمند کی روایت ہے کہ

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

ایک روز میں نے نفلی روزہ رکھا تھا۔ پھر حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ میری روزہ داری کا کسی کو علم نہ تھا۔ حضرتِ خواجہ نے نوکر کو روٹی لانے کا حکم دیا۔ پھر مجھ سے فرمانے لگے:۔

حدیثِ صحیح ہے کہ بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدُ هَوًى يُضِلُّ

یعنے بدترین بندگی نفس کی بندگی ہے جو گمراہ کرتی ہے۔

پھر اس حدیثِ مبارک کی تشریح کرتے ہوئے فرمانے لگے:

"ہوائے مُضِل ہر اُس عمل کو کہتے ہیں جو حق پر مبنی نہ ہو۔ اتنے میں روٹی آئی۔۔۔ فرمانے لگے: کھاؤ۔ عمر اتنی لمبی ہونی چاہیئے کہ آدمی تجربہ کرے اور پھر عمل۔ ہم نے تجربہ حاصل کیا اور اسی بنا پر تم سے کہتے ہیں کہ کھاؤ!"

حقیقت یہ ہے کہ حضرت خواجہ نے ان ارشادات سے میرے باطن کی ترجمانی کی اور وضاحت فرمائی کہ میرا روزہ مبنی بر "ہوائے نفس" ہی تھا، خالصتاً للہ نہیں![1]

کلمۂ طیّبہ کے فضائل

ترمذی اور ابنِ ماجہ میں ہے کہ

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ تمام اذکار سے بہتر ذکر و وظیفہ ہے اور اس کے چار اسباب ہیں ۔۔۔ (۱) اس میں خداوند کریم کا اسمِ ذات ۔۔۔ اللہ ۔۔۔ شامل ہے اور حدیثِ مبارک کی رُو سے اس گراں قدر کلمۂ طیبہ کے مقابلے میں تمام گناہ قیامت کے روز کم وزن ہوں گے، سوائے شرک کے!

(۲) اس ذکر سے خداوند کریم کی محبت دل میں بڑھ جاتی ہے اور اس طرح ایک بندہ ماسوی اللہ کی محبت سے نجات پاتا ہے۔

(۳) لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کا ذکر شرک کی نجاست سے بچاتا ہے اور شرک کرنا یعنے

[1] دستور السالکین صفحہ ۔

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

خداوندکریم کو ذات و صفات میں شریک ٹھہرانا اتنا بڑا گناہ ہے کہ اس کی مغفرت نہیں ہوسکتی۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ

یعنی ـــــ خداوندکریم شرک کے بغیر جس کی چاہے گا، مغفرت فرمائے گا۔ مگر مشرک کی مغفرت نہ ہوگی۔

جب لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھنے والا خداوندکریم کی وحدانیت اور اس کے لاشریک ہونے کا اقرار کرتا ہے تو وہ خدائے لاشریک کے کامل ہونے اور نقص و زوال سے پاک ہونے کے یقین کا اظہار کرتا ہے۔

(۴) طریقت والوں کے نزدیک اسی کلمۂ طیبہ کی بدولت دیدارِ حق کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ اور یہی نعمت ہے جس کے لئے تمام اربابِ سلوک اور صوفی منش بزرگ ریاضت اور مجاہدہ کرتے ہیں۔

سالک کو جاننا چاہیئے کہ کلمۂ مقدسہ یعنی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا وِرد بندہ ہی کے لیے فائدہ بخش ہے۔ خداوندکریم ذات و صفات میں لاشریک و یکتا ہے، خواہ اس کا کوئی اقرار کرے یا انکار۔ اگر بندہ نے اس حقیقت کا اقرار کیا تو وہ عذابِ آخرت سے بھی نجات پائے گا اور دیدار کی دولتِ عظیم سے بھی سرفراز ہوگا۔

ارشاد ہوتا ہے :

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ حِصْنِیْ وَمَنْ دَخَلَ حِصْنِیْ اَمِنَ مِنْ عَذَابِیْ

یعنی ـــــ لا الٰہ الا اللہ میری پناہ گاہ ہے، جو اس فصیل میں داخل ہوا، میرے عذاب سے بچ گیا ـــــ یہی وجہ ہے کہ تمام محبوبانِ خدا نے اس کلمۂ مقدسہ کو پورے شعور و شرائط کے ساتھ اپنا خصوصی ذِکر بنایا۔ یہاں تک کہ خدائے لاشریک نے انھیں بلند مراتب عطا فرمائے۔

مشائخ کرام نے اس ذکر کا نام ذکرِ چار ضرب رکھا ہے اور اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے:

خداوندکریم نے انسان کو نور و ظلمت کا مرکب بنایا ہے اور کامل و ناقص اوصاف انسانی وجود کے اندر الگ الگ عضو میں ودیعت کر رکھے ہیں اور انسانی جسم کے حدودِ اربعہ میں چار دشمن موجود رکھے ہیں۔

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

پہلا دُشمن "ہوا" یعنی حرص و آز اور خواہش و لالچ ہے۔ یہ ملکہ لاہُوت کا دُشمن ہے اور اس کی جگہ دِماغ ہے۔ اسی مذموم صِفت کا نتیجہ ہے کہ انسان خُدائی کا دعویٰ کرتا ہے ـــــ دوسرا دُشمن "نفس" ہے۔ یہ جبرُوت کا عدُو ہے اور ہوا کے ماتحت۔ اس کی قیام گاہ دایاں پہلو ہے۔

تیسرا دُشمن "شیطان" ہے۔ یہ ملکوت کا مخالف ہے۔ یہ انسان کو ہر وقت غفلت کی طرف لے جاتا اور حق سے دُور کرتا جاتا ہے۔ اس کی جگہ اسفل کی طرف ہے

چوتھا دُشمن "دُنیا" ہے اور یہ ناسُوت کا دُشمن ہے۔ یہ دُشمن ہمیشہ انسان کی نظروں میں بن ٹھن کر آتا ہے اور گمراہ کر ڈالتا ہے۔ اس کا ٹھکانا مقامِ شیطان سے بھی نیچے ہے،

جب سالِک مُرشد کے ہاتھ پر بیعت کر کے ہر گُناہ سے توبہ کرتا اور خُداوند کریم کی طرف رجُوع کرتا ہے۔ دُنیا پر لات مارتا ہے تو تین دُشمنوں ـــــ نفس، شیطان اور ہوا ـــــ کا زور ذِکر سے توڑتا ہے اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہنے سے چاروں دُشمنوں کا اِنکار اور پھر خُدائے واحد کا اقرار کر لیتا ہے۔ ذِکر میں ہر ضرب اُس عضو پر مارتا ہے جو دُشمن کے ٹھہرنے کی جگہ ہے اور اپنے باطن کو دُشمنانِ اربعہ سے پاک کر کے خُداوند کریم ہی کی قیام گاہ بنا لیتا ہے۔

ایسے ہی ذِکر سے مُنہ موڑنا دُنیا و آخرت کے خُسراں کا سبب ہے۔ اَعَاذَنَا اللّٰہ مِنہا[1]

وَلی خُدا کی تعریف

"کشف الاسرار" میں اولیاؑ کی تعریف میں لکھا گیا ہے کہ

"اولیائے کرام شریعت کے عنوان اور حقیقت کے بُرہان ہیں۔ ان کا ظاہر شریعت سے آراستہ اور باطن فقر سے پیراستہ ہے۔"

اولیاؑ اللہ کی تعریف اس طرح بھی کی گئی ہے :۔

---

[1] دستور السالکین صفحہ نمبر ۹۴، ۹۵

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

"اولیاءُ اللہ ایسے لوگوں کو کہتے ہیں کہ جو ایک دوسرے کے ساتھ محض خداوند کریم کی رضا کے لئے محبت کرتے ہیں۔"

اس حقیقت کی تائید اس حدیثِ قدسی سے ہوتی ہے:۔

وَجَبَتْ مُحَبَّتِیْ لِلْمُتَحَابِّیْنَ فِیَّ

{مجھ پر اُن لوگوں کی محبت واجب ہے جو میرے لئے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں}

یہی وہ لوگ ہیں جو ہر قسم کے خوف سے آزاد (بے خوف) ہیں۔

بعض کا کہنا ہے کہ

مومن پرہیز گار اولیاءُ اللہ ہیں اور یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِمَا جَاءَ عِنْدَ اللّٰہِ وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ مِمَّا حَرَّمَ اللّٰہُ لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ لَا تَبْدِیْلَ لِکَلِمَاتِ اللّٰہِ ذٰلِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۵

{یعنی —— جو لوگ اُس پر ایمان لائے جو اللہ کی طرف سے نازل ہوا، اور پرہیز کیا اُن محرمات سے، جن کو خداوند کریم نے حرام فرمایا، اُنھیں دُنیاوی زندگی کے لئے بھی خوش خبری ہو، اور آخرت کے لئے بھی۔ خداوند کریم کے قوانین اور وعدوں میں تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ ایسے ہی لوگوں کی کامیابی، سب سے بڑی کامیابی ہے +}

حضرت شیخ الاسلام رحہ فرماتے ہیں:۔

"ولی را دو بشارت است، در دُنیا شناختن و در عقبیٰ تاختن

ایں جا صفا و وفا آں جا رضا و لقا۔"

{یعنی —— ولی کے لئے دو بشارتیں ہیں، دُنیا میں مالک کو پہچاننا اور عقبیٰ میں مالک کی طرف دوڑنا۔ یہاں وفاداری باخدا، اور صفائی قلب وضمیر، اور وہاں رضائے مولا اور دیدارِ محبوب[ل]}

ل دستور السالکین صفحہ نمبر ۹۸

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

غافلِ محروم

مولانا سعدالدین کاشغری رح فرماتے ہیں :-

خداوندکریم کا فیض ہر ایک تک پہنچتا رہتا ہے اور ہر ذات اپنی اپنی استعداد و اہلیت کے مطابق فیضِ خداوندی سے فیض یاب ہوتی رہتی ہے۔ ہاں وہ لوگ، جو غفلت میں پڑے ہوتے ہیں اُن پر سے فیضِ حق کا گزر ان تو ہوتا ہے مگر وہ بے چارے پھر بھی محروم رہتے ہیں۔[1]

بیابان میں نماز کی فضیلت

"احیائے العلوم" میں آیا ہے کہ

حضرت سعید بن مسیب رح کا ارشاد ہے کہ

جب کوئی مسافر بیابان میں نماز ادا کرتا ہے تو اس کے دائیں بائیں کے فرشتے بھی اُس کے ساتھ نماز میں شامل ہو جاتے ہیں اور اگر نماز سے پہلے اذان بھی دی جائے تو پہاڑوں سے فرشتے اُتر کر اس کا اقتدا کرتے ہیں۔"

جناب شیخ حمزہ مخدوم پاک رحمتہ اللہ علیہ نے بارہا اس حقیقت کا مشاہدہ کیا ہے۔

"ترغیب الصلواۃ" میں ایک حدیث یوں درج کی گئی ہے کہ

اگر کوئی نمازی بیابان میں بغیر اذان کے نماز ادا کرے تو اُس کے ساتھ اپنے ۲ دو فرشتے ـــ کاتبانِ اعمال ـــ نماز پڑھ لیتے ہیں۔ اور اگر اذان بھی دی جائے تو فرشتگان کوہ بھی شمولیت کرتے ہیں۔

اذان سُن کر جب فرشتے نزدیک آتے ہیں تو اللہ پاک کی طرف التجا کرتے ہیں :

---

[1] دستورالسالکین صفحہ ۱۲۱

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Advocate Showkat

"بارِ الہا! یہ تمہارا بندہ تمہارے اور ہم معصوم ہیں ہم کس طرح اس کا اقتدا کر سکتے ہیں؟" ارشاد ہوتا ہے کہ:

"میرے اس بندے سے گناہوں کا بوجھ اتار دو اور پھر اس کے پیچھے نماز پڑھ لو۔" فرشتے حکمِ خداوندی کی تعمیل کرتے ہیں۔ نماز کی ادائیگی کے بعد پھر مناجات کرتے ہیں:۔

"اے خدا! کیا ہم اس کا بارِ گناہ اس پر واپس لاد لیں؟" ارشاد ہوتا ہے:

"نہیں، میں کریم ہوں اور میرے کرم حاتم کو زیب نہیں دیتا کہ اپنے بندے کو گناہوں سے آزاد کرکے اس کی کمزور گردن پھر زیرِ بارِ گناہ کر لوں۔ جاؤ، اس کے گناہ جہنم میں ڈال دو۔ تاکہ گناہ جل پڑیں اور میرا بندہ آزاد ہو جائے۔ اور میری بارگاہ میں پاک و صاف ہو کر آجائے"

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ

"ہر صبح و شام قطعاتِ زمین ایک دوسرے سے بزبانِ حال پوچھتے رہتے ہیں کہ کیا تمہارے اوپر کسی بندۂ خدا نے نماز ادا کی اور اللہ کی یاد کی؟ اگر جواب اثبات میں ملتا ہے تو مبارک دیتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ خداوند کریم کا فضل و احسان ہے"

کوئی بھی ایسا قطعۂ زمین نہیں جس پر کسی بندۂ خدا نے نماز پڑھی ہو، اور اللہ کی یاد کی ہو کہ وہ بارگاہِ ایزدی میں اس کی شہادت نہ دے، ایسے نمازی کی موت پر وہ قطعۂ زمین ماتم کرتی ہے۔[لہ]

ایمانِ بالرُسل کی حقیقت

"نور المعالی" میں ہے کہ

ایمان بالرسل سے یہ مراد ہے کہ انبیائے کرام کے متعلق یہ ایمان و اعتقاد رکھے کہ وہ خداوند کریم کے بندے اور اولادِ آدم نژاد ہیں۔ یہ پاک باز نزولِ وحی سے پہلے بھی کفر و شرک سے پاک اور وحی کے بعد گناہوں سے بے داغ رہے۔ اگر کہیں کوئی حقیر سی لغزش بھی ظاہر

لہ دستور السالکین صہ ۱۲۲

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

ہوئی تو خداوند کریم نے اُسے فوراً پاک فرمایا۔

انبیائے کرام علم، عقل اور عبادت کے کامل و مکمل نمونے ہیں۔ ان کا تھوڑا ہی کثرت کا حکم رکھتا ہے اور یہ مقبول، کامل اور مکمل بندگانِ خدا ہیں۔[1]

خواتینِ اسلام

"مفتاح الجنان" کے بارھویں باب میں ہے کہ

ایک خاتون بہت ہی نیک، پارسا اور صائم الدہر عابدہ تھی۔ حضرت حمزہ بن محمد بلخی اور حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہما ان کی زیارت کے لئے چلے گئے۔ سلام کیا۔ خاتون نے جُوں ہی سلام کا جواب دیا تو دونوں بزرگوں کو اُس کے مُنہ سے نور کی شعاعیں نکلتی ہوئی نظر آئیں۔ حیران ہوکر پوچھا: "بہن! آپ کا کیا شغل ہے؟"

فرمایا:- دو شکر، دو یقین اور دو خوف

ایک شکر اس بات پر کہ خداوند کریم نے اسلام کی دولت عطا فرمائی اور پھر دوسرا شکر اس انعام پر کہ خدائے کریم نے مجھے دیگر ملتوں کی بجائے ملتِ رسولؐ ہی کا فرد بنایا

یقین اس حقیقت پر کہ میں مومنہ ہوں ــــ اور پھر ــــ

اس حقیقت پر بھی یقین کہ خداوند کریم نے ایمان دار مردوں اور ایمان دار عورتوں کے لئے جنّت بنائی اور میرے دل میں اِسی کا میلان ڈال دیا۔

دو خوف اس لئے کہ

ایک تو اُن گناہوں کے لئے جو سرزد ہوگئے رہے ہیں ــــ اور پھر ــــ خوف اپنے خاتمہ و انجام کا کہ انجام کس حالت میں ہوگا؟"

بزرگوں نے کہا:

"خاتون تمھیں مبارک ہو۔ واللہ! تم اس زمانے کے تمام عابدوں اور زاہدوں میں

---

[1] دستور السالکین صفحہ نمبر ۱۲۸

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

بہتر و بزرگ تر ہو۔"

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ

ہم نے جناب سرورِ کونین صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے ساتھ نمازِ عید ادا کی۔ ہمارے ساتھ جناب ابوبکر رضؓ، عمر رضؓ، عثمان رضؓ وغیرہ صحابیانِ کرام تھے۔ عید پر حضورؐ نے پہلے نماز پڑھائی اور پھر خطبہ دیا اور ہم مرد ان کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ اس کے بعد جناب بلال رضؓ کو لے کر عورتوں میں تشریف لے گئے۔ پھر آیت یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ یُبَایِعْنَكَ عَلٰۤى اَنْ لَّا یُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ الخ تلاوت کی۔ پھر عورتوں سے فرمایا: کیا تم یہ احکام قبول کرتی ہو؟" ایک عورت نے جواب دیا۔ "ہاں اے اللہ کے رسول! اس سے بہتر اور کیا ہے؟" فرمایا۔ "تو اللہ کی راہ میں خیرات کرو۔" جناب بلال رضؓ نے چادر پھیلائی۔ تو تمام عورتوں نے صدقہ دینے میں حصّہ لیا۔ اور اپنی بالیاں، انگوٹھیاں وغیرہ نثار کر لیں۔

ارشادِ خداوندی ہے:

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ الخ

"اے نبیؐ! جب تمہارے پاس ایمان دار عورتیں ان وعدوں پر بیعت کرنے کے لئے آئیں کہ وہ (۱) اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گی

(۲) چوری نہ کریں گی

(۳) زنا نہ کریں گی

(۴) اولاد قتل نہ کریں گی

(۵) بہتان نہ باندھا کریں گی ——— اور ———

(۶) معروف میں آپؐ کی نافرمانی نہ کریں گی ——— تو

بیعت کے ساتھ اُن کے لئے اللہ سے مغفرت مانگیں۔ یقیناً خداوند کریم مغفرت کرنے والا اور رحیم ہے۔

جناب عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، روایت کرتے ہیں کہ

جناب سرورِ کونین صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم عورتوں سے بیعت لیتے وقت کوزہ آب منگاتے تھے۔ پھر اپنا دستِ مبارک اس میں ڈال کر عورتوں سے خطاب فرماتے اور شرائطِ بیعت بیان

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

کرتے تھے۔ آپؐ جب اپنا مقدس ہاتھ نکال لیتے تھے تو عورتیں اُس میں ہاتھ ڈال کر بیعت کرتی تھیں ـــــ سُنّتِ رسولؐ کے مطابق مشائخِ کرام بھی عورتوں سے اسی طرح بیعت کراتے ہیں۔ ہاں گاہ گاہ چادر کے کنارے پکڑوا کر بھی بیعت لی جاتی ہے، کیونکہ یہ بھی مسنون طریقہ ہے۔[1]

اِسلامی معاشرہ میں پردہ کی اہمیّت

ارشادِ خداوندی ہے:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ الخ ـــــ (سورۂ نور)

یعنی ـــــ اے نبیؐ! مؤمن مردوں سے کہو کہ اپنی نظریں بچا کر رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔ یہ اُن کے لئے زیادہ پاکیزہ طریقہ ہے۔ جو کچھ وہ کرتے ہیں، اللہ اس سے باخبر رہتا ہے۔ اور اے نبیؐ! مؤمن عورتوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں بچا کر رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ سنگار نہ دکھائیں، بجز اس کے، جو خود ظاہر ہو جائے! اور اپنے سینوں پر اپنی اوڑھنیوں کے آنچل ڈالے رہیں۔ وہ اپنا بناؤ سنگار ظاہر نہ کریں مگران لوگوں کے سامنے ـــــ شوہر، باپ، شوہروں کے باپ، شوہروں کے بیٹے، بھائی، بھائیوں کے بیٹے، بہنوں کے بیٹے، اپنے میل جول کی عورتیں، اپنے مملوک، وہ زیردست مرد، جو کسی اور قسم کی غرض نہ رکھتے ہوں۔ اور وہ بچّے، جو عورتوں کی پوشیدہ باتوں سے ابھی واقف نہ ہوئے ہوں! وہ اپنے پاؤں زمین پر مارتی ہوئی نہ چلا کریں کہ اپنی جو زینت انھوں نے چُھپا رکھی ہو، اُس کا لوگوں کو علم ہو جائے! اے مؤمنو! تم سب مل کر اللہ سے توبہ کرو۔ توقع ہے کہ فلاح پاؤ گے![2]

---

[1] دستور السالکین صفحہ نمبر ۱۳۲، ۱۳۳

[2] (ان آیاتِ طیبات میں پردہ کی جو تفصیلی ہدایات دی گئی ہیں اُن کی مزید تشریح کے تفہیم القرآن جلد سوم از صفحہ ۳۷۹ تا صفحہ ۳۹۳ کا مطالعہ فرمائیں۔ موجودہ دور میں مسلمانوں کا معاشرہ جس پستی کو گر چکا ہے، ہمارا فرض ہے اُس سے خود نکلنے اور مسلمانوں کو نکالنے کے لئے ہم پر فرض

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

رُوحانی رشتہ

"عوارف" میں آیا ہے کہ

"مُرید اپنے شیخ کا ایسا جزو بنتا ہے جس طرح بیٹا باپ سے صُلبی رشتہ رکھتا ہے اور مُرید یا شاگرد اپنے شیخ یا اُستاد کے ساتھ معنوی رشتہ۔ گویا شیخ بھی باپ کے مانند ہے۔"

حضرت شیخ ابوالنجیب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے:

وَلَدِیْ مَنْ سَلَکَ طَرِیْقِیْ وَاھْتَدیٰ بِھَدَایَتِیْ ۝

"جس نے میری راہ اختیار کی اور میری رہنمائی قبول کی، وہ میرا فرزند ہے۔"

جس طرح باپ کے ذراتِ صُلبی اولاد کی طرف مُنتقل ہوتے جاتے ہیں اور جہاں ان کا انتقال بند ہو جائے وہاں سلسلۂ نسب منقطع ہو جاتا ہے۔ اسی طرح مشائخ کی طرف سے تعلیم و ادب اور تہذیب و احوال مُریدوں اور شاگردوں کی طرف مُنتقل ہوتے ہیں اور اس سے اُن میں رُوحانی رشتہ قائم ہو جاتا ہے۔ جہاں یہ طریقہ رُک جائے وہاں گویا یہ رشتہ ختم ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خُداوند کریم نے جناب نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے متعلق فرمایا کہ اُن کی اولاد ہم نے کثرت سے پیدا کی اور پیدا ہوتی رہے گی۔ حالاں کہ حضور کا کوئی فرزند نرینہ نہ تھا۔ یہاں اولاد سے مُراد رُوحانی اولاد ہیں اور اس کے برعکس کافروں یعنے ابُوجہل، ابُولہب، عاص بن وائل، نضر بن حارث وغیرہ کے متعلق ارشاد ہوا کہ اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَرُ ۝ یعنے اے نبیؐ! تیرا دُشمن ابتر یعنے لاولد ہے حالاں کہ ان سبھوں کی اولاد تھی۔ مگر ان کے اصول و طریقِ کار کا کوئی علمبردار اور خدمت گزار

بقیہ حاشیہ: ہوتا ہے کہ اُن احکام کی تفصیل سے آگاہ ہو جائیں جن کی مُصنفِ تفہیم القرآن ابوالاعلیٰ مودودی نے آیاتِ الٰہی اور احادیث کی روشنی میں تشریح کی ہے۔ خُداوند کریم ہمیں حق سمجھ کر اُس پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے! آمین!!)

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

ان کے پیچھے نہ رہا۔ اس طرح گویا ان کی نجاست ختم ہوئی اور ان کا کوئی نام لیوا باقی نہ رہا اور ان کی نسل ختم ہوئی۔ ؎

مسلمان خاوند کی ذمّہ داریاں

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ "کیمیائے سعادت" میں لکھتے ہیں کہ

خاوند پر فرض ہے کہ اپنی عورت کو نماز و طہارت اور انفاس و حیض وغیرہ شرعی احکام کی تعلیم دے۔ اگر کوئی خاوند اپنے اس فرض سے کوتاہی برتے گا تو عورت کو چاہیئے کہ علم و دین سیکھنے کے لئے معلّم کی طرف رجوع کرے اور علم شریعت کی تعلیم حاصل کرے جو عورت علمِ دین حاصل نہ کرے گی، گنہگار ہوگی۔

خداوند کریم کا ارشاد ہے کہ

یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْآ اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا ؕ

(اے ایمان والو! اپنے کو اور اہل و عیال کو جہنم کی آگ سے بچاؤ!)

مقاتل بن سلیمان اس آیت کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ

خدائے تعالیٰ ایمان داروں کو حکم دیتا ہے کہ خود کو اور اہل و عیال کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔ مطلب یہ ہے کہ ایمان دار مرد و عورت پر فرض عائد ہے کہ وہ علمِ دین سیکھ لیں تاکہ جہنم کی آگ سے بچ جائیں!

حضرت امامِ اعظم، امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ "کتابِ اُصول" میں فرماتے ہیں:

"اگر ایک نامحرم مرد متقی اور خدا ترس ہو تو اس کے سامنے عورت کا آنا جائز ہے، مگر اُس محرم رشتہ دار کے پاس جانا سراسر ناجائز ہے جو فاسق و فاجر ہو۔"

حضرت فاطمہ و حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما اصحابِ صفّہ کے پاس جاتی تھیں لیکن اپنے کافر رشتہ داروں ابوجہل و ابوالحارث کی اولاد کے پاس نہیں جاتی تھیں جب کہ وہ فاسق و

؎ دستور السالکین صفحہ ۱۳۳، ۱۳۴

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

کانفرنتیے[۱]

جنابِ مخدومؒ کی نصیحت پاکی نگاہ

حضرت مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ بیعت کے وقت جب اپنے مریدوں کو گذشتہ گناہوں سے توبہ کرواتے تھے۔ پھر یہ نصیحت کرتے تھے:۔

"اپنے ہر عضو کو گناہوں سے بچانا چاہیئے۔ صاف و پاک رہنا چاہیئے۔ آنکھ سے نامحرم عورتوں پر شہوت بھری نظر نہ ڈالنی چاہیئے۔ اگر کوئی بڑی عمر کی بیگانہ عورت پاس آئے گی تو اُسے ماں جاننا چاہیئے۔ ہم عمر کو بہن اور چھوٹی عمر والی کو اپنی لڑکی تصور کرنا چاہیئے۔ بیگانہ عورت پر بُری نظر ڈالنا ہی بدترین گناہ ہے اور قابلِ مواخذہ جرم ہے۔"

آپ اکثر یہ بھی فرماتے تھے کہ

"بیگانہ عورت کو پاک نظروں سے دیکھنے کی نصیحت مجھے اکثر اپنے والدِ بزرگوار فرماتے تھے۔ پھر جب میں اپنے پیرِ کامل کی خدمتِ اقدس میں پہنچا تو اُنھوں نے بیعت کے وقت یہی نصیحت فرمائی۔"

"تیسیر الاحکام" میں ہے کہ

مومن کو چاہیئے کہ مرد یا عورت کے جسم کے اُن حصوں پر عمداً نظر نہ ڈالے جو ستر میں شامل ہیں۔ کسی خوب صورت جوان لڑکے (امرد) پر بھی نظرِ شہوت ڈالنا حرام ہے[۲]

خداوند کریم کا ارشاد ہے۔

يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ

{خداوند کریم خیانتِ چشم سے بھی واقف ہے اور اُن تمام بھیدوں سے جو تمہارے سینوں میں چھپے ہوئے ہیں}

تیسیر الاحکام کے مصنف نے عمداً کا لفظ اس لئے استعمال کیا کہ نظر سہو ڈالنا قابل

---

۱ دستور السالکین صفحہ ۱۳۵

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Advocate Showkat

مواخذہ نہیں۔ ارشادِ نبوی ہے:۔

اَلنَّظْرَةُ الْاُوْلیٰ لَکَ وَالثَّانِیَۃُ عَلَیْکَ

{ پہلی نظر اگر پڑے تو مواخذہ نہیں، البتہ دوسری نظر عمداً ڈالنا جرم ہے } [۱]
ساتھ ہی ارشاد ہوتا ہے کہ

قابلِ مواخذہ صرف وہ نظر ہے جو شہوت سے ڈالی جائے۔ شفقت و محبت اور جرد مبنی بر درست نیت نگاہ ڈالنا کوئی گناہ نہیں [۲]

مسلمان کو توہین آمیز اور حقیر نظر سے دیکھنا بھی جرم ہے۔

"کیمیائے سعادت" میں ہے کہ

خداوند کریم کسی بھی بندہ کا غرور و تکبر پسند نہیں فرماتا۔

جنابِ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مسکین اور بیوہ عورتوں کی دادرسی کرتے اور اُن کے مطالبات پورے کرتے تھے۔ گویا حضورؐ نے عملاً یہ تعلیم دی کہ کوئی بھی بندۂ خدا اس لائق نہیں کہ اُسے حقارت کی نگاہ سے دیکھا جائے۔

کسی بھی مومن کو بہ نظرِ حقیر نہ دیکھنا اس لئے بھی ضروری ہے کہ کیا معلوم کہ اللہ کے ہاں کس کا رُتبہ کیا ہوگا۔ کیونکہ یہ منشائے خداوندی ہے کہ وہ اپنے محبوبوں کے اصلی حالات پوشیدہ رکھ لیتا ہے

جنابِ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب بھی لوگوں سے، حتیٰ کہ بچوں اور بوڑھوں سے گزرتے تھے تو سلام کرنے میں پہل کرتے تھے [۳]

---

[۱] اقبال مرحوم کا ارشاد ہے: سہوِ نظر حلال ہے، قصدِ نظر حرام

[۲] پاکیِ نظر پہ زور دیتے ہوئے اقبال یوں فرماتے ہیں ؎

دِل سوز سے خالی ہے نگہ پاک نہیں ہے ؎ پھر اس میں عجب کیا کہ تو بے باک نہیں ہے

[۳] دستور السالکین صفحہ نمبر ۱۳۶

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Advocate Showkat

نفلی روزہ

مفتاح الجنان کی روایت ہے کہ

ایک آدمی حضرت ابن عباس رضؓ کے پاس آیا اور روزوں کے متعلق دریافت کیا۔ آپ رضؓ نے فرمایا کہ:۔

"اگر روزۂ داؤدؑ رکھنا چاہتے ہو تو ایک دن روزہ رکھا کرو اور ایک دن ناغہ کیا کرو۔ یعنی ہر دوسرے دن روزہ دار رہا کرو۔ اگر روزۂ سلیمانؑ کے خواہاں ہو تو ہر مہینے کے پہلے تین دنوں کے روزے رکھا کرو، اگر روزۂ مریمؑ کی خواہش ہے تو دو دن روزہ اور ایک دن ناغہ کیا کرو۔ اگر روزۂ عیسیٰؑ رکھنے کا خیال ہے تو ہمیشہ روزہ دار رہا کرو۔ اور اگر روزۂ سید البشر جناب محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم رکھنا چاہتے ہو تو ایامِ بیض یعنی ہر ہجری ماہ کی ۱۳، ۱۴ اور ۱۵ تاریخ پر روزہ رکھا کرو۔[۱]

روزوں کی حقیقت

"رشائل: لاتقیاء" میں ہے کہ:۔

"اہلِ طریقت کے نزدیک آنکھ کا روزہ حرام نظر نہ ڈالنا اور شہوت بھری نگاہ سے نہ دیکھنا ہے۔ کان کا روزہ یہ ہے کہ غیبت، لا یعنی اور فضول کلام سننے سے پرہیز کیا جائے، زبان کی روزہ داری یہ ہے کہ جھوٹ، بہتان، افتراء، گالم گلوچ، فضول گوئی اور بے ہودہ کلامی سے باز رہے۔ اور دل کا روزہ یہ ہے کہ خانۂ دل کو ماسوی اللہ اور غیر حق سے پاک وصاف کیا جائے۔

---

[۱] دستور السالکین صفحہ ۱۳۸

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

جناب عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوات والسلام فرماتے ہیں کہ

إِذَا صُمْتَ فَلْيَصُمْ سَمْعُكَ وَبَصَرُكَ وَلِسَانُكَ ـــــ یعنی ـــ

(اگر تو روزہ دار ہے تو کانوں، آنکھوں اور زبان کو روزہ دار رکھ لے)

یہی وہ روزہ ہے جو اہلِ طریقت کے ہاں مقبول اور پسندیدہ ہے۔

کیمیائے سعادت میں ہے کہ:۔

جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اُمّ المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ ـــــ "جنّت کا دروازہ کھٹکھٹانے سے کبھی باز نہ آجاؤ۔"

اُمّ المومنین رضؓ نے عرض کیا۔ "اے محبوبِ خدا! کیسے کھٹکھٹاؤں؟" جواب میں فرمایا:۔

الصَّوْمُ جُنَّةٌ مِنَ النَّارِ ـــــ یعنی ـــــ "روزہ آگ سے بچنے کی ڈھال ہے۔"

احیائے العلوم میں مذکور ہے کہ

قَالَ لِلْجَنَّةِ بَابٌ يُقَالُ لَهُ الرَّيَّانُ لَا يَدْخُلُهُ إِلَّا الصَّائِمُوْنَ وَ هُوَ مَوْعُوْدٌ بِلِقَاءِ اللّٰهِ فِي جَزَاءِ صَوْمِهٖ

یعنی ـــــ جنّت کا ایک دروازہ ہے جسے ریّان کہتے ہیں اور اُس میں سے کوئی بھی داخل نہیں ہوسکے گا، سوائے روزہ داروں کے۔ اور روزہ دار کو روزوں کی جزا میں دیدارِ خدا کا وعدہ کیا گیا ہے۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ الْإِفْطَارِ وَ فَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ الْجَبَّارِ ۔

حضورؐ کا ارشاد ہے کہ

"روزہ دار کے لئے دو مسرتیں ہیں، ایک مسرت اُسے روزہ کھولتے وقت حاصل ہوتی ہے اور ایک محبوب آقا کے دیدار کے وقت حاصل ہوگی۔"

"تمہیداتِ القاضی" میں ہے کہ

روزہ خدا کی صفت ہے۔ اسی لئے ارشاد ہوا:

الصَّوْمُ لِيْ وَ أَنَا أَجْزِيْ بِهٖ ۔ روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا ہوں

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Advocate Showkat

ان ہی حقائق کے پیشِ نظر روزہ کی حقیقت یہ ہے کہ

روزہ دار صفاتِ حیوانی ترک کرکے خدائی اوصاف اپنے اندر پیدا کرلے۔ کل قیامت کے روز کسی شخص کے خلاف جب کوئی مُدعی خداوند کریم کے دربار میں دعوےٰ دائر کرے گا اور یہ دعویٰ مبنی بر حق ہوگا۔ مدّعا علیہ کے پاس اعمالِ نیک کے بغیر کچھ نہ ہوگا تو اُس کے اعمالِ حسنہ کا ثواب مُدعی کو دیا جائے گا، سوائے روزہ کے۔ کیونکہ روزہ کی جزا رضائے الٰہی ہے، ہر اطاعت کی جزا جنت اور جنت کی نعمتیں ہیں مگر روزہ کی جزا ذاتِ خداوندی ہے

"عوارف" میں ہے کہ

"جناب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے دوستوں کے ساتھ کچھ تناول فرما رہے تھے۔ اتنے میں جناب بلال حبشی رضی اللہ عنہ، تشریف لائے اور وہ روزہ دار تھے۔ جناب رسولؐ نے فرمایا ـــــ ہم یہاں اپنا رزق کھاتے ہیں اور بلال رضؓ کا رزق جنت میں ہے"[1]

ریا شرکِ اصغر ہے

ارشادِ نبویؐ ہے کہ

"بدترین اور خوفناک ترین حالت ـــــ جس کا مجھے اپنی اُمت میں پیدا ہونے کا خطرہ ہے ـــــ دو بیماریاں ہیں ـــــ

ایک یہ کہ کوئی مومن روزہ رکھے اور پھر کسی نفسانی خواہش کے تحت روزہ توڑ ڈالے، دوسری بیماری شرکِ اصغر ہے۔" عرض کیا گیا ـ "اے نبی خدا! شرکِ اصغر کیا ہے؟" فرمایا ـــــ "ریا"[2]

برادرانِ رسولؐ

نورالمعانی میں درج ہے کہ ہمدانی ایک طویل حدیث روایت کرتے ہیں کہ

---

[1] دستور السالکین صفحہ ۱۴۲-۱۴۳ [2] دستور السالکین صفحہ ۱۴۲

Digitized By eGangotri
Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ

"اے ابو ذر! کیا تُو میرا غم و فکر دیکھ لیتا اور اس پر غور کرتا ہے اور کیا تمھیں معلوم ہے کہ میرے دل میں کس کا شوق ہے؟" صحابی نے عرض کیا۔ اے اللہ کے نبی! مجھے اپنے غم و فکر کی خبر دیجیئے!" پھر فرمایا: "آہ! بھائیوں کا شوقِ ملاقات، جو میرے بعد آئیں گے، اُن کا کام پیغمبروں کا کام ہوگا اور وہ خداوند کریم کے نزدیک شہیدوں کا مرتبہ حاصل کریں گے۔ وہ لوگ رضائے مولیٰ کی خاطر اپنے ماں باپ اور بھائی بہنوں سے بھاگ جائیں گے۔ اللہ کے گھر میں جمع ہوں گے اور اللہ کی محبت میں غمگین و اندوہگین ہوں گے۔ ان کے دل اللہ کی طرف مائل ہوں گے، ان کی رُوحیں اللہ کی جانب سے ہوں گی اور ان کا علم خدائے تعالیٰ کی طرف سے ہوگا۔"

اس کے بعد حضور نبی کریم نے فرمایا:

اے ابو ذر! میں ان کی مُلاقات کے لئے بے قرار ہوں۔" پھر آپ نے اپنا سر مبارک جُھکایا اور پھر اُوپر اُٹھایا اور آپ کی مُقدّس آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے۔ پھر فرمایا: "آہ! بھائیوں کا شوقِ مُلاقات۔" نیز ارشاد ہوا کہ

"قیامت کے روز یہ لوگ میری آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچائیں گے۔" پھر یہ آیت پڑھی:

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ ۔ یعنی ۔

{خبردار! اللہ کے دوستوں کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ کوئی غم}

ایک اور مقام پر آپ نے فرمایا کہ

"میری اُمّت کی مثال بارش کی سی ہے۔ معلوم نہیں اس کا آغاز بہتر ہے یا انجام!"

اس حدیث میں خیر و بہتر سے مُراد اس کی نفع رسانی ہے۔ جہاں تک کُلّی فضیلت کا تعلق ہے، وہ تو صحابۂ کرام ہی کے لئے مخصوص ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ جناب امام ابُو حنیفہ رضی اللہ عنہ، اگرچہ صحابۂ کرام کے بعد آئے لیکن دین کے مسائل اور فقہی تدوین میں وہ عمومی افادیت رسانی ثابت ہوئے۔

صحابۂ کرام وہ اولوالعزم اور اربابِ ہمت ہستیاں ہیں جنھوں نے نبی اکرم کی جان و مال سے مدد کی۔ آپ کے دین کو بڑھاوا دیا اور ہر وقت آپ کی اطاعت میں سرگرمِ عمل رہے

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

اور یہی وہ خوش نصیب ہیں جن کے لئے مبشرِ اعظم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم نے فرمایا،

"أَصْحَابِي كَالنُّجُومِ بِأَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمْ اهْتَدَيْتُمْ ٥

"میرے دوست ستاروں کے مانند ہیں، اُن کی پیروی تم لوگوں کے لئے باعثِ ہدایت ہے"

ایک اور موقعہ پر فرمایا:-

مَثَلُ أَصْحَابِي فِي أُمَّتِي كَالْمِلْحِ فِي الطَّعَامِ لَا يَصْلُحُ إِلَّا بِالْمِلْحِ "

"میری اُمّت میں میرے دوستوں کی مثال کھانے میں نمک کی سی ہے۔ کھانا پُرلطف اور مزے دار معلوم نہیں ہوتا جب تک کہ اُس میں نمک ڈال دیا جائے" [۱]

آلِ رسولؐ

حضرت انس بن مالک رضؓ سے روایت ہے کہ

حضورِ پُرنور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم سے پُوچھا گیا۔ آلِ محمدؐ کون ہیں؟" فرمایا۔ تم نے مجھ سے وہ سوال کیا ہے جو تم سے پہلے مسلمانوں نے کیا۔ آلِ محمدؐ ہر تقی، پاک باز اور قلبِ سلیم والا مسلمان ہے۔"

شیخ ابو عبداللہ نے فرمایا کہ

اہلِ بیتِ رسولؐ وہ لوگ ہیں جو رسولِ پاکؐ کی راہ اختیار کریں، جیسا کہ ارشادِ نبویؐ ہے: وَلَدِي مَنْ سَلَكَ طَرِيقَتِي ٥ میرا فرزند وہ ہے جو میری راہ پر چلا۔ یہی وہ راست باز اور صدیقین ہیں جن کے طفیل آسمانوں سے برکتیں نازل ہوتی ہیں اور جو پاک باز دفعِ مصائب و معجزات اور کشائشِ رزق کا باعث ہیں۔ ان ہی کے دم سے نظامِ عالم قائم ہے۔ جب ان میں کوئی دُنیا سے اُٹھتا ہے تو خداوند کریم اُس کی جگہ ایک اور کو خلق فرماتا ہے +

بعض علماء کا کہنا ہے کہ

آل تین قسموں پر مشتمل ہیں:-

---

[۱] دستورالسالکین صفحہ ۱۴۴، ۱۴۵

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

(۱) صُوری یعنی جو نسلاً رسُول ؐ کی اولاد ہو۔

(۲) معنوی یعنی جو پرہیز گاری اور خدا ترسی کی وجہ سے رسُولِ پاکؐ کے ساتھ رُوحانی رشتہ رکھتا ہو۔

(۳) صُوری و معنوی: جو نسلاً بھی رسُول ؐ کی اولاد ہو اور رُوحانی بھی۔

تیسری قسم کی اولاد ہی افضل ہے اور ان کی افضلیت اظہر من الشمس ہے۔

جناب مقداد بن الاسود رضؓ روایت کرتے ہیں کہ

"حضورِ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ

"آلِ محمدؐ کو پہچاننا، جہنم سے آزادی کا ذریعہ ہے۔"

آلِ محمدؐ کی محبت صراط پر سے گُذرنے کا سبب ہے؛ اور

آلِ محمدؐ کی دوستی عذاب سے بچنے کا وسیلہ ہے۔"

جو کوئی آلِ محمدؐ کی محبت پر مرا، اُس کی مغفرت ہوئی۔

جو کوئی آلِ محمدؐ کی عزت و محبت دِل میں رکھ کر چل بسا، اُس کی قبر پر جنت کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور آلِ محمدؐ کی محبت پر جان دینا بھی اہلِ سُنت والجماعت کا مسلک ہے۔ خداوند کریم ایسے شخص کی قبر کو فرشتوں کی زیارت گاہ بنائے گا؛ اور جو کوئی آلِ محمدؐ کی عداوت و بُغض لے کر مرا، وہ جنت کی بُو تک نہ سُونگھے گا۔[۱]

مُتّقی کسے کہتے ہیں؟

شریعت کی رُو سے مُتّقی ایک ایسے مومن کو کہتے ہیں جو تمام اعضاء کو گناہوں سے پاک رکھے اور جس کا ظاہر برائیوں اور گناہوں میں لت پت نہ ہو۔

طریقت میں مُتّقی اُس پاک باز کو کہتے ہیں جس کا ظاہر بھی گناہوں سے بچ جائے اور باطن بھی۔ نہ ظاہر میں کوئی گناہ کرے اور نہ دِل میں گناہ کے خیال کو بھی آنے دے۔

---

[۱] دستور السالکین صہ ۱۴۵، ۱۴۶

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

——— اور ——— حقیقت کی رُو سے مُتقی اُس مردِ کامل اور صاحبِ عزم کو کہتے ہیں جو ظاہر کو بھی ماسوی اللہ کے داغوں سے پاک کرے اور باطن کو بھی۔ ظاہر کو دُنیا اور ہوس ہائے دُنیا سے بچائے رکھے اور باطن کو لذائذِ اُخروی سے۔ یعنی جس کی عبودیت و بندگی خالصتاً لِلّٰہ ہو۔ [۱]

خلفائے راشدینؓ کا بلند مرتبہ

کتاب صحائف میں مندرج ہے کہ

حقیقت یہ ہے کہ خلفائے اربعہ (ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ اور علیؓ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین) میں ہر ایک خلیفہ لائق صد توقیر و تحسین ہے۔ اللہ کے ہاں بھی ان کا رتبہ بہت بلند ہے۔ ان میں سے ہر ایک کے اوصافِ حمیدہ کی الگ الگ تعریفیں کی گئی ہیں، کسی ایک کو بہ نظرِ حقارت دیکھنا یا طعنہ دینا باعثِ کُفر ہے کیونکہ جناب نبیِ عربی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کی مدح سرائی کی ہے، اس لئے اُنھیں بُرا بھلا کہنا حقیقتاً رسُولِ پاک کی توہین کرنے کے برابر ہے۔ اَعاذَنا اللّٰہ مِنھا۔ [۲]

مومن کے خلاف کدورت

"عوارف" میں بالاسناد حدیث شریف ہے کہ

---

[۱] علامہ اقبال فرماتے ہیں ؎

جس کا عمل ہو بے غرض اُس کی جزا کچھ اور ہے
حُور و خیام سے گزر، بادہ و جام سے گزر

(بال جبریل صفحہ ۷۶)

حضرت شیخ کاملی کشمیری زبان میں فرماتے ہیں ؎

کوٗہ آو ژینہ کُن بے غرضیے کُس آسہ دِیسَہ ایژ وسعت
جنتکہ طمعہ، دوزخہ بییے دیہ چھیٖ کران عبادت (مترجم)

(دستورالسالکین صہ ۱۴۶)

[۲] دستورالسالکین صہ ۱۴۸

Digitized By eGangotri
Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسولِ پاک ؐ نے فرمایا:۔

"اے فرزند! اگر تم سے ہو سکے کہ صبح و شام اس طرح گزرے کہ تمھارے دل میں کسی کے خلاف کوئی کھوٹ نہ ہو تو تمھیں ایسا کرنا چاہیئے۔ یعنی دل میں کسی کے خلاف کدورت نہیں رکھنی چاہیئے۔" پھر فرمایا:۔

"اے عزیز! یہی میری سُنّت ہے اور جس نے میری سُنّت زندہ کی، اُس نے مجھے ہی زندہ رکھا! اور جس نے مجھے زندہ رکھا، وہ میرے ساتھ جنّت میں ہوگا۔"

"اے خدا! ہماری اور ہمارے اُن بھائیوں کی مغفرت فرما، جو ہم سے پہلے ایمان لے کر دُنیا سے چل بسے۔ اے خدا! ہمارے دلوں میں ایمان داروں کے خلاف کوئی کھوٹ اور کدورت نہ آنے پائے۔ اے پروردگار! تو ہی شفیق بھی ہے اور رحمت والا بھی۔"[1]

موت سے پہلے موت

ارشادِ نبوی ؐ ہے:

"موت سے پہلے مرجاؤ تاکہ کبھی نہ مرو گے!"

یعنی نفسانی خواہشات اور لذائذِ دُنیا سے اس سے پہلے ہی دست بردار ہو جاؤ کہ موت تم سے یہ سب کچھ چھین لے۔ رضائے الٰہی کو رضائے نفس پر ترجیح دو۔ نفس کے مرغوبات کو محورِ زندگی نہ بناؤ۔ یہی موتِ ارادی ہے۔

جو کوئی نفس کی پسندیدگی کو اللہ کی پسندیدگی پر ترجیح دیتا ہے وہ زندہ نہیں، مُردہ ہے ـــــ حدیث شریف میں آیا ہے کہ

صدیقِ اکبر رضؓ حضور نبی کریم ؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ؐ نے فرمایا۔ "اگر کوئی مُردہ کو زمین پر چلتا ہوا دیکھنا چاہتا ہے تو اس کو دیکھ لے۔"

جو شخص موتِ ارادی کی بجائے طبعی موت مرتا ہے، یعنی مرتے دم تک دُنیا کے ساتھ چمٹا رہتا ہے، یہ وہ بدقسمت ہے کہ جس کے متعلق کہا گیا ہے:

---

[1] دستور السالکین صفحہ نمبر ۱۵۳

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

وَیْلٌ لِّمَنْ انتبھہ بَعْدَ الْمَوْتِ ٥ ویل اور افسوس ہو اس پر، جو موت کے بعد بیدار ہوا ـــــ یعنی ـــــ زندگی غفلت میں گزاری اور فرشتۂ اجل دیکھ کر ہوش میں آیا۔[1]

ارشاداتِ جنابِ امیرِ کبیر رح

جناب امیر کبیر میر سید علی ہمدانی قدس اللہ سرہ العزیز اپنی تصنیف ـــــ رسالۂ امیریہ ـــــ میں تحریر فرماتے ہیں کہ

حمد و صلواۃ کے بعد الطرق الی اللہ بعدد انفاس الخلائق

نفوسِ خلائق کے برابر خدا کی طرف جانے کے راستے ہیں، لیکن حقیقتاً یہ تین ہی طریقوں پر مشتمل ہیں۔

پہلا طریقہ اربابِ معاملات کا ہے اور یہ عامۃ المسلمین کا طریقہ ہے۔ اس کا تعلق ظاہری اعمال سے ہے۔ مثلاً نماز پڑھنا، روزہ رکھنا، تلاوت قرآن کرتے رہنا، حج و زکواۃ کا فریضہ ادا کرنا وغیرہ وغیرہ۔ یہ وہ راستہ ہے جس سے وصلِ رب متعذر و دشوار ہے۔

دوسرا طریقہ مجاہدین اور پاکانِ ملت کا ہے اور پاکیزگیٔ اخلاق، صفائی قلب، تعمیرِ سیرت، تبدیلیٔ باطن اور تجلیٔ روح اس کی خصوصیتیں ہیں۔ قرآن پاک کی اصطلاح میں ان اوصاف کے حاملین کا نام مقتصدین ہے۔ یہ گروہ تھوڑے ہی افراد پر مشتمل ہے۔

تیسرا طریقہ سائرانِ حضرت صمدیت کا ہے۔ یہ اُن پاک بازوں کا طریقہ ہے جو بے پناہ شوق، جذباتِ قلب اور جنون و عشق کی گرمی کے زور سے منزلِ محبوب کی طرف پرواز کرتے رہتے ہیں۔ یہی وہ اولوالعزم اور اربابِ ہمت ہیں جو طبعی موت سے پہلے ہی ارادی موت سے خود کو ہم کنار کرتے ہیں۔ یہ بلند ہمت دُنیا اور مرغوباتِ دُنیا سے دست بردار ہو کر ارشادِ نبوی ؐ ـــــ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا حَتّٰی لَا تَمُوْتُوْا اَبَدًا ـــــ (یعنی مرنے سے پہلے مرو، پھر کبھی نہ مرو گے) کی عملی تفسیر بن جاتے ہیں۔

یہ سعادت مند اپنے لئے جو قصرِ سعادت تعمیر کرتے ہیں، اُس کی دس بُنیادیں ہیں:۔

---

[1] دستور السالکین صـ ۱۵۳

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

(۱) توبہ: نہ صرف گناہوں سے واپس آنا بلکہ ہر بُری خواہش کو دِل کی پُوری رضامندی اور شعور کی بیداری کے ساتھ اُس طرح چھوڑ بیٹھنا، جس طرح موت کے وقت آدمی ہر ایک شئے سے کٹ جاتا ہے۔ ہر آرزو، قول اور عمل کو ترک کرنا جو بندہ اور خُدا کے درمیان حائل ہو۔ نہ مراتبِ دُنیا کے لئے پریشان ہونا اور نہ منازلِ آخرت کے لئے، یہاں تک کہ اپنی ہستی سے بھی دست بردار ہونا

(۲) زُہد: زُہد کے معنی صرف دُنیاوی لذائذ کو چھوڑ بیٹھنا ہی نہیں بلکہ اُخروی ناز و نعم کو بھی وجہِ بندگی نہ بنانا۔ بلکہ خالصتاً لِلّٰہ میدانِ جہاد میں کُود پڑنا ـــــ اَلدُّنْیَا حَرَامٌ عَلٰی اَھْلِ الْاٰخِرَۃِ وَالْاٰخِرَۃُ حَرَامٌ عَلٰی اَھْلِ الدُّنْیَا وَھُمَا حَرَامَان عَلٰی اَھْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی ـــــ یعنی ـــــ

"آخرت پسندوں پر دُنیا اور دُنیا پرستوں پر آخرت حرام ہے اور محبوبانِ خدا کے لئے دونوں (دُنیا و آخرت) حرام ہیں"

(۳) توکّل: تمام وسائل و ذرائع سے اس طرح ہاتھ اُٹھانا جس طرح ایک مُردہ جبراً ہر وسیلہ و ذریعہ سے محروم ہو جاتا ہے۔ خُداوند کریم پر مکمل اور پُورا پُورا بھروسہ کرنا توکّل ہے۔

(۴) قناعت: کھانے پینے اور لباس و مکان کو بقدرِ ضرورت استعمال میں لانا۔ زیادتیوں اور تکلّفات کو موت سے پہلے ہی خیر باد کہنا۔

(۵) پیرِ کامل اور مُربّی کی صحبت کے بغیر ہر ایک کی مصاحبت سے کنارہ کش ہونا۔ اور اپنے حواس کو اس طرح مُعطّل جاننا جس طرح کہ ایک مُردہ حواس سے بے بہرہ ہو جاتا ہے، چونکہ تمام آفاتِ رُوحانی اور امراضِ قلبی، حواسِ خمسہ (آنکھ، کان، ناک، زبان، لمس یعنی چھُونا) ہی سے انسان کی رُوح و قلب تک سرایت کرتے ہیں۔ اس لئے سالک کو عُزلت اور یکتائی اختیار کر کے آفاتِ قلبی سے اپنے کو بچانا چاہیئے۔ اور یہ بالکل اس طرح ہونا چاہیئے جس طرح کہ مریض کو جلاب (دارُوی مُسہل) دے کر اس کے بدن سے موادِ غلیظہ کو خارج کیا جاتا ہے تاکہ جسم اخلاطِ فاسدہ سے پاک و صاف ہو جائے، جب ہی دَوا اپنا اثر دکھا سکتی ہے۔

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

(۶) ذکر ۔ مُردہ جس طرح ہر ایک کی یاد چھوڑ بیٹھتا ہے، اسی طرح سالک کو چاہیئے کہ ہر ایک کی یاد سے دِل پاک کر کے مولائے حقیقی کی یاد میں مست و مگن رہے ۔

سالک پر لازم ہے کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا وِرد کرتا رہے ۔ نفی و اثبات سے دِل کو زندگی بخشے ۔ لَا اِلٰہ کہہ کر ہر معبودِ باطل کو ترک کرے، دِل کو بُرے اخلاق، گندے خیالات اور رذائل سے پاک کرے ۔ کبر، کینہ، بُغض، حسد، لالچ، غرور اور ریاکاری وغیرہ عیوب کو دِل سے نِکال پھینکے ۔ اللہ کے بغیر کسی ایک کو اپنا معبود و مسجود، مالک و آقا اور حاجت روا و مُشکل کُشا نہ جانے ۔ پھر اِلَّا اللّٰہ کے نُور سے صاف و پاک دِل کو نُورانی کرتا رہے، یہی نفی و اثبات ہے !

نفی و اثبات کے شعور سے قلبِ سالک ظلماتِ کثرت سے نجات پاکر نُورِ وحدت سے روشن اور نُورانی ہو جاتا ہے ۔ اور پھر رُوح ــــ جو خلیفۂ حق ہے ــــ حق کے جمال و کمال سے سرفراز کی جاتی ہے ۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ سالک اسی دُنیا میں قیامت کے منظر کا مشاہدہ کرتا ہے ۔

ارشادِ خداوندی ہے کہ

یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ ۰ قیامت کے روز یہ زمین دوسری زمین میں تبدیل ہو گی ــــ تبدیلیٔ زمین کا نظارہ آج ہی سالک اپنی آنکھوں سے دیکھتا اور حواس سے محسوس کرتا ہے ۔ جمالِ خُداوندی ذاکر (یعنی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا ذِکر کرنے والا) کے سامنے اس طرح جلوہ گر ہوتا ہے کہ وَ ھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ (یعنی وہ خدا تمھارے ساتھ ہے جہاں بھی تم ہو گے) کا رُوح پرور نظارہ فرحتِ جگر اور سکونِ قلب بخشتا ہے ۔

(۷) توجہ ــــ جس طرح ایک مُردہ ہر ایک سے کٹ کر خدا ہی کی طرف جبراً پلٹایا جاتا ہے ۔ بالکل اسی طرح سالک دِل کی رضا کے ساتھ ہر ایک کا خیال دِل و دِماغ سے نِکال کر خُدا کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے ۔ خُداوندکریم ہی کو اپنا مرکزِ توجہ اور محورِ عشق بنا لیتا ہے ۔ یہاں تک کہ مقامِ پیغمبری بھی پیش کیا جائے تو قبول نہ کرتے ہوئے آگے کو بڑھتا جاتا ہے ۔ اس کی بلند ہمتی خدائے قدوس ہی کے لئے وقف ہو جاتی ہے ۔[لہ]

لہ بقولِ اقبالِ مرحوم ؎ در دشتِ جنونِ من جبرئیل زبوں صیدے
یزداں بہ کمند آور اے ہمتِ مردانہ !

Digitized By eGangotri
Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

سید الطائفہ حضرت ابوالقاسم جنید قدس اللہ سرّہ العزیز فرماتے ہیں :۔

"اگر سالک ہزار سال راہِ خدا میں قدم اُٹھاتا چلا جائے، پھر ایک ہی لحظہ غفلت کی غنودگی اُس پر طاری ہو جائے تو اتنا نقصان کر بیٹھے گا کہ ایک ہزار سال کی ریاضت و عبادت اُس کی تلافی نہیں کر سکتی۔"[۱]

(۸) صبر۔ ریاضت، مجاہدات اور عبادت پر ثابت قدم رہنا اور کسی بھی وقت اپنے کو بندگی سے الگ نہ جاننا صبر ہے۔ نفس کو مسلسل عبادت اور لگاتار ریاضت سے گناہوں کی آلائشوں اور آلودگیوں سے اس طرح پاک کرے جس طرح موت کے بعد گنہگار کو جہنّم کی آگ میں پاک و صاف کیا جائے۔

اگر نفس یہاں مجاہدات و ریاضت کی سختیاں صبر و استقلال اور ثابت قدمی سے برداشت نہ کرے تو کل اسے جہنّم کی آگ پر صبر کرنا ہی پڑے گا۔ اس لئے اپنے باطن کو پاک و صاف کرنے کے لئے یہاں کی صعوبتیں ہی برداشت کرنا سالکِ باللہ کا کام ہے۔

(۹) مراقبہ۔ ریاضت و عبادت بلکہ زندگی کی تمام دلچسپیوں اور جد و جہد کا مطمحِ نظر ذاتِ الٰہی کو بنانا اور توحید کے سمندر میں غوطہ زنی کرکے اسی ایک کا ہو کے رہنا، پھر انوارِ الٰہی کے مشاہدہ میں گم ہو جانا مراقبہ کہلاتا ہے۔ یہ بہت بڑا مقام ہے۔ خداوند کریم اپنے فضل و کرم سے جسے نوازے، تو یہ مقامِ بلند حاصل کر سکتا ہے۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝

(۱۰) رضا: اپنی رضا پر رضائے الٰہی کو ترجیح دینا سالک کا فرض ہے۔ سالک کو چاہیے کہ مُردے کی طرح اپنی تمام دلچسپیوں اور دل کو بہلانے والی خواہشات و تمناؤں سے کنارہ کش ہو کر صرف اللہ پاک کی رضا جوئی محورِ حیات بنالے۔ نفس کی ہر چاہت سے مُنہ موڑے اور اللہ کی مرضی میں گم ہو جائے اور سکونِ قلب حاصل کرے اگرچہ رضائے الٰہی، منشائے نفس کے خلاف ہی کیوں نہ پڑے! ایسے رضا بالقضا جذبہ کا عوض جو کچھ خداوند کریم عطا فرماتا ہے، اسی کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے :۔

۱؎ عرفی کا شعر ہے ؎ رفتم کہ خار از پا کشم محمل نہاں شد از نظر
یک لحظہ غافل گشتم و صد سالہ راہم دور شد (مترجم)

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri
Collection Of Advocate Showkat
Digitized By eGangotri
Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

اعطاء مالا عین رأت ولا اذن سمعت

یعنی وہ بخشش، جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی ہو، نہ کسی کان نے سُنا ہو۔

ارشادِ خداوندی ہے:

اَوَمَنْ کَانَ مَیْتًا الخ — کیا وہ جو مُردہ تھا اور ہم نے اُسے زندگی دی اور ایسا نور عطا کیا جس سے کہ وہ لوگوں میں چلنے پھرنے لگا۔ کیا یہ خوش نصیب ایسا ہی ہے جیسا کہ وہ بدنصیب، جو تاریکیوں میں بھٹکا ہوا پھرے۔ اور وہ اس تاریکی سے نکلنے نہ پائے۔

ایک انسان کا ضمیر ذمائم اور قبائح، بدیوں اور بُرائیوں کی تاریکی و ظلمات میں ڈوب کر رہ جاتا ہے۔ پھر متذکرہ بالا اوصاف ہی اُسے ان تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف لا سکتے ہیں۔ اور حیاتِ جاودانی سے ہم کنار کر سکتا ہے۔ نیک بخت، بلند مقام حاصل کرتا ہے۔ اس کے ساتھ وہ بدبخت کیا برابری کر سکتا ہے کہ جو بیابانِ غفلت میں بھٹکتا پھرے اور تونیا ایمان و حلاوتِ حکمت سے زندگی بھر محروم رہے۔

جَعَلَنَا اللّٰہُ وَاِیَّاکُمْ مِمَّنْ سعد بطاعتہٖ وَ فَازَ بِمَحَبَّتِہٖ اِنَّہٗ قَرِیْبٌ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی[۱]

موت و زندگی کا راز

"خزانۃ الجلال" میں آیا ہے کہ

حضرت سیدالسادات فرماتے ہیں کہ

"جو دِل کثرتِ گناہ سے زنگ آلودہ ہو جائے، محبوبانِ خدا کی نظروں میں ایسا دِل زمینِ مُردہ کے مانند ہے۔ اگرچہ زمین کو موت نہیں آتی لیکن ایک ایسا قطعۂ زمین، جس سے لوگ نفع نہ اُٹھا سکیں اور جس میں سے فائدہ مند نباتات کی رُوئیدگی نہ ہو، زمینِ مُردہ کہلاتا ہے۔

بالکل اسی طرح گنہگار اور غفلت سے بھرا ہوا دِل بھی خواہشات و وساوس کا گہوارہ

---

[۱] دستور السالکین صہ ۱۵۴-۱۵۸

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Advocate Showkat

بن جاتا ہے۔ نہ خود نفع کما سکتا ہے اور نہ اوروں کے لئے فائدہ بخش ہو سکتا ہے۔

ارشادِ خداوندی ہے:

اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنَا الخ جو مُردہ تھا ہم نے اُسے زندہ کر دیا۔ مطلب یہ کہ جو دل مشاغلِ دُنیا میں غرق ہو کے رہ گیا تھا، اور پھر اُسے ذکرِ حق اور عشقِ حبیب سے ہم نے حیاتِ جاودانی عطا کی۔

زمینِ مُردہ، پانی دینے اور سینچنے سے دوبارہ زندگی پالیتی ہے، بالکل اسی طرح دلوں کو استغفار اور اللہ پاک سے بار بار معافی مانگنے سے زندگی اور کلمۂ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کا وِرد کرنے سے روشنی حاصل ہوتی ہے۔

جنابِ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا فرمان ہے:

لِكُلِّ شَيْءٍ صَقَالَةٌ وَصِقَالَةُ الْقَلْبِ ذِكْرُ اللهِ تَعَالٰى

(ہر چیز کے لئے صیقل ہے اور دلوں کی صیقل ذکرِ اللہ ہے)

محبوبانِ خدا کا کہنا ہے کہ

موت خواہشاتِ نفس کی غلامی کا نتیجہ ہے اور زندگی محبتِ خداوندی کا ثمر۔

موت دیدارِ خدا سے حجاب کا دوسرا نام ہے اور زندگی معرفتِ الٰہی کا پھل۔

"کشف الاسرار" میں آیا ہے کہ

حیاتِ معرفت کچھ اور ہے اور حیاتِ بشریت کچھ اور۔

دُنیا والے حیاتِ بشریت سے زندہ ہیں اور دوستانِ خدا حیاتِ معرفت سے۔

حیاتِ بشریت کا انجام موت ہے۔ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ (ہر نفس موت چکھنے والی ہے) حیاتِ معرفت موت کی دسترس سے بالاتر۔ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً (ہم اُسے پاک زندگی عطا کرتے ہیں)

اسی لئے کہا گیا ہے:

اَلْمُؤْمِنُ حَیٌّ فِی الدَّارَیْنِ (مومن دو دُنیاؤں میں زندہ ہے)

نمیرد آنکہ جانش تو باشی
خوشا جانیکہ جانانش تو باشی

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

شاہ کرمانی علیہ الرحمہ اَوَمَنْ کَانَ مَیْتًا الخ کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ
"زندگی تین چیزوں سے حاصل ہوتی ہے :-

(۱) از خلق عزلت — لوگوں سے کنارہ کشی اختیار کرنا
(۲) با حق خلوت — خُداوند کریم کے ساتھ یکسوئی حاصل کرنا
(۳) دوامِ ذکر با زبان و دل — دِل و زبان سے ہمیشہ اللہ کی یاد کرتے رہنا"[۲]

فضیلتِ ذکر بعد از فجر

فضیلتِ ذکر کے بارے میں جو متعدد احادیث موجود ہیں اُن میں سے سُنن ابوداؤد کی ایک حدیث ہے کہ

جنابِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ :
"بے شک جو مُومن صُبح کی نمازِ باجماعت پڑھنے کے بعد سُورج طلوع ہونے تک خدائے تعالیٰ کی یاد میں لگا رہا، وہ مومن میری نظروں میں اُس شخص سے زیادہ عزیز ہے، جو بنو اسماعیلؑ کے چار افراد آزاد کرے۔"

سُنن ترمذی میں ہے کہ
"جو کوئی صُبح کی نمازِ باجماعت ادا کرے آفتاب طلوع ہونے تک یادِ خدا کرتا رہا اور پھر سُورج کے چڑھ جانے کے بعد نماز کی دو[۲] رکعتیں ادا کیں، اُس نے حج اور عُمرہ کا پُورا پُورا ثواب حاصل کیا۔"

صحیح مُسلم میں ہے کہ
"جب ایک جماعت یادِ خدا کرنے بیٹھ جاتی ہے تو فرشتے اُن کا احاطہ کرتے ہیں اور اُن پر رحمت کا نزول ہوتا ہے اور اُنھیں طمانیتِ قلب اور سکونِ دل عطا کیا جاتا ہے۔ خُداوند

حاشیہ صفحہ گزشتہ: ۱ اقبال مرحوم فرماتے ہیں ؎
از مرگ ترسی : اے زندہ جاوید، مرگ است صیدے تو در کمینی
جانے کہ بخشند دیگر نگیرند، آدم بمیرد از بے یقینی
۲ دستور السالکین صفحہ ۱۵۸—۱۵۹

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

کریم بھی ان کی یاد اپنوں کے سامنے کرتا رہتا ہے۔

کشف و کرامت کوئی معیار نہیں

لوگوں کی چار قسمیں ہیں:۔

(۱) فُسّاقِ اشرار (۲) صُلحائے اخیار (۳) زُہّادِ ابرار اور (۴) عُشّاقِ شطّار

(۱) فُسّاقِ اشرار یعنے شہواتِ نفسانی میں پھنسے ہوئے اور شیطانی وسوسوں میں گھرے ہوئے لوگ

(۲) صُلحائے اخیار۔ اطاعت گزار بھی اور صالح بندے بھی۔ لیکن مباحات کے لذائذ سے بھی مستلذذ ہوتے ہیں اور یہ خواہش خطراتِ نفسانی کا نتیجہ ہے۔

(۳) زُہّادِ ابرار۔ آخرت کے طالب ہوتے ہیں۔ دُنیا پر آخرت ہی کو ترجیح دیتے ہیں۔ ان کا کام عبادت، اطاعت اور ریاضت شاقہ کے بغیر اور کچھ نہیں۔ اور یہ نتیجہ ہے خطراتِ ملکیہ کا۔

(۴) عشّاقِ شطّار۔ یہ وہ لوگ ہیں جو زُہد و ریاضت اُن ہی عبادات کی ادائیگی کو جانتے ہیں جن کی شریعت میں تاکید کی گئی ہے۔ نوافل کا کوئی اہتمام نہیں کرتے۔ کشف و کرامت کی اُن کے نزدیک دانۂ جَو کی بھی قدر نہیں۔

ان بلند ہمتوں کے نزدیک خاص لباس یعنی قلندرانہ پوشاک پہننا یا کوئی خاص غذا استعمال کرنا محض گمرہی ہے۔ یہ پاک باز نہ عوام کی تعریف کی پرواہ کرتے ہیں اور نہ توہین و تذلیل کی۔ عوام کی تعریف یا تردید کی طرف توجّہ کرنا ہی ان کے نزدیک بطالت و ضلالت ہے؛

مختصر یہ کہ یہ ایک ایسی جماعت ہے جن کا اصول

اَلتَّوَجُّہُ اِلَی اللّٰہِ وَالْاِعْرَاضُ عَمَّا سِوَی اللّٰہ

(اللہ کی طرف توجّہ کرنا اور غیر اللہ سے مُنہ موڑنا)

ایسی کیفیت کو خطرۂ سلیمانی کہتے ہیں۔ یہ خوش قسمت ہر وقت نورِ حضور میں غرق ہوتے ہیں اور اللہ کی محبت کے سوا ہر ایک بندھن سے آزاد۔

اَللّٰہُ وَلَاسِوَاہُ مقصود اللہ اور اس کے بغیر کسی سے غرض نہیں۔ ان کا اصول

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

زندگی اور مقصدِ حیات ہے!

کشف و کرامت کے متعلق یہ محبوبانِ خدا کہتے ہیں کہ

ہر کہ او از کشفِ خود گوید سخن — کشفِ او در اکفش کن بر سر بزن
آنکہ باشد از کرامت ہاش لاف — سگ شمارندش کہ گوید حاف حاف
وانکہ ایں کس را خریدار است و یار — او خریدار و ولیکن خر سوار
ہاں وہاں غافل مباش و با خودی — چوں بخود آئی تو باشی با خدای

یعنی جو کوئی اپنے کشف کے متعلق ڈینگیں مارتا ہے، جوتا نکال کر اس کے سر پر دے مارو۔ جو کوئی کرامت کی لاف زنی کرتا اور اپنی کراماتوں کا پرچار کرتا پھرتا ہے، یقین جان لے کہ وہ بھونکنے والا کتا ہے۔

اب جو کوئی ایسے کشف و کرامت والوں کا مرید و خریدار بنتا ہے وہ حقیقتاً گدھے پر سوار ہے۔

خبردار، خبردار، ہوش میں آجاؤ۔ خود شناس ہو جاؤ۔ جب ہوش میں آکر اپنے کو پہچانو گے تو پھر خدا کی معیت اختیار کرو گے۔ پھر تو خدا کا بنے گا اور خدا تمہارا بنے گا![1]

ذکر اللہ کی فضیلت

حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ارشادِ خداوندی سناتے ہیں کہ

جب ایک بندہ پر میری اطاعت غلبگی کرتی ہے اور وہ عبادت میں منہمک ہو جاتا ہے تو میری یاد میں لذت محسوس کرتا ہے۔ اور میں اپنی یاد سے اُسے لذت بخشتا ہوں؛ وہ مجھے دوست رکھتا ہے اور میں اُسے۔ میں اُس حجاب کو رفع کرتا ہوں، اُس پردہ کو اُٹھا لیتا ہوں جو ہم دو کے درمیان حائل ہوتا ہے۔ جس غفلت میں لوگ پڑے ہوئے ہیں، اپنے دوست کو اس سے آزاد کرتا ہوں۔ یہی لوگ ابدال ہیں۔ اگر زمین والوں پر گناہوں کے

---

[1] دستور السالکین، صفحہ نمبر ۱۲۸

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

سبب کوئی عذاب نازل کیا جاتا ہے تو ان ہی کے طفیل میں وہ عذاب واپس لیتا ہوں اور ان ہی کی بدولت میرے بندے عذاب سے نجات پاتے ہیں[1]

محبت کی آگ

"احیائے العلوم" میں ہے کہ

عشق کی آگ بہت بڑی آگ ہے اور عاشقوں کا دل آتش کدہ۔ یہ آگ خاموش ہوتی ہے لیکن جب عاشق معشوق کو یاد کرتا یا اُس کا کلام و پیام سُنتا ہے تو یہ آگ بھڑک اُٹھتی ہے۔ ایسی حالت کو وارد کہتے ہیں۔

وارد ایک ایسی آندھی ہے کہ جو آگ بھڑکاتی جاتی ہے اور اگر وہ آگ دریا میں بھی ڈال دی جائے، دریا آتشیں بن جائے گا۔[2]

ولی کی نشانیاں

سہ نشاں بُود ولی را زنخست آں بمعنی
کہ چو رُوئے او بہ بینی، دِل تو بدو گرایدِ
دوم آنکہ در مجالس چو سُخن کند ز معنی
ہمہ را ز ہستیٔ خود بہ حدیث می رُباید
سوم آں بُود بہ معنی ولیٔ اخصِ عالم
کہ زِ ہیچ عضو او را حرکاتِ بد نیاید

یعنے۔ ولی کی تین نشانیاں ہیں:۔ (۱) اُس کا چہرہ دیکھ کر ہی دِل اُس کی طرف مائل ہوتا ہے (۲) جب وہ مجلس میں بولتا ہے تو اپنی فصاحت اور شیریں بیانی سے سب کو مست و مدہوش

---

[1] دستور السالکین صہ ۱۷۴

[2] دستور السالکین صہ ۱۷۵

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

کرتا ہے اور (۳) اُس کا کوئی بھی عضو کوئی بھی خلافِ شریعت حرکت کر نہیں پاتا۔[1]

کیا مزاح جائز ہے؟

"روضۃ الاحباب" میں ہے کہ

"جنابِ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے دوستوں کے ساتھ مزاح فرماتے تھے یعنی ہنسنے ہنسانے والی باتیں کہتے تھے۔"

حضرت عبداللہ بن حارث بن جزو رضی کہتے ہیں کہ

"میں نے حضورؐ سے زیادہ کسی کو مزاح کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ مگر آپ مزاح میں بھی سچ بولتے تھے۔"

ایک دفعہ کسی صحابی نے کہا۔ "اے خدا کے رسولؐ! آپ بھی مزاح فرماتے ہیں؟" فرمایا۔ "لَا اَقُوْلُ اِلَّا حَقًّا" یعنی میں مزاح تو کرتا ہوں، مگر ہمیشہ سچ بولتا ہوں!"

ایک دفعہ حضرتِ انس بن مالک رضی کو بلایا تو نام لینے کی بجائے فرمایا۔ "یَا ذُوالْاُذُنَیْنِ!" یعنی اے دو کان والے!"

اُمّ المومنین حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہیں کہ پیارے نبیؐ بہت ہی مزاح کرتے تھے اور فرماتے تھے:-

"اِنَّ اللّٰہَ لَا یُؤَاخِذُ الْمَزَّاحَ الصَّادِقَ فِیْ مِزَاحِہٖ"

"خداوند کریم سچے مزاح کو مذاق میں شمار نہیں کرتا۔"

ایک دفعہ ایک خاتون نے عرض کیا۔ "اے خدا کے رسولؐ! میرا خاوند دعوت پر تشریف لانے کی استدعا کرتا ہے۔" فرمایا۔ "کون ہے تمہارا خاوند؟ اچھا وہ جس کی آنکھوں کی پتلی کے اِرد گِرد سفیدی ہے!"

ایک آدمی نے سواری کے لئے اُونٹ مانگا۔ آپؐ نے فرمایا "اُونٹ کا بچہ دیں گے!" اُس نے حیران ہو کر کہا۔ "اے خدا کے رسولؐ! اُونٹ کے بچے کو کیا کروں؟ مجھے تو اُونٹ چاہیئے"

---

[1] دستور السالکین صفحہ ۱۷۵

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

فرمایا۔ "کیا ہر اُونٹ بچہ، شتر نہیں ہوتا؟"

حضرت صفیہ بنتِ عبدالمطلب خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئیں۔ عرض کیا۔۔۔ "اے خدا کے رسول ص! دُعا کیجئے کہ جنت میں چلی جاؤں۔" آپ ص نے فرمایا۔ "بُوڑھی عورتیں جنت میں نہیں جائیں گی۔" حضرت صفیہ روتے ہوئے واپس چلی گئیں۔ آپ ص نے فرمایا کہ اس کو خوشخبری سُناؤ کہ جنت میں کوئی بُوڑھا نہیں ہوگا، سب جوان ہوں گے!" (یعنی نیکوکار، جو آج بُوڑھے ہیں، جنت میں جوان بنے ہوں گے" اِنَّآ اَنشَاْنٰھُنَّ اِنشَآءً فَجَعَلْنٰھُنَّ اَبْکَارًا ۰ اس حقیقت پر گواہ ہے۔[۱]

مال کہاں خرچ کرنا چاہیئے؟

ارشادِ خداوندی ہے:۔

لِلْفُقَرَآءِ الَّذِیْنَ اُحْصِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ الخ

اس آیتِ مقدسہ میں حضرت ربّ العالمین ارشاد فرماتے ہیں کہ:۔

اِنفاق، صدقات و زکواۃ کا مال اُن فقیروں اور محتاجوں کا حق ہے کہ جنھوں نے اپنے کو اللہ کی راہ میں وقف کیا ہو۔ اور جو نفس پرستی کے لئے ہر دروازہ پر ہاتھ پھیلاتے ہوئے نہ جاتے ہوں بلکہ جو عفّت کی وجہ سے کسی کے سامنے دست درازی نہ کریں۔ اور اس طرح زندگی گزاریں کہ ناداں اور جاہل لوگ اُنھیں صاحبِ دولت و ثروت اور مالدار خیال کریں۔

"ذخیرۃ الملوک" میں جناب امیر کبیر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ

صاحبِ عفّت یعنی عفیف ایسے شخص کو کہتے ہیں جو اپنی غربت اور فاقہ مستی کا رونا ہر خسیس و جاہل کے سامنے نہ روئے بلکہ جتنا بھی ہو سکے، اللہ کی راہ میں اُٹھائی ہوئی تنگدستی اور فاقہ مستی کی مشقتیں اوروں کی نظروں سے پوشیدہ رکھے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کی تعریف میں خداوند کریم فرماتے ہیں: لِلْفُقَرَآءِ الَّذِیْنَ اُحْصِرُوْا الخ

---

[۱] دستور السالکین صہ ۱۸۲

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

ایسے صاحبِ عفت خوددار، دین پرور پر ایک ہی درہم خرچ کرنا اُن لاکھوں روپوں کے خرچ کرنے سے زیادہ باعثِ ثواب اور افضل ہے جو بے حیا بدکاریوں پر خرچ کئے جائیں جناب امیر کبیر میر سید علی ہمدانی قدس اللہ سرہ العزیز "ذخیرۃ الملوک" میں فرماتے ہیں کہ: "زکواۃ دینے اور خیرات کرنے والے کو چاہیئے کہ صدقہ و زکواۃ کی رقم اُن لوگوں تک پہنچائیں جو پرہیزگار اور خداترس ہوں۔ نماز کے پابند ہوں۔ بدعات اور گناہ و مناہی سے باز رہنے والے ہوں۔ کیونکہ زکواۃ میں حکمت ہی یہی ہے کہ یہ رقم اُن لوگوں کے لئے سامانِ تسکین اور فراغتِ دِل کا باعث بن جائے۔ جو عبادت و اطاعتِ رب میں مستغرق اور اللہ کی راہ میں ایسے مُنہمک ہوں کہ نانِ شبینہ کمانے کی فراغت و فرصت نہ پاسکیں۔ جب صاحبِ انفاق و زکواۃ دینے والا اپنی رقم سے ایسے لوگوں کی مدد کرے گا تو وہ بھی ان کی عبادت و اطاعت اور اللہ کی راہ میں جدّ و جہد کرنے کے ثواب میں شامل ہوگا اور اُن کے طفیل نجات پاسکے گا!

ارشادِ محمدیؐ ہے:

اَطْعِمُوْا طَعَامَکُمُ الْاَتْقِیَاءَ ۝ اپنے کھانے میں پرہیزگاروں کو بھی شامل کرو

کھلانے پلانے سے اُس آدمی کو قوت پہنچائی جاتی ہے جسے کھلایا پلایا جاتا ہے۔ پس اگر ایک آدمی نے کسی کے ہاں دعوت کھا کر بُرے کام کئے یا بدعتوں اور گناہوں کا مرتکب ہوا۔ تو دعوت دینے والا بھی اس کے گناہوں میں شامل ہوا۔ کیونکہ گناہ کرنے کی قوت اسی نے بہم پہنچائی۔ اس کے برعکس اگر دین داروں کی خدمت کی گئی تو لازماً اُن کی دین پروری کا ثواب اُس کے حق میں بھی ہوگا جس نے ان نیکوکاروں کی مدد کی۔[1]

خداوندِ کریم پر مکمل یقین

فقیرانِ حقیقی یعنے اولیائے کرام ہر مرد و عورت اور نیک و بد کے خیر خواہ ہوتے ہیں، اس کے باوجود ان پاک بازوں کے بہت سارے لوگ دشمن ہوتے ہیں، جو دِل میں ان کی

---

[1] دستور السالکین صد ۱۸۳

Digitized By eGangotri
Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

عداوت بھی رکھتے ہیں اور اُن کے بد خواہ بھی ہوتے ہیں۔

اولیائے کرام خدائے قدّوس کے اس فرمان پر مکمل یقین رکھتے ہیں کہ وَمَنْ اَسَاءَ فَعَلَیْهَا ۝ یعنی جس نے بُرائی کی، اس کا نتیجۂ بد اُسی کو بھگتنا پڑے گا۔ اسی لئے خداوند کریم کے یہ نیک اور پاک بندے کسی کی دشمنی کو خاطر میں نہیں لاتے اور اپنا ہر کام خداوند کریم ہی کے سُپرد کرتے ہیں۔

اسی حقیقت کا اعتراف و اِقرار ہر صبح و شام اورادِ فتحیہ کے ان کلماتِ مقدسہ میں کیا جاتا ہے کہ:-

حَسْبُنَا اللّٰہُ لِمَنْ بَغٰی عَلَیْنَا ۝ خدائے واحد ہی بس ہے اُن کے مقابلے میں جو ہم پر زیادتیاں کرتے ہیں۔ حَسْبُنَا اللّٰہُ لِمَنْ حَسَدَنَا ۝ خدائے واحد ہی بس ہے اُن کے مقابلے میں، جو ہم پر حسد کرتے ہیں۔ حَسْبُنَا اللّٰہُ لِمَنْ کَادَنَا بِالسُّوْءِ ۝ خدائے واحد ہی بس ہے اُن کے مقابلے میں، جو ہمیں بدی پہنچانا چاہتے ہیں۔ اور بد اِرادے سے ہمارے نزدیک ہونا چاہتے ہیں۔

ایسے صاحبِ یقین اور ایمان دار مُوحِّد کے لئے خدائے لاشریک ہی وکیل ہے اور وہی ان مُوحّدوں کے دشمنوں سے انتقام لینے کے لئے کافی ہے۔ اگرچہ خدائے تعالےٰ کے یہ نیک نفس اور پاک ضمیر بندے اپنی وسعت قلبی اور خوش نیتی کے سبب کسی بھی دشمن سے انتقام لینا نہیں چاہتے، پھر بھی غیرتِ خداوندی ان کے دشمنوں کا بدلہ لے کر رہتی ہے[1]

ولی کی محبّت

قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ حُبُّ الْفُقَرَاءِ مِنْ اِخْلَاقِ الْاَنْبِیَاءِ ـ وَ بُغْضُ الْفُقَرَاءِ مِنْ اِخْلَاقِ الْفَرَاعِیْنَ ۝

جنابِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ:-

" فقرائِ حق یعنے اولیائے کرام کی محبّت شیوۂ پیغمبری ہے۔ اور ۔۔ ان پاک بانؤں

[1] دستور السالکین صلا ۱۸۴

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

کا بُغض و عداوت دِل میں رکھنا خصلتِ فرعون ہے۔¹

فقر کیا ہے اور فقیر کون؟

سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم عظمت، ولایت اور سرداری کے باوجود فرمایا کرتے تھے: "اَلْفَقْرُ فَخْرِی" ٥ فقر میرے لئے باعثِ فخر ہے

یہاں فقر سے مُراد فقرِ حقیقی ہے۔

فقرِ حقیقی کے معنی ہیں "ہر شے سے دست بردار ہونا اور اپنی ملکیت و جائداد خُدا کی راہ میں لُٹا دینا اور خُود فقر و فاقہ کی زندگی گزارنا۔

جیسا کہ کہا گیا ہے:

اَلْفَقِیْرُ مَنْ لَا شَیْءَ لَہٗ ٥ فقیر وہ ہے جو کچھ بھی پاس نہ رکھتا ہو۔

اس لئے ایک ایسا آدمی، جو اپنی ساری ملکیت اور پُونجی راہِ حق میں دے بیٹھتا ہے اور اس کی رضا کے لئے ہر چیز، یہاں تک کہ اپنے وجُود سے بھی ہاتھ اُٹھا لیتا ہے اور اللہ کی راہ میں وقف کرتا ہے، فقرِ حقیقی کی دولت سے فیض یاب ہو جاتا ہے اور یہی وہ فقر ہے جس پر تاجدارِ نبوت اور شہسوارِ لامکان جناب نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فخر کیا کرتے تھے۔

فقر کی ایک اور قسم ہے جسے فقرِ صُوری کہتے ہیں، یعنے وہ فقر جو اضطراراً لاحق ہو۔ ایک آدمی جو غربت و مسکنت کی وجہ سے مال و دولت سے تہی دست ہوتا ہے فقیرِ مُضطر ہے، اس فقر کا کوئی اعتبار نہیں۔

فقرِ حقیقی والا جب اپنی ساری پُونجی اللہ کی راہ میں لُٹا دیتا ہے، یہاں تک کہ اپنے وجُود کو بھی اس کی رضا کے بھینٹ چڑھاتا ہے تو توحید کی دولتِ لازوال و افادیت بخش حاصل کرتا ہے۔ کہاوت ہے: اَلتَّوْحِیْدُ اِسْقَاطُ الْاِضَافَۃِ ٥ توحید یہ ہے کہ دِل ہر لگاؤ اور بندھن سے آزاد ہو۔²

¹ دستورالسالکین صہ ۱۸۴ ² دستورالسالکین صہ ۱۸۵

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

ولایت و دُنیا پرستی میں فرق

ولایت اُس عشق کی عملی تصویر ہے جو بندہ اپنے رب کے ساتھ رکھتا ہے۔ ولایت اور نبوت خدا شناسی اور خدا کے ساتھ مکمل لو لگانے کا دوسرا نام ہے۔ اس لئے مال و دولت اور مُلک و حکومت عشق و ولایت کی راہ میں روک نہیں بن سکتے!

بہت سے پاک باز پیغمبر بھی تھے اور بادشاہ بھی۔ مثلاً جناب داؤد و جناب سلیمان، جناب محمد علیہم الصّلوٰۃ والسّلام نبی بھی تھے اور سربراہانِ مملکت بھی!

"رسالۂ اقبالیہ" میں جناب علاؤ الدین سمنانی رحمتہ اللہ علیہ کے ارشادات درج ہیں کہ:

"لوگ عجیب اعتقاد رکھتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ درویش اور ولی وہی ہو سکتا ہے جو لازماً محتاج ہو، بھکاری ہو، مُفلس ہو۔ یہ نادان اتنا بھی نہیں جانتے کہ خداوند کریم کسی بھی صاحب ارشاد اور نیک سیرت بندے کو لوگوں کا محتاج نہیں رکھ سکتا۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک آدمی، جو خالص خداوند کریم کی بندگی کرے، اور پھر بھی خُدائے بے نیاز اسے بندوں کا محتاج رکھے اور بندگانِ خدا اس کی مدد کرتے رہیں۔ حالاں کہ یہ دُنیا اور دُنیا کی نعمتیں ان ہی خُدا پرست پاک بازوں کے لئے وجود میں آئی ہیں اور ان ہی کی بدولت تا قیامِ قیامت موجود رہیں گی!

حضرت شیخ نجم الدین بغدادی رحمتہ اللہ علیہ ہر سال اپنے لنگر کے لئے دو لاکھ طلائی دینار (GOLDEN COINS) خرچ کرتے تھے۔ اور میں بھی پچاس ہزار طلائی دینار صوفیانِ باصفا کے لئے آج تک وقف کر چکا ہوں۔"

خُداوند کریم اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے، دولت و ریاست سے آزماتا ہے اور جسے چاہتا ہے فقر و فاقہ کی آزمائش میں ڈال دیتا ہے۔ اللہ کے نیکوکار بندے دونوں صورتوں میں تقدیر پر راضی اور مولا کی بندگی میں منہمک ہوتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ

اَلدُّنْیَا مَا شَغَلَکَ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ ۔ یعنی جو کچھ بھی تمہیں خُداوند کریم کی یاد

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

سے باور کہے، دُنیا ہے، خواہ وہ کم ہو یا زیادہ![1]

ترکِ دُنیا کی حقیقت*

ترکِ دُنیا کی علامت یہ ہے کہ بندہ اس آیت کا مصداق بنے کہ
لِکَیْلَا تَاْسَوْا عَلٰی مَا فَاتَکُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰکُمْ ۝ یعنے ـــــ
جو کچھ تمہارے ہاتھ سے چلا جائے، اُس کے لئے نہ افسوس کروگے اور نہ مایوس ہو جاؤگے،
اور جو کچھ ملے اُس پر فخر و غرور نہ کروگے اور آپے سے باہر نہ ہو جاؤ گے۔
ترکِ دُنیا کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آدمی لنگوٹی پہن کر گھوما کرے، بلکہ ترکِ دُنیا یہ ہے کہ آدمی ایک طرف تو کماتا رہے، خود کھائے، اوروں کو کھلائے۔ خود پہنے، اوروں کو پہنائے۔ مگر دوسری طرف مالِ دُنیا پر دل نہ دے بیٹھے۔ یعنی دُنیا میں ہوتے ہوئے دُنیا سے الگ رہے۔

"فوائد" میں آیا ہے کہ
تعلق بالدُّنیا کی چار قسمیں ہیں:۔
پہلی قسم یہ کہ ظاہراً دُنیا پرستی معلوم ہو مگر حقیقتاً دُنیا پرستی نہ ہو۔ مثلاً اپنے اہل و عیال کو کھلانا، پلانا، ان کی خبرگیری کرنا۔
دوسری قسم یہ کہ ظاہراطور دُنیا پرست نظر نہ آئے مگر حقیقتاً دُنیا پرستی ہو۔ مثلاً وہ اطاعت اور بندگی، جو لوگوں کو دکھانے اور ریاکاری کے جذبہ کے تحت کی جائے۔
تیسری قسم یہ کہ ظاہراطور بھی دُنیا پرستی ہو اور حقیقت میں بھی۔ یعنی کوئی آدمی محض مالِ دُنیا جمع کرنے اور دُنیاوی جاہ و حشم کرنے کے لئے تگ و دَو میں لگا رہے!
چوتھی قسم یہ کہ نہ ظاہراطور دُنیا پرستی ہو اور نہ حقیقتاً۔ اور وہ ایک ایسے مخلص بندے کی اطاعت کیشی اور ایام گزاری ہے جو محض خالصتاً لِلّٰہ اللہ کی بندگی میں لگا ہوا ہو، جس کی زندگی کی ہر حرکت خلوص و صداقت پر مبنی ہو۔[2]

---

[1] دستور السالکین صد ۱۸۶، ۱۸۷ [2] دستور السالکین ۱۸۲

* علامہ اقبال فرماتے ہیں سے کمال ترک نہیں آب و گل سے مہجوری (مترجم)

Digitized By eGangotri
Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

قرآن خوانی کی حقیقت

"سلسلۃ الذہب" میں آیا ہے کہ

رُبَّ قَالِ الْقُرْآنِ وَالْقُرْآنُ یَلْعَنُہٗ ۔

ایسے بھی قرآن خوان ہیں جن پر قرآنِ پاک لعنت کرتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ قرآن خوان ہی نہیں بلکہ ہر وہ عامل اور عبادت گزار موجبِ ملامت ہے جس کا عمل اور عبادت ریاکاری پر مبنی ہو۔

ہست قرآں خواں بسے در روزگار ۔ میکند قرآں برو لعنت ہزار
گر ریا در خواندنت آید پدید ۔ داں کہ در حقِ تو باشد ایں وعید

یعنی ـــــ زمانے میں ایسے بہت سے قرآں خواں ہیں کہ اُن پر قرآنِ پاک لعنت بھیجتا رہتا ہے۔ اگر تمہاری قرآن خوانی میں ریاکاری اور دکھاوا ہے تو یاد رکھ لے کہ یہ تمہارے لئے عذاب کا باعث ہوگی۔

حضرت خواجہ حسن بصری علیہ الرحمہ فرماتے تھے کہ:-

"تم سے پہلے جو لوگ آئے انہوں نے قرآنِ پاک کی قدر جانی۔ وہ راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر اس پاک کتاب پر غور و فکر کرتے رہتے تھے اور دن کو اسی کے مطابق عمل کرتے رہے۔ اور تم لوگوں نے قرآن کو تو پڑھ لیا، مگر اسی کتاب کو حصولِ دنیا کا ذریعہ بنالیا اور اسی سے دنیا پرستی کرنے لگے ہو۔"[1]

عادل فرمانروا

سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ کسی مُلک کا فرمانروا اگر شریعت

[1] دستورالسالکین صہ ۱۸۹

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

کے حقوق و حدود کی رعایت کرتا رہے اور شرعی احکام کے تحت فرائض و سنن کی پابندی کرے، لوگوں کے ساتھ عدل و انصاف کرتا رہے، نگہبانیٔ خلائق کرتا رہے تو اس کا حشر صالحین ہی کے ساتھ ہی نہیں بلکہ صدیقین کے ساتھ ہوگا، حتیٰ کہ وہ قطبیت کا مقام تک حاصل کر لے گا۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ[۱]

مؤمنِ شفیق

"خلاصۃ المناقب" میں مولانا نور الدین جعفری رح، جو جناب امیرِ کبیر میر سید علی ہمدانی رح کے خلیفہ تھے، فرماتے ہیں کہ ایک روز بدخشان میں مجھ سے خواجہ عبداللہ نے کہا کہ جناب امیرِ کبیر رح سے دریافت کر لیں کہ وہ گاہ گاہ پُر غضب کیوں ہو جاتے ہیں؟ شام کو جب میں اپنے پیرِ روشن ضمیر کی خدمتِ اقدس میں چلا گیا۔ دو زانو سامنے بیٹھا۔ آپ نے مسکراتے ہوئے میرے پوچھنے کے بغیر ہی فرمایا۔ "اگرچہ میں غضب ناک بھی ہو جاتا ہوں لیکن میرا غضب اور میری ناراضگی بھی مبنی بر شفقت ہوتی ہے۔ میرا غضب بھی رحمت و شفقت ہے۔ چنانچہ اپنے آغازِ ایام میں جب کہ میں ہر جمعرات کو پیارے جدِ امجد جناب رسولِ برحق صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی زیارت کرتا تھا۔ تو میں نے بھی اُن سے یہ سوال کیا کیوں کہ میں خود ہی اپنے غضب ناک ہونے پر اندوہگین و غمگین ہوتا تھا۔ تو رسولِ پاک ص نے فرمایا کہ "غمگین نہیں ہونا چاہیئے، تمہارا غضب بھی بندگانِ خدا کے لئے رحمت و ترقیٔ درجات کا سبب ہے۔"

میں نے جناب امیر رح کے یہ ارشادات خواجہ عبداللہ تک پہنچائے تو وہ بہت ہی خوش ہوئے اور کہا کہ ارشاداتِ امیر میرے لئے کونین کی دولت سے عظیم تر و گراں قدر ہیں۔

جناب نبی پاک صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم فرماتے ہیں:-

خِيَارُ اُمَّتِي اَحِدَّاءُهَا الَّذِيْنَ اِذَا غَضِبُوْا رَجَعُوْا

"میری اُمت کے بہترین لوگ وہ تیز مزاج ہیں جو جب پُر غضب ہوتے ہیں تو فوراً واپس

---

[۱] دستور السالکین صفحہ ۱۹۰

Digitized By eGangotri
Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

آجاتے ہیں، یعنے اُن کا غصّہ فوراً اُتر جاتا ہے۔"

"ذخیرۃ الملوک" میں حدیث درج کی گئی ہے:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ یغضب حتی تحمر عیناه وَیَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اَنَا بَشَرٌ اغضب كما یَغْضَبُ البشر فایما مُسْلِم سبیة اَوْلَعْنَتُهُ اَوْضربة فاجعلها مِنِّی صَلٰوۃً ط

جناب نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم جب کسی بات پر ناراض ہوجاتے تھے تو آپؐ کی مقدس آنکھیں اور مُبارک رُخسار سُرخ ہوجاتے تھے اور فرمایا کرتے تھے:

"اے خدائے پاک! میں بشر ہوں اور اسی طرح غضب ناک ہوجاتا ہوں جس طرح بشر ناراض ہوا کرتے ہیں پس جس مسلمان کو بُرا بھلا کہوں یا ماروں تو یہ اس کے حق میں میری طرف سے دُعا و رحمت کا سبب بنا۔"[1]

غرور و تواضع

حدیثِ صحیح میں آیا ہے کہ

"جب تم متکبر اور مغرور انسان کو دیکھو گے تو اس کے ساتھ تم بھی اپنی بڑائی کا اظہار کرو۔ متکبر لوگوں کا سر نیچا کرنے کا یہ بھی ایک ذریعہ ہے۔"

مقاماتِ خواجہ بہاؤالدین میں ہے کہ

کسی نادان نے حضرت خواجہ نقشبند رحؒ کے متعلق متکبر ہونے کا الزام لگایا۔ حضرت خواجہ نے فرمایا۔ "یقیناً ہے۔ مولیٰ کی بڑائی نے بڑا بنایا ہے اور ہمارا ناز و غرور اس کی کبریائی پر ہے۔"

باز تکبرم اگر در سر است   ہم ز درِ دوست کہ در من دمید

"خلاصۃ المناقب" میں ہے کہ

"جناب امیر کبیر سید علی ہمدانی رحؒ فرماتے تھے کہ:

[1] دستور السالکین ص ۹۱

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

"جب میں حضرت شیخ محمود مزدقانی علیہ الرحمہ کی خدمتِ اقدس میں پہنچا۔ تو فرمایا: اے بزرگ! اگر آپ ہماری خانقاہ میں بہ حیثیتِ مخدوم تشریف لائے ہیں تو میں آپ کی خدمت کے لئے سر کے بل دوڑوں گا۔ کیونکہ مریدوں کو خدمت کرنے میں سستی نہیں کرنی چاہیئے۔ ورنہ اگر خادم بننے کے لئے آئے ہو تو اس سیاہ فام غلام ـــــــ جو ہماری خانقاہ کا جاروب کش ہے ـــــــ کی جوتیاں سنبھال لینی چاہئیں تاکہ منزلِ مقصود پر پہنچ جاؤگے۔ کیونکہ سلوک کی راہ میں کبریائی کو سر سے چھوڑ دینا اوّلین شرط ہے۔" میں نے قبول کیا اور ادب کی راہ اختیار کی حضرت شیخ سے بیعت کی اور خانقاہ نشین ہوا۔

جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

منکسر المزاج اور نرم خو کے ساتھ نرمی برتنا اور تواضع کا سلوک کرنا بھی صدقہ کا ثواب رکھتا ہے اور مغرور کے ساتھ غرور کرنا بھی صدقہ ہے

مشکوۃ شریف میں ایک حدیث شریف بروایتِ ابی امامہ ہے کہ

ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم عصا ٹیکتے ہوئے نکلے اور ہم ان کی تعظیم میں کھڑے ہوئے۔ آپؐ نے فرمایا۔ "خبردار! عجمیوں کی طرح مت اٹھا کرو۔ عجمی لوگ ایک دوسرے کی تعظیم اسی طرح کیا کرتے ہیں۔"

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمہ "عوارف" میں لکھتے ہیں کہ

"کسی کے لئے کھڑا ہونا اور تعظیماً قیام کرنا بدعت ہے، ہاں بدعت ممنوعہ نہیں محذورہ ہے۔"

عرب کے لوگ جناب نبی عربی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے کھڑے نہیں ہوتے تھے۔ ہاں ایسے بھی ممالک ہیں کہ جہاں کسی کے لئے قیام کرنا اور کھڑا ہونا حسنِ معاشرت اور اخلاقی برتری کی علامت ہے اور کھڑا نہ ہونے کو خلافِ تہذیب جان لیا جاتا ہے۔ تو ایسی حالت میں کھڑا ہونے میں کوئی حرج نہیں۔

ذاتی غرور اگر کھڑا ہونے میں مانع ہو، تو یہ بھی ممنوع ہے۔

رسالہ قشیریہ میں ہے کہ

"میں نے اپنے استادوں سے سنا ہے کہ وہ کہا کرتے تھے جب ایک آدمی کسی سرمایہ دار کے ساتھ اس کی امیری کی وجہ سے نرمی برتتا ہے اور عجز و انکساری کا اظہار کرتا ہے تو اس کے

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

دین کا تہائی حصّہ ہاتھ سے نکل جاتا ہے۔ اور اگر زبان کے ساتھ ساتھ دِل سے بھی اس کی عزّت کی، تو جان لے کہ سارا دین جاتا رہا۔[1]

مُوحّد کون ہے؟

موحّد کہ در پای ریزی زرش — وگر تیغِ ہندی نہی بر سرش
اُمید و ہراسش نباشد زکس — براین است بُنیادِ توحید و بس

یعنے ـــــ مُوحّد ایسے صاحبِ عزم، بلند ہمّت، جواں مرد کو کہنا چاہیئے جس کے پاؤں پر اگر دولت کے ڈھیر ڈال دیئے جائیں یا سر پر ننگی تلوار لٹکائی جائے، نہ خواہشِ دولت اُسے سچ سے باز رکھے اور نہ موت کے ڈر سے حق کا دامن چھوڑ دے۔

بس کسی بیم و اُمید سے بے نیازی اور لاپروائی توحید کی بُنیاد ہے۔

رسالہ وحیدیہ میں آیا ہے کہ

رسُول اللہ ؐ نے فرمایا کہ خُداوند کریم کی نظروں میں وہی محبُوب ہے جو کسی خلافِ شریعت حرکت پر نڈر اور بے باک شیر کی طرح گرجے اور جھپٹے۔[2]

اصحابِ نُور

کسی صاحبِ تحقیق نے اپنے رسالہ میں لکھا ہے کہ

"اے عزیز! خُداوند کریم ہر زمانے میں اپنے بندوں کے لئے گم شدگان کوئے محبّت کو مبعُوث فرماتا رہا ہے۔ یہ پاک باز طالبانِ حق کی رہنمائی کرتے رہتے ہیں۔ اور اپنی اپنی استعداد و قابلیت کے مطابق کسبِ نُور کرتے رہتے ہیں۔ اس طرح نُور حاصل کرنے والے لوگ تین قسموں پر مشتمل ہوتے ہیں:۔

(۱) نُور داں ـــــ نُور کو پہچاننے والے

---

[1] دستور السالکین صہ ۱۹۳۔۱۹۵ [2] دستور السالکین صہ ۱۹۸

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

(۲) نوُر بین ـــــ خوُد کو نوُرانی بنانے والے اور

(۳) نوُر بخش ـــــ اوروں تک نوُر پہنچانے والے

اے عزیز! جان لے نوُر تین معانی پر مشتمل ہے:۔

(۱) نوُرِ وجوُد (۲) نوُرِ علم (۳) اور وہ نوُر جو متذکرہ بالا تین اقسام پر مشتمل ہے۔

تیسری قسم کے نوُر کو ضیا کہتے ہیں۔ اس کی دو قسمیں ہیں: صُوری اور معنوی

سوُرج، چاند، ستارے، چراغ وغیرہ کی روشنی نوُرِ صُوری کہلاتی ہے ـــــ اور

ـــــ نوُرِ معنوی نفس، دِل، رُوح وغیرہ کے انوار کو کہتے ہیں۔ اسی طرح ہر طاعت نوُر

لئے ہوئے ہے۔ مثلاً نوُرِ وضو، نوُرِ نماز، نوُرِ روزہ، نوُرِ زکواۃ وغیرہ وغیرہ

جب کسی عضو سے کوئی عبادت ظہور پذیر ہوتی ہے تو وہ عضو بھی نوُرانی بن جاتا

ہے۔ نوُرِ طاعت کا عکس عالمِ مثال پر پڑجاتا ہے اور اربابِ بصیرت اس نوُر کا بخوبی

مشاہدہ کرسکتے ہیں۔

شیخ فریدالدین، عطّار قدس اللہ سرہٗ کہتے ہیں کہ

میں ایک روز حضرتِ مجدالدین خوارزم کے پاس آیا اور دیکھا کہ وہ زار زار رو

رہے ہیں۔ میں نے وجہِ گریہ پوچھی۔ فرمایا: مبارک ہو اُن سپہ سالارانِ ہدایت پر، جو

اس اُمت میں پیدا ہوتے رہے ہیں۔ یہی وہ پاک باز ہیں جن کے متعلق فرمایا گیا ہے:۔

عُلَمَاءِ اُمَّتِی کَاَنْبِیَاءِ بَنِی اِسْرَائِیْل ۰

میری اُمت کے علماء بنی اسرائیلی پیغمبر جیسے ہیں۔

میں نے عرض کیا۔ "پھر بھی آپ کیوں رو رہے ہیں؟" فرمایا: کل میں نے اپنے مولیٰ

سے دُعا کی: اے خُدا! تو اسباب کا محتاج نہیں۔ مجھ کو بھی اپنے کرم سے اسی مقدس

گروہ میں شامل کر۔ اس وقت پھر یہی دُعا یاد آئی اور بے ساختہ آنسو نکل پڑے۔

روتا ہوں کہ دُعا قبول ہوئی یا نہ!"

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Advocate Showkat

نظرِ محبت

نظر الرجل الی اخیہ علی شوق خیر من اعتکاف سنۃ فی مسجدی ھذا — عن ابن عمرو رض

حضرت ابن عمرو رض روایت کرتے ہیں کہ فرمایا جناب سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے "اپنے بھائی پر ایک ہی محبت بھری نظر ڈالنا میری اس مسجدِ پاک میں ایک سال کی چلہ کشی سے بہتر ہے۔ ؎

حقیقتِ کرامت

حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رح فرماتے ہیں کہ

جب ایک آدمی اللہ کی رضا کے لئے عاداتِ نفس ترک کرتا ہے تو خداوند کریم اس کے عوض میں خرقِ عادت کی دولت عطا فرماتا ہے اور عام لوگ اسی کو کرامت کہتے ہیں،

خاص لوگوں کے نزدیک، کرامت یہ ہے کہ خداوند کریم کسی کو توفیق دے کہ وہ ان لذائذ و عادات کو توڑ ڈالے جن کے ساتھ نفسِ امارہ مانوس ہوا ہو۔

عام لوگ جسے کرامت کہتے ہیں، خاصانِ خدا اُس سے باز رہتے ہیں کیونکہ کرامت اور استدراج میں فرق کرنا مشکل ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ خرقِ عادت یا کرامت اُن اعمال کا بدلہ و نتیجہ ہے جو ایک عامل کرتا رہتا ہے۔ اور یہ جزائے آخرت کا بھی نعم البدل ہو سکتا ہے۔ بہت ممکن ہے کہ ایک آدمی جب یہاں کرامت کا اظہار کرے تو قیامت کے روز اعمالِ حسنہ کا مزید بدلہ نہ پا سکے، کیونکہ یہ شخص اسی دُنیا میں بدلہ کرامت کی صورت میں پا چکا۔

حدیثِ مبارک میں بھی اس شخص کی بدنصیبی کا تذکرہ کیا گیا ہے جو اپنے اعمالِ حسنہ کا بدلہ اسی دُنیا میں پا لیتا ہے۔ یقیناً صدورِ کرامت موروثِ خوف ہے یعنی

؎ دستور السالکین ص۲۰۳

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

کرامت کا ظاہر ہونا خوف سے خالی نہیں۔

(۱) — جناب ابن عربی رح آگے چل کر فرماتے ہیں کہ سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ ایک آدمی خلوت و جلوت میں حق کی اطاعت کرے اور ربِ جلیل کی فرماں برداری کی توفیق حاصل کرے۔ اگر ایک آدمی ہر وقت اپنے انفاس کو غفلت سے پاک رکھے اور خداوند کریم کی یاد میں ہر آن اور ہر لمحہ گزارے، اپنے کو مات دِن خداوند کریم کی حضوری میں جان لے تو یہی سب سے بڑی کرامت ہے۔

(۲) — خداوند کریم کی طرف سے جب ایسے بندے پر نزولِ فیض ہوتا ہو تو بندہ یہ نہ جانے کہ یہ سب کچھ میری ہی محنت کا نتیجہ اور جدو جہد کا پھل ہے بلکہ یقین رکھے کہ یہ خداوند کریم ہی کی عنایات و مہربانیوں کا نتیجہ ہے۔

(۳) خوش حالی میں بھی رضائے مولیٰ کا طالب رہے اور بدحالی میں بھی۔ کسی بھی صورت میں رضائے الٰہی کی دولت ہاتھ سے جانے نہ دے۔

(۴) سعادتِ ابدی سے سرفراز ہو جائے اور سعادت ابدی یہ ہے کہ بندہ ہمیشہ ذکرُ اللہ میں لذت محسوس کرے۔

خرقِ عادت کے موقعہ و مقام کے لحاظ سے مختلف نام ہیں:۔

اگر کسی پیغمبر سے اس کا ظہور ہو جائے تو یہ معجزہ ہے اور تجلّیِ رب کا نتیجہ۔

اگر کسی ولی سے اس کا صدور ہوتا ہے تو یہ کرامت ہے اور تجلّی رب کا ثمر —

اور — اگر کسی ایسے شخص سے اس کا اظہار ہوتا ہے جو نہ نبی ہے نہ ولی تو اسے طلسمات، نیرنجات اور مکر و استدراج کہتے ہیں۔

نبی کے معجزہ سے انکار کرنا صریح اور کھلا کفر ہے۔

ولی سے کرامت کا ظہور ہوتا ہے اور یہ نتیجہ ہوتا ہے شریعت کی مکمل پیروی کا۔

ہاں نبی اور ولی کے خرقِ عادت (یعنی معجزہ و کرامت) میں یہ فرق ہے کہ نبی کے معجزہ سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ مگر ولی اپنی کرامتوں کی طرف دعوت نہیں دے سکتا اور لوگوں سے اس پر ایمان لانے کا مطالبہ نہیں کر سکتا، کیونکہ ولی بھی نبی کا پیرو ہوتا ہے اور کرامت اسی مکمل پیروی کا نتیجہ

Digitized By eGangotri
Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

مکر و استدراج ایسے لوگوں سے ظہور میں آتا ہے جو خلافِ شریعت حرکات کرتے رہتے ہیں۔ یہ لوگ اسی سے مرادات حاصل کرتے ہیں۔ اور یہی چیز اُن کو عذاب کے نزدیک کرتی ہے۔ اگرچہ یہ لوگ اسے اپنا بڑا کارنامہ سمجھتے ہیں۔

سحر اور جادُو کافروں کے ہاتھوں ظہور پذیر ہوتا ہے۔ اگرچہ فاسق مسلمان بھی اسی میں ملوث ہو سکتے ہیں۔ مثلاً ساحرانِ فرعون، جو ایمان لانے سے پہلے کافر تھے۔

شرح العقائد میں ہے کہ

اولیائے کرام کی کرامت حق ہے۔

ولی خدا وند کریم کی ذات و صفات کا جاننے اور پہچاننے والا ہوتا ہے۔ ولی امکان بھر اور اپنی طاقت و استطاعت کے مطابق خداوند کریم کی اطاعت پر مداومت و مواظبت کرتا ہے۔ گناہوں اور مناہی سے اپنا دامن بچاتا ہے اور نفسانی لذّات و شہوات سے باز رہتا ہے۔

ولی سے خود بخود کرامت کا ظہور ہوتا ہے مگر اس کے باوجود وہ نبوّت کا دعویٰ نہیں کرتا۔

اگر کسی ایسے آدمی سے خرقِ عادت کا ظہور ہو جائے جو ایمان و عمل سے خالی ہو۔ تو یہ استدراج ہے۔

کرامت کے برحق ہونے کی دلیلِ واثق یہ ہے کہ بہت سے صحابۂ کبار اور صالحین سے بار بار اس کا ظہور ہوتا ہے۔ کرامت خداوند کریم کے محبوبوں کے درمیان امرِ مشترک ہے، اگرچہ اس کا ظہور فرداً فرداً ہوتا ہے۔

کرامات کا مختلف اوقات پر ظاہر ہونا ایک بدیہی امر ہے چنانچہ قرآنِ پاک، تاریخ اور سیرِ صحابہ میں اس کی بہت ساری مثالیں ملتی ہیں۔ مثلاً جناب سلیمان کے دربار میں آصف بن برخیا کا آنکھ کی جھپک سے پہلے ہی ملکۂ بلقیس کا تخت شہر سبا سے اُٹھا لانا یا حضرت مریم علیہا السلام کی عبادت گاہ میں خوانِ غیب کا نازل ہونا۔ ارشادِ خداوندی ہے

كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ الخ

جب جناب زکریا حضرت مریم کے پاس آگئے تو اس کے نزدیک رزق پایا۔

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

دریافت کیا: اے مریم! یہ رزق تمہارے پاس کہاں سے آگیا؟ مریم نے کہا کہ میرے رب کا عطا فرمودہ ہے۔"

حضرت جعفر بن ابی طالب یا حضرت سلیمان سرخسی وغیرہ بزرگوں کا پانی پر چلنا، یا پرندوں کی طرح ہوا میں اڑنا یا پتھروں اور جمادات سے باتیں کرانا۔ یہ سب کرامتیں ہیں۔ جناب فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مدینہ شریف ہی سے دور دور دراز علاقوں میں بھیجی ہوئی افواج پر نظر رکھنا اور یَا سَارِیَةُ الْجَبَلُ الْجَبَلُ پکار اٹھنا اور پھر حضرت ساریہ کا حکمِ فاروقی سُن کر پہاڑ کی طرف ہٹ جانا۔

علیٰ ہٰذا القیاس جناب خالد سیف اللہ رضؓ کا اللہ کا نام لے کر زہر کھانا اور پھر زہر کا شفا بننا۔ دریائے نیل کا تحریرِ عمر رضؓ سے بہہ پڑنا۔ بہر حال یہ اور اسی قسم کے دیگر بے شمار خوارقِ عادات ہیں جو محبوبانِ خدا سے وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہے ہیں اور ان کا نام کرامت ہے۔

ولی سے کرامت کا ظہور ہی اس کی ولایت کی نشانی ہے کیونکہ ایک آدمی تب تک ولی نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ دیانت میں شہرت حاصل کرے۔ اور سب سے بڑی دیانت رسولؐ کی رسالت کا اقرار اور اس کی مکمل اطاعت ہے۔

اگر کوئی شخص اطاعتِ رسولؐ کا حق ادا نہ کر سکے تو وہ ہرگز ولی نہیں ہو سکتا۔ ایسے آدمی کے ہاتھ سے کرامتوں کا صدور نہیں ہو سکتا!

مختصر یہ کہ خرقِ عادت کی نسبت اگر نبیؐ کے ساتھ ہو تو معجزہ ہے۔ اگر کسی نیک اور پاک اُمتی سے ہو تو کرامت ہے۔ معجزہ نبوت کے ثبوت میں پیش کیا جاتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ علم و شعور کو بھی دعوتِ نبوت شناسی دی جاتی ہے، بہ خلاف کرامتِ ولی کے،

کرامتِ ولی اور کہانتِ کاہن میں یہ فرق ہے کہ

(۱) ولی پابندِ شریعت ہوتا ہے اور کاہن نہیں ہوتا۔

(۲) ولی راست باز اور سچا ہوتا ہے اور ہمیشہ سچی خبریں دیتا رہتا ہے۔ اس کے برعکس کاہن جھوٹا اور غلط خبر دینے والا ہوتا ہے۔

ارشادِ خداوندی ہے: هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيَاطِيْنُ الخ

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

کیا میں تمہیں خبر دوں کہ شیاطین کس پر نازل ہوتے ہیں؟ ہر اُس شخص پر، جو لاف زن، ڈینگیں مارنے والا، جھوٹا اور گنہگار ہے۔ ان میں سے اکثر جھوٹے ہیں۔[1]

زیارتِ قبور

"مفاتح الجنان" میں ہے کہ

حضرت خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ

"بہترین زیارت اپنے ماں باپ کی قبروں کی زیارت ہے۔"

جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے:

"جو کوئی ماں باپ یا دو میں سے ایک کی قبر کی زیارت ہر جمعہ کو کرے گا، خداوند کریم اس کے گناہوں کی مغفرت فرمائے گا۔ اور اسے صالحین و نیکوکاروں میں لکھا جائے گا۔"

مصابیح المسائل میں ہے کہ

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ:-

"جو کوئی ماں باپ کی قبر پر ایک بار سورۂ فاتحہ (الحمد شریف) اور سات بار سورۂ اخلاص (قُل ھُوَ اللہ) پڑھے گا، خداوند کریم اُس کے ماں باپ کی قبر ستر (۷۰) انوار سے قیامت تک نورانی بنا دے گا۔"

خبر میں آیا ہے کہ

جناب موسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوات والسلام قبرستان سے گزر رہے تھے اور ایک قبر سے نُور کا ستون آسمان تک بلند ہوتا ہوا دیکھا۔ جناب موسیٰ علیہ السلام نے نماز کی دو رکعتیں پڑھیں اور خداوند کریم سے صاحبِ قبر کے متعلق دریافت کیا۔ حکم ہوا کہ قبر پر جا کر صاحبِ قبر ہی سے دریافت کیا جائے۔ جناب موسیٰ نے ایسا ہی کیا تو قبر شق ہوئی اور حضرت موسیٰ نے ایک صاحب کو پورے وقار و عزت کے ساتھ خوانِ نور سے تناول کرتے ہوئے دیکھا۔ جناب موسیٰ نے پوچھا: خوانِ نعمت کہاں سے آیا ہے؟" جواب دیا کہ "خداوند کریم نے مجھے فرزندِ صالح عطا کیا ہے۔ یہ اُس کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔" جناب موسیٰ نے فرمایا: کیا تم اپنے

---

[1] دستور السالکین صہ ۲۰۷-۲۰۹

Digitized By eGangotri
Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

فرزندِ صالح پر فخر کرتے ہو؟" جواب دیا: حضرت! بالکل اُسی طرح جس طرح آپ اپنی نبوّت کی بدولت دُنیا والوں پر فخر کرتے ہیں۔[1]"

مُقرّبینِ حق

(الف) ــــــــــ یاد رکھ لے کہ چار حالتیں ہیں کہ جو پاک بازوں کو مُقرّبینِ حق بناتی ہیں یا یُوں کہا جائے کہ مُقرّبانِ حق کی چار قسمیں ہیں:

(۱) وہ اولوالعزوم، جو فرائض کی پابندی کے علاوہ نوافل کی ادائیگی بھی کرتے رہتے ہیں اور اس طرح قُربِ خداوندی حاصل کرتے ہیں۔ ایسے نیکوکاروں کو صاحبِ قُربِ بالنوافل کہتے ہیں۔

(۲) وہ نیکوکار، جو صرف فرائض کی پابندی ہی کو کافی جانتے ہیں، ایسے نیک فطرت کو صاحبِ قُربِ بالفرائض کہتے ہیں۔

(۳) وہ جماعت، جو کبھی فرائض ہی پر بس کرتی ہے اور کبھی نوافل بھی ادا کرتی رہتی ہے اس طریقہ کو مجمع بین القربین کہتے ہیں۔

(۴) ایک اور جماعت، فرائض و سُنن کا بھی اہتمام کرتی ہے اور نوافل کا بھی، ایسے لوگوں کو جمع الجمع یا مقامِ کمال حاصل ہوتا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ الخ میں ان ہی پاک بازوں کی نشان دہی کی گئی ہے، اس سے بھی بلند تر اور بالاتر مقام مَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ الخ کا ہے۔ اور یہ مقام جناب محمد عربی صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم ہی کے لئے مخصوص ہے اور آپؐ کی مکمل پیروی اور پوری پوری اطاعت سے اولیائے کرام بھی اس فیض سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔

(ب) شمائل الاتقیاء میں ہے کہ

جنابِ نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ :۔

"خداوند کریم کے ایسے بھی بندے ہیں کہ اُن کی رضا خدا کی رضا اور اُن کی ناراضگی خدائے تعالیٰ کی ناراضگی ہے: وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ اِن ہی

---

[1] دستورالسالکیم حصہ ۲۱۵

Digitized By eGangotri
Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Advocate Showkat

کی طرف اشارہ ہے۔

دستورالجمہور میں سُلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کلام درج ہے کہ "خُداوند کریم کا فرمان ہے جو ہر ایک سے کٹ کر میرا بن جاتا ہے، میں اُسے ایسی زندگی دیتا ہوں جس کے بعد موت نہیں اور ایسا وقار دیتا ہوں جس کا کوئی زوال نہیں جو اس کی مرضی ہوتی ہے وہی میری مرضی ہوتی ہے۔"[1]

تعمیرِ مساجد

فتاویٰ فیروز شاہی میں لکھا ہے کہ

جنابِ نبیٔ عربی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اگر کوئی شخص ایک ایسی چھوٹی مسجد بنائے جو آشیانۂ کُنجشک کے برابر ہی ہو، خُداوند کریم اس کے عوض میں جنّت میں محل عطا فرمائے گا۔"

"سراج الہدایۃ" میں حضرت مخدوم جہانیاں علیہ الرحمہ کی زبان سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ "دُنیا کے اندر بنائی ہوئی مسجد قیامت کے روز کشتیوں کی صورت میں لائی جائیں گی۔ یہ کشتیاں سونے کی بنی ہوں گی اور لعل و جواہرات سے جڑی ہوئی۔ فرشتے کشتی بان ہوں گے، امام کشتی کے اندر سامنے، مؤذن کنارے اور یہ مساجد بنانے والے کشتی کے اندر، اور ایمان دار نمازی کشتی کے دائیں بائیں بیٹھے ہوئے ہوں گے۔ یہ سب لوگ اس سفینۂ نور میں پلِ صراط پر سے اس طرح گزر جائیں گے گویا کہ بجلی چمک اُٹھی!"

یہ فرما کر حضرت مخدوم جہانیاں رحمۃ فرمانے لگے کہ وہ لوگ جو اپنی مسجد چھوڑ کر دوسرے مقامات کی مسجدوں میں نماز پڑھتے ہیں، کل قیامت کے روز اُنھیں اسی کشتی کے پیچھے باندھا جائے گا اور میدانِ قیامت میں گھسیٹا جائے گا یہاں تک کہ اُن کے اعضا ٹوٹ جائیں گے۔" میں نے عرض کیا: "اے قطبِ عالم! اگر اپنے محلّہ کی مسجد شریف میں نماز

[1] دستور السالکین۔ ۲۴۰۔

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

باجماعت نہ ہوتی ہوگی تو کیا دوسری مسجد میں جانا چاہیئے؟" فرمایا: نہیں! اپنی ہی مسجد میں تنہا نماز پڑھنا دوسری مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے سے افضل ہے۔ [1]

کعبۂ گِل و خانۂ دِل

کعبۂ گِل محلِ طواف خلائق است ● کعبۂ شریف بندوں کے طواف کی جگہ ہے

کعبۂ دِل مطافِ الطافِ خالق ● کعبۂ دِل خدا کی مہربانیوں کی طواف گاہ ہے

آں مقصد زوّار است ● وہ زائروں کا مقصود ہے

ایں مہبطِ انوار ● یہ انوار کا مرکز

انجا خانہ است ● وہاں گھر ہے اور

اینجا خداوند خانہ است ● یہاں گھروالا

حج خانۂ خلیل آسان است ● خانۂ خلیل (کعبہ) کا حج کرنا آسان ہے

حج خانۂ جلیل کارِ مردان است ● ربِّ قدیر کے گھر (دِل) کا حج کرنا مردوں کا کام ہے

وَلِکُلِّ عَمَلٍ رِجَالٌ ● ہر عمل کے لئے انسان بنائے گئے ہیں۔ [2]

تعویذ نویسی سے پرہیز

حضرت مخدوم رحمتہ اللہ علیہ اکثر تعویذ نویسوں کو نصیحت کرتے اور فرماتے تھے کہ "میں ابتدائی ایّام میں تعویذ نویسی میں پوری مہارت رکھتا تھا۔ میں نے تعویذ نویسی کے بہت سے نسخے بھی جمع کر رکھے تھے اور ان کی تاثیرات کا بھی تجربہ کیا تھا؛ یہاں تک کہ ایک روز مجھے سخت تنبیہہ کی گئی اور تعویذ نویسی ترک کرنے کی ہدایت کی گئی۔ میں نے فوراً اس شغل کو چھوڑ دیا اور مجموعۂ تعویذات کو دریا بُرد کر دیا تاکہ کوئی دوسرا اس پر عمل نہ کرے۔" [3]

---

[1] دستور السالکین صفحہ ۲۴۵ [2] دستور السالکین صفحہ ۲۴۶

Digitized By eGangotri
Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

جناب مخدوم پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ چند وجوہات کی بنا پر تعویذ نویسی سے منع فرماتے ہیں:

(۱) تعویذات میں آیاتِ قرآنی یا اسمائے اللہ لکھے جاتے ہیں۔ تعویذ لینے والا بے احتیاطی سے کام لے کر کبھی جنابت کی حالت میں یا بے وضو ہو کر یہ آیات لئے ہوئے رہتا ہے، یہاں تک کہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ تعویذ پاؤں کے نیچے روندا بھی جایا جاتا ہے۔ ایسی صورتوں میں تعویذ دینے والا بھی گنہگار بن جاتا ہے اور لینے والا بھی۔

(۲) عام طور بیمار یا کسی مصیبت میں پھنسے ہوئے آدمی ہی تعویذ لیتے ہیں۔ حالاں کہ بیماری یا ابتلاء مصلحتِ خداوندی ہی کے تحت ظہور پذیر ہوتی ہے یا یہ گناہوں کا نتیجہ ہوتا ہے مگر تعویذ حاصل کرکے اگر اُس نے بیماری سے شفا پائی یا ابتلاء سے نجات پائی تو یہ چیز تعویذ دینے والے کی شہرت کا سبب بنتی ہے۔ اور اس سے ریاکاری، غرور، زہد اور پھر شہرت کی بیماری پیدا ہو جاتی ہے اور یہ سب چیزیں روحانی ترقی کے منافی ہیں۔

(۳) اگر کوئی بیمار تعویذ سے ٹھیک نہ ہوا، یا حاجت مند کی حاجت بر آری نہ ہوئی تو وہ آیاتِ قرآنی یا اسمائے اللہ ہی سے بدظن ہو جاتا ہے۔ اور بدظنی کفر ہے۔

(۴) اگر کوئی شخص تعویذ نویسی میں مشہور ہو جاتا ہے تو اس کے پاس ہر قسم کے لوگ آنے لگتے ہیں، یہاں تک کہ ایسے انسان بھی اس کے نزدیک آجاتے ہیں جن کی مصاحبت شرعاً ممنوع ہے۔

(۵) اگر ایک تعویذ نویس اپنی مجلس میں صرف صالحین ہی کو آنے دے اور بدضمیروں پر دروازہ بند کرے تو وہ اس کے خلاف قدم اُٹھائیں گے، یہاں تک کہ تعویذ نویس کی جان تک کی خیر نہیں۔

ظاہر ہے کہ جس کام میں اتنے سنگین خطرات ہوں، اس کا ترک کرنا ہی اولیٰ ہے۔ چند ایک علمائے کرام نے تعویذ نویسی کے حق میں فتویٰ دیا ہے۔ مگر تقویٰ کا تقاضا یہی ہے کہ اس کام کو ترک ہی کیا جائے۔ ہاں سائلوں اور محتاجوں کو فرمانِ رسول سنایا جائے۔

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

کہ اَلصَّدَقَۃُ تَرُدُّ الْبَلَاءَ ۔ صدقہ و خیرات جو غریبوں اور مسکینوں کا حق ہے، سے بَلا ٹل جاتی ہے۔

فرمانِ نبوی ہے کہ: لَا یَرُدُّ الْقَضَاءَ اِلَّا الدُّعَاء ۔ قضا نہیں ٹل سکتی ہے سوائے دعا کے، اس حکم کے تحت سائل کو تلقین کی جائے کہ دُعا و استغفار کرے اور خداوند کریم کے سامنے گڑگڑائے۔ اگر کوئی محب یا مرید مخلص ہو تو اس کے لئے خود بھی دُعا کرے کیونکہ دُعَاءُ الغَائِبِ لِلْغَائِبِ اسرعُ الاجابۃ ۔ کسی کے لئے پیٹھ پیچھے دُعا کرنا زُود اثر ہے۔[1]

آدابُ الفقراء

عوارف میں آیا ہے کہ

حضرت ابو حفص سے آدابِ فقراء کے متعلق پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا:

(۱) مشائخ کا احترام کرنا

(۲) بھائیوں اور دوستوں کے ساتھ حُسنِ سلوک کرنا

(۳) چھوٹوں پر شفقت اور اُن کی خیر خواہی

(۴) غیروں کی صحبت سے کنارہ کشی

(۵) ایثار و قربانی اپنا شعار بنانا

(۶) دینی کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرنا

"عوارف" میں ہے کہ:۔

آدابِ فقراء میں یہ بھی ہے کہ

"ایسے لوگوں کی صحبت ترک کرنی چاہیئے جن کا قبلۂ مقصود دُنیا ہو، یعنی جو دُنیا پرست ہوں۔"

خداوند کریم کا ارشاد ہے کہ

"اُس سے مُنہ موڑو، اور ترکِ صحبت اختیار کرو جو ہماری یاد سے رُوگردانی کرتا ہے۔

---

[1] دستور السالکین صد ۲۴۹

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri
Collection Of Adovcate Showkat

اور متاعِ دُنیا کے بغیر اور کسی چیز کا خواہاں نہیں۔"

رسالہ قشیریہ میں ہے کہ "جس محبت کی بُنیاد کسی دُنیاوی غرض پر ہوتی ہے وہ محبت قائم نہیں رہتی۔[1]

دورِ فِتن

حضرت حجۃ الاسلام "منہاج العابدین" میں فرماتے ہیں کہ

جناب عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ

میں جناب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں بیٹھا ہُوا تھا۔ اور آپ نے فِتن کا تذکرہ چھیڑا، اور فرمایا:۔

" اگر تم دیکھو گے کہ لوگ وعدوں کا پاس نہیں کرتے، امانت کی خیانت کرتے ہیں۔"

میں نے فوراً پوچھا:

"تو یارسُول اللہ! میری جان آپ پر قربان ہو، میں ایسے وقت میں کیا کروں؟"

فرمایا: "گھر میں چمٹے رہو۔ اپنی زبان کو قابو میں رکھو۔ جو جانتے ہو، اُس کو مضبوطی سے پکڑلو۔ اور جو نہیں جانتے ہو، اُس کے پیچھے مت پڑ جاؤ۔ اپنے کام کی طرف دھیان دو۔ اور دل کے کرتوتوں پر نظر مت رکھو۔"

ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ

"جناب رسُول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "وہ ایام (فتنہ کے دن) ایامِ حرج ہیں"۔ عرض کیا گیا: یارسُول اللہ! ایامِ حرج کا کیا مطلب ہے؟"

فرمایا: "وہ زمانہ جب لوگ اپنوں (دوست اور ساتھیوں) سے بھی بے خوف نہ ہوں۔"

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی ایک اور حدیث کی روایت کرتے ہیں کہ

حضور نبی کریم ؐ نے حضرت حارث عمیر رضی سے فرمایا:

"اگر تمھیں لمبی عمر دی گئی تو تم دیکھو گے کہ ایک زمانہ ایسا آرہا ہے کہ نصیحت کرنے والے اور تقریریں جھاڑنے والے بہت ہوں گے اور عمل کرنے والے تھوڑے۔ مانگنے والوں کی

---

[1] دستور السالکین صفحہ ۲۰۱

Digitized By eGangotri
Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

کثرت ہوگی اور دیکھنے والوں کی قلت۔ اُس زمانے میں خواہشِ نفس کا نام حلم ہوگا۔"

میں نے عرض کیا۔ پیارے نبی ﷺ! اُس زمانے میں لوگوں کی کیا حالت ہوگی؟"

فرمایا۔" اُس زمانے میں لوگ نماز ترک کریں گے اور رشوت قبول کریں گے۔ دین کو دُنیا کی حقیر مقدار کے عوض بیچ ڈالیں گے۔ اے خوش قسمت! ایسے زمانے سے دُور رہو۔ دُور رہو۔"

جب یہ حال رُونما ہو۔ تو دُور رہنا اور کنارہ کش ہونا ہی افضل ہے۔ ہماری بات تو کیا! اسلافِ کرام نے دَورِ فتن سے ڈر کر یہی روّیہ اختیار کیا ہے۔ اب تو زمانہ تباہ تر ہُوا ہے۔ اس لئے عزلت نشینی اور بھی لازمی ہوگئی ہے۔

یوسف اسباط رح کہتے ہیں کہ میں نے سُنا ہے کہ سفیان ثوری رح کہا کرتے تھے کہ قسم ہے خدائے لاشریک کی کہ ہمارے زمانے میں عزلت نشینی فرض بن گئی ہے۔"

کہتے ہیں کہ سفیان ثوری رح نے عباد خواص رح کو لکھا کہ:

"کیا تمھیں معلوم ہے کہ تم ایسے زمانہ میں پیدا ہوئے ہو جس سے کہ اصحابِ رسول ﷺ پناہ مانگتے تھے۔ وہ اگر اس زمانہ کو پا بھی لیتے، اُن کے پاس علم تھا (جس کی بدولت زمانہ انھیں ضرر نہیں پہنچا سکتا) ہمارے پاس وہ علم نہیں۔ تو ہمارا کیا حال ہوگا؟ جب صبر کی بھی قلت ہے اور دوستوں اور مددگاروں کی بھی۔ اور فساداتِ مردم کی کثرت۔"

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ، فرمایا کرتے تھے کہ

"عزلت کا مقصد ہے بدہم نشینوں اور بُرے ساتھیوں سے الگ ہونا۔"

سفیان عینیہ رح نے سفیان ثوری رح سے کہا کہ:

"مجھے نصیحت کیجئے۔" فرمایا۔" لوگوں کے ساتھ کم جان پہچان کیا کرو۔"

میں نے کہا۔" کیا حدیث میں نہیں آیا ہے کہ لوگوں کے ساتھ بکثرت میل جول رکھا کرو۔ کیونکہ ہر مومن شفیع ہے۔" فرمایا۔" نہیں وقت بدل گیا۔ اب وہ وقت ہے کہ تمھارے پاس گمراہی وہی لائے گا جو تمھارا آشنا سا اور واقف کار ہوگا۔"

سفیان عینیہ رح فرماتے ہیں کہ حضرت سفیان ثوری کی موت کے بعد میں نے انھیں خواب میں دیکھا تو پھر یہی عرض کیا: "مجھے نصیحت کیجئے۔" فرمایا: "لوگوں کے ساتھ جان پہچان

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Advocate Showkat

میں کمی کرلو، کیونکہ اُن سے چھٹکارا پانا مشکل ہے۔"

فیضل عیاض رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے کہ

"یہ وہ زمانہ ہے کہ زبان کو لگام دینی چاہیئے اور اس کی حفاظت اچھی طرح کرنی چاہیئے اور کسی خلوت گاہ میں چھُپ کر دِل کا علاج کرنا چاہیئے۔"

حضرت داؤد طائیؒ فرماتے تھے :۔

"دُنیا میں روزہ رکھو اور آخرت میں کھولو۔ اور لوگوں سے اس طرح بھاگو جس طرح شیر سے بھاگا کرتے ہیں۔"

عُبید کہتے ہیں :

"میں نے کسی بھی دانا کو نہ دیکھا جس نے مجھے نصیحت نہ کی ہو کہ اگر تمھیں خواہش ہے کہ کوئی تم کو نہ جانے۔ تو یاد رکھو، یہ خداوند کریم کا اِنعام ہے۔ اور یہی خُدائے تعالیٰ کے نزدیک کارِ عظیم ہے۔"

یحییٰ معاذ رازی رحؒ کہتے ہیں کہ

"اسلافِ کرام سرداروں اور امیروں کی مُلاقات سے کتراتے تھے، یہاں تک کہ ایک دوسرے کی مُلاقات کو بھی نہ جاتے تھے۔"

حرم ابنِ حبان نے اُویس قرنیؓ سے کہا کہ

اُویس! آؤ ہم ایک ہی جگہ رہیں تاکہ ایک دوسرے کی مُلاقات کیا کریں۔"

حضرت اُویس رضؓ نے فرمایا:۔

پیٹھ پیچھے ایک دوسرے کے لئے نیک دُعائیں دینا، اس سے بہت بہتر ہے کہ ایک دوسرے کے نزدیک بیٹھیں، کیونکہ باہمی مُلاقات میں ریاکاری کا خطرہ ہے۔"

میرے شیخ کامل نے ایک عارف باللہ سے مُلاقات کی اور بہت دیر تک باتیں ہوتی رہیں۔ جب مجلس برخاست ہوئی تو میرے شیخ نے کہا۔"میرا خیال ہے کہ اس سے بہتر اور فائدہ مند مجلس کہیں نہ ہوئی ہوگی۔" عارف باللہ نے جواب دیا۔"مجھے یقین نہیں کہ اس سے بھی بڑھ کر کوئی اور مجلس خوف آور اور خطرناک ہوئی ہوگی۔ کیونکہ آپ نے بھی احادیث اور باریک نکتے فرمائے۔ اور میں نے بھی اپنے علم کا اظہار کیا۔ نتیجہ یہ کہ لازماً ہمارے اندر

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

ریاکاری آگئی۔" یہ بات سُنتے ہی شیخ کابلی نے اِتنا رویا کہ بے ہوش ہو گئے۔

یہ ہے زاہدوں اور عارفوں کا حال؛ جاہلوں، شریروں اور باطل پرستوں کا حال کیا ہوگا۔ اس سے تو خدا ہی حافظ ہے۔ افسوس! زمانہ خراب ہوا ہے۔ لوگ برباد ہو گئے ہیں۔

لوگ تمہیں خدا کی عبادت تک کرنے نہ دیں گے اور ایسے حالات بنائیں گے کہ تم عبادت بھی نہ کر سکو گے۔ اور اگر عبادت کا کچھ حصّہ ادا بھی کرو گے تو اُسے برباد کر ڈالیں گے۔ اس لئے لوگوں سے الگ تھلگ رہنا اور عُزلت نشینی ہی بہتر ہے اور خداوند کریم سے آفاتِ زمانہ اور فتنہ ہائے دَور سے پناہ مانگنا لازم۔

اگر کوئی سوال کرے کہ لوگوں سے ملنا جُلنا اور ارتباط بڑھانا واجب ہے تو عزلت نشینی کیسے جائز ہوئی؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ

لوگ ۲ دو قسم کے ہیں۔ ایک وُہ جن کے ہاتھ میں نہ علم ہے نہ حکم۔ اس لئے وہ بندگانِ خدا کو نہ علم سے فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور نہ حکم سے ان کے جھگڑے چکا سکتے ہیں ایسے انسانوں کو الگ تھلگ ہی رہنا چاہیئے تاکہ اپنے کو فتنہ ہائے زمانہ سے بچا سکیں!

ہاں نمازِ باجماعت، نمازِ جمعہ، نمازِ عیدین وغیرہ تقریبات پر لوگوں سے ملنا ایسے لوگوں کے لئے بھی فرض ہے۔ اگر کوئی سالک ان فرائض کے وقت بھی لوگوں سے ملنے کا خواہاں نہ ہو۔ تو اُسے کسی جنگل یا دُور و دراز اور الگ تھلگ مقام پر قیام کرنا چاہیئے کیونکہ ایسی حالت میں رہنے ہی سے فرائض ساقط ہو سکتے ہیں۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ بہت سارے سالکین پہاڑوں کی چوٹیوں پر رہے ہیں اور اپنی زندگیاں وہیں پر گزاری ہیں۔

شہر اور بستیوں میں رہنے والوں کے لئے نمازِ باجماعت و جمعہ وغیرہ میں شامل نہ ہونا ناجائز بھی ہے اور پُرخطر بھی۔

چونکہ صحبت کا اثر ہوتا ہے، اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کا ارشاد ہے کہ اُن علماء کی صحبت اختیار کرو جو پانچ حالتوں سے نکال کر پانچ حالتوں میں پہنچا دیں

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

——— جو ———

(۱) شک و تردد سے نکال کر یقین و ایمان کی طرف

(۲) تکبر سے تواضع کی طرف

(۳) بُغض و عداوت سے نصیحت و خیر خواہی کی طرف

(۴) ریاکاری سے خلوص و صداقت کی طرف ——— اور ———

(۵) حُبِ دُنیا سے حُبِ آخرت کی طرف لے جائیں۔

ریاکاری، تکبر، عداوت اور دیگر امراضِ باطنی کے پیدا ہونے کی بُنیادی وجہ دُنیا پرستانہ ذہنیت اور مادہ پر درانہ جنون ہے۔

ارشادِ نبوی ہے کہ

"جماعت کے ساتھ اپنے کو منسلک کرنا تُم پر واجب ہے کیونکہ شیطان جماعت سے دُور بھاگتا ہے۔ یہ حدیثِ مُبارک گوشہ نشینی کے خلاف دلیل بن سکتی ہے لیکن جناب رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہی کا ارشاد ہے کہ اِلزَم بَیْتَكَ ۰ یعنے گھروں میں چھپے رہو۔ حقیقت یہ ہے کہ ان دونوں احادیثِ مُبارک میں کوئی تناقض و تضاد نہیں بلکہ توافق و تطابق ہے اور وہ اس طرح کہ

جماعت کے ساتھ مُنسلک رہنے کا مطلب یہ ہے کہ امورِ دین کے بارے میں اُمت نے جو رویہ شریعت کی روشنی میں اختیار کیا ہو، اُسے قبول کرنا اور اپنانا چاہیئے اور اس کی مخالفت کرنا ضلالت و گمراہی ہے۔ ہاں اگر کہیں کوئی مسئلہ قابلِ اصلاح نظر آئے تو اس کی دُرستی کے لیئے مُصلحانہ قدم اُٹھانا جائز ہے۔

دوسری یہ بات کہ نمازوں میں جماعۃ المُسلمین کے ساتھ شامل ہونا فرض ہے کیونکہ اس سے اسلام کی شان بڑھتی ہے۔ مُسلمانوں کا اکٹھے ہونا، اکٹھے عبادت کرنا اور اکٹھے آنا اور جانا دُشمنوں کے لیئے سخت ناپسندیدہ اور باعثِ جگر سوزی ہے۔ ایسی حالت میں لازم ہے کہ جماعت کے ساتھ اپنے کو وابستہ کرے۔ یہ نزولِ برکات کا سبب ہے!

اگر کوئی سالک گوشہ نشین بھی ہو، تو اُسے بھی نیک کاموں میں مُسلمانوں کے ساتھ شامل ہونا فرض ہے۔ ہاں غیر سنجیدہ میل جول سے پرہیز کرنا چاہیئے!

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

ارشادِ نبوی ہے کہ

اَیَاکُمْ مِنْ کُلِّ جَاھِلٍ عَلِیْمٍ قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللہِ مَنِ الْجَاھِلُ عَلِیْمٌ قَالَ الْعَالِمُ بِالْاِنْسَانِ وَالْجَاھِلُ بِالْقَلْبِ

"خبردار جاہل علیم سے پرہیز کرو۔" عرض کیا گیا۔ اے خدا کے رسول! جاہل عالم کون ہوتا ہے؟ فرمایا۔ "جو زبان سے تو عالم ہو لیکن اُس کا دل جاہل ہو۔"

فی جامع الصغیر قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خَیْرُ النَّاسِ من انفتن مِنْ اخذ بعنان فرسہ خلف اَعْدَاءِ اللہِ یخیفھم وَیُخِیْفُوْنَہٗ اَوْرَجُلٌ معتزل فِیْ بَارِیَۃٍ یؤدی حَقَّ اللہِ الَّذِیْ عَلَیْہِ ۝

جامع صغیر میں ہے کہ

جناب سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

"زمانۂ فتن میں وہی شخص بہتر ہے جو دشمنانِ خدا کو ڈرانے کے لئے گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے اُن کے پیچھے اس طرح دوڑا کہ وہ انھیں ڈرا تا رہا اور وہ اُس سے ڈرتے رہے یا وہ شخص جو الگ تھلگ بادیہ نشین ہو گیا اور حقوق اللہ ادا کرتا رہا۔"[1]

نمازِ باجماعت کی اہمیّت

قَالَ عَلَیْہِ الصَّلَوٰاتُ وَالسَّلَامُ صَلوٰۃُ الْجَمَاعَۃِ افضلُ صَلوٰۃِ المنفرد بالسبع وَعِشْرِیْنَ دَرَجَۃً ۝

رہبرِ اعظم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ:

نمازِ باجماعت اکیلے اور منفرد نماز پڑھنے سے ستائیس گنا درجہ زیادہ رکھتی ہے۔

خواجہ عُبید اللہ احرار رحؒ سے عرض کیا گیا کہ چند ایک اصحاب ایسے ہیں جو نمازِ جماعت میں شامل نہیں ہوتے۔ فرمایا "غلط کرتے ہیں انھیں جماعت میں شامل ہونا چاہیئے۔"

---

[1] دستور السالکین صفحہ نمبر ۲۵۱، ۲۵۲

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Advocate Showkat

بُستانِ فقیہ ابواللیث میں ہے کہ

"جب کوئی آدمی مسجد سے دُور رہتا ہو، اور راستے میں بارش سے کپڑوں کے نہایت ہی بھیگ جانے کا یا کوئی اور خطرہ ہو تو اگر وہ ایسے حالات میں گھر پر ہی نماز پڑھے تو کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی ایسی صورت میں گھر ہی پر نماز پڑھنے کا حکم دیتے رہے ہیں۔

کتاب "وسیلۃ الطالبین" میں ہے کہ نوافل خلوت ہی میں ادا کرنا افضل ہے۔

کتاب الاحیاء میں ہے کہ

قَالَ النبیؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی رکعتین فی خلاءٍ لَا یَرَاہُ اَحَدٌ اِلَّا اللہ وَ مَلٰئِکَۃِ کانت لہٗ بَرَاءَۃٌ مِنَ النَّار۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

جس نے اس طرح خلوت میں دو رکعتیں نماز کی ادا کیں کہ اللہ اور اس کے فرشتوں کے بغیر کسی نے نہ دیکھا تو وہ جہنم سے آزاد ہو گیا۔

مَنْ عَبَدَ اللہَ فی خَلْوَتِہٖ قضی اللہ حوائجہٗ بالخطرات

جس نے خلوت میں اللہ کی بندگی کی، خداوند کریم نے اُس کی حاجات پوری کیں۔

حضورؐ نے فرمایا:

حلال خور کی دو رکعتیں، حرام خور کی ہزار رکعتوں سے بہتر ہیں۔[۵]

---

۵ دستور السالکین صفحہ نمبر ۵۶؛

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

بشارتیں

خواجۂ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:-

"نبوت کا سلسلہ اب بند ہوگیا، ہاں مبشرات باقی ہیں، جسے مومن دیکھتا رہے گا اور رویائے صادقہ کے ذریعہ اسے دکھایا جائے گا۔"

رویائے صادقہ ایسے خوابوں کو کہتے ہیں جو ایک نبی یا ولی دیکھتا ہے اور بعینہٖ اپنی اصلی صورت میں ظہور پذیر ہوتے ہیں۔

رہبان، برہمن اور فلسفی بھی کثرتِ ریاضت اور اپنے دل و نفس کو پاک کرنے کی وجہ سے ایسے خواب و واقعات دیکھتے رہے ہیں جن کا ظہور بعد میں ہوتا ہے لیکن یہی انکشافات ان کے حق میں زیادتی کفر و شرک کا باعث بنتے ہیں، اس لئے اسے استدراج کہتے ہیں۔

اس کے برعکس موحد اور خدا پرست پاک باز تصفیۂ قلب و ریاضت و عباداتِ مسنونہ سے مزید نور حاصل کرتے جاتے ہیں اور

اللہ ولی الذین آمنوا یخرجھم من الظلمٰت الی النور کی تفسیر بن جاتے ہیں۔ خداوند کریم کو لاشریک جاننے والا موحد نورِ توحید کی بدولت تمام قسم کی شرکیات اور پردہ ہائے کفر و تاریکی سے نجات پاتا ہے اور احدیت و صمدیت کے نور میں غرق ہوجاتا ہے۔[1]

مردِ حق بین کی دامن گیری

مرصاد العباد میں آیا ہے کہ

"اگر کوئی شخص محض اپنے علم و عقل پر اعتبار کرکے راہِ حیات اختیار کرے گا تو ہلاکت

[1] دستور السالکین صہ ۲۶۷

Digitized By eGangotri
Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Advocate Showkat

کے بھنور میں ڈوب جائے گا۔ یا اگر یہ جان لے گا کہ کتاب اللہ اور رسولؐ ہی میرے لئے اس طرح کافی ہے کہ اب کسی رہنما کی رہنمائی کی ضرورت نہیں۔ ایسا گمان کرنے والا بھی خود فریبی میں مبتلا ہے۔

وجہ یہ ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ کتاب اللہ اور رسولؐ کی رسالت ہی اصلی رہنما ہیں۔ مگر کسی مردِ حق بین کی دامن گیری بھی لازمی ہے۔[1]

اس حقیقت کو مثال سے یوں سمجھ سکتے ہیں کہ

اطبأ و حکمائے بے شمار رنج و محنت اٹھا کر کتابوں میں پوری شرح و بسط کے ساتھ امراض اور علاجِ امراض کی وضاحت کی ہے۔ لیکن اس کے باوجود کسی تجربہ کار و مرض شناس حکیم کی طرف رجوع کرنا ضروری اور لازمی ہے۔

بالکل اسی طرح ایک آدمی، جو دل کی بیماریوں اور اخلاقی امراض میں گرفتار ہوتا ہے، قرآن پاک کے دارالشفأ سے علاج حاصل کرنے کے لئے اس کی طرف رجوع کرتا ہے اور وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ۝ سے شفا حاصل کرتا ہے۔ یہ مقدس کتاب ہر قسم کی بیماری اور اس کے علاج کی واضح نشاندہی کرتی ہے، چنانچہ کہا گیا ہے لَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ ۝

پھر ان امراض کے علاج کی عملی تعلیم حضرت حکیمِ حاذق جناب رسولِ صادق صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دے گئے ہیں۔ آپؐ کے فیضِ صحبت سے آپؐ کے دوست اور مصاحبینِ کرام بھی نجومِ ہدایت بن گئے۔

أَصْحَابِي كَالنُّجُومِ بِأَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمْ اهْتَدَيْتُمْ

یعنی میرے دوست ہدایت کے تارے ہیں۔ تم جو ان کی پیروی کرے گا، ہدایت پائے گا صحابۂ کرام کے بعد تابعین اور پھر تبع تابعین رہنمایانِ دین بن گئے اور ہر دور میں اربابِ قلوب و نظر پیدا ہوتے گئے۔ یہ پاک باز اُمت، قوم کے مزاج و حالات کے مطابق کتاب اللہ اور سنتِ رسولؐ کی روشنی میں رہنمائی کرتے رہے ہیں نہ یہی وہ مجتہدین ہیں

---

[1] علامہ اقبال فرماتے ہیں سے

اندریں عالم نیرزی با خسے تا نیاویزی بدامانِ کسے (مترجم)

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

جن کے بارے میں کہا گیا ہے کُلُّ مُجْتَہِدٍ مُصِیْبٌ۔

اس سے معلوم ہوا کہ کتاب اللہ و سُنّتِ رسول صلعم کی موجودگی کے باوجود ایسے طبیبوں کی ضرورت ہے جو خُود بھی علم و عمل سے بہرہ ور ہوں اور وقت و قوم کے مزاج و حالات سے بھی خبردار۔ اس کے ساتھ ساتھ انہیں اہمیت بھی ہو کہ ہر ایک کو مُناسب نسخہ تجویز کریں جس طرح طبیب بُوڑھے، جوان اور بچے کے لئے اپنی اپنی عُمر اور استعدادِ طبع کے مطابق ہی علاج کرتا ہے۔

کوئی ایسا طبیب، جو ہر شہر، ہر عُمر اور ہر مرض کے لئے ایک ہی طریقہ کا علاج کرے طبیبِ حاذق نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ایک ایسا طبیب ہی، جو صاحبِ نظر ہو، باکمال ہو، تجربہ کار ہو، سنجیدہ اور سلیم الفطرت ہو کامیاب علاج کر سکتا ہے۔

ان ہی اوصاف کا رُوحانی طبیب میں پایا جانا بھی لازمی ہے، جب ہی وہ دِلوں کا علاج کر سکتا ہے اور خُداوند کریم کے نزدیک لے سکتا ہے۔ اور ایسے ہی طبیب کی دامن گیری ایک لازمی امر بلکہ فرض ہے۔

مثل مشہور ہے تَدَاوُوْا فَاِنَّ الَّذِیْ اَنْزَلَ الدَّاءَ اَنْزَلَ الدَّوَاءَ

علاج کراؤ۔ کیونکہ جس نے بیماری بھیج دی ہے، دوائی بھی بھیج دی ہے۔

اس لئے اپنے نفس کے اس غرور سے بچنا چاہیئے کہ جاننے والا ہونے کی وجہ سے میں خُود ہی منزل تک پہنچ سکتا ہوں، کیونکہ اس کے باوجود طبیب کے ہاتھ میں نبض دینے کی ضرورت ہے[1]

اہمیّتِ شوق

صحیح حدیث میں ہے کہ

جناب علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالٰی وجہہٗ کا دلِ مُبارک، جب نورِ علم سے معمور ہُوا تو جذبۂ حق کی بے قراری پیدا ہوئی۔ اور اسی اضطرابی کیفیت میں جنابِ رسالت مآب

---

[1] دستورالسالکین صہ ۲۷۸ - ۲۷۹

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ
یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ عَلِّمْنِیْ عِلْمًا یُوْصِلُنِیْ اِلَی اللّٰہِ ۔ اے نبی ؐ! مجھے ایسے
علم سے روشناس کیجئے جو اللہ تک پہنچا دے۔

حضور نبی کریم ؐ یہ التجا سُن کر نہایت ہی مسرور و محظوظ ہوئے۔ فرمایا:
"میں مدت سے خواہاں تھا کہ تمھیں اس علم سے بہرہ وَر کروں لیکن تمھاری چاہت
کا منتظر تھا؛ تاکہ یہ علم تمھارے حق میں زیادہ نفع بخش ثابت ہوسکے۔ یہ فرمانے
کے بعد حضور ؐ نے جناب علی مرتضیٰ رضؓ کو رُو بہ قبلہ بیٹھنے کا حکم دیا۔ اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا
اللّٰہُ کی تعلیم دی۔ جب سے اب تک یہی تعلیم مُسلسل و معنعن مشائخینِ کرام میں
بالاسناد چلتی آئی ہے۔

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ راہِ حق میں جذبۂ شوق کا پایا جانا اوّلین شرط ہے۔
اگر طالب کے دِل میں شوق و عشق نہیں تو ساری تلقین و تعلیم بے کار و رائیگاں ہے۔[۱]

پیرانِ مکّار

خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ
مُرشد کو خداوندِ کریم کے عشق کے بغیر ہر دلچسپی سے دست بردار ہونا چاہیئے۔
حتیٰ کہ اپنے وجود کو بھی مرکزِ توجہ نہ بنانا چاہیئے۔ مُرید بنانے کی آرزو مُرشد کے
لئے سمِّ قاتل سے کچھ کم نہیں۔

آں پیر کہ طالبِ مُرید است ● در مذہبِ اولیأ مُرید است
یعنی جو پیر مُرید بنانے کی تگ و دَو اور فکر میں ہو، وہ اولیائے کرام کی نظروں میں
پیر نہیں، شیطانِ مردُود ہے۔

مُرشدِ خدا پرست کو چاہیئے کہ اگر کبھی اس کے دِل میں مُرید بنانے کی آرزو پیدا ہوئی
ہو تو اس آرزو کو فوراً دِل سے نکالے اور اس خواہشِ ایمان سوز سے فوراً توبہ کرے،

---

[۱] دستور السالکین صفحہ ۲۹۰

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

خُداوندکریم سے معافی مانگے اور دِل کو پاک وصاف کرے!

نام نہاد پیر اور مُرشد۔ بے ارشاد اور عالم بے عمل کا بہترین نقشہ امام قشیری رح نے سورۂ یونس کی آیت کی تفسیر میں پیش کیا ہے۔

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ ٥

امام قشیری رح اس آیت کی تشریح میں فرماتے ہیں:

جھُوٹ بولنا بُرا ہے اور خُداوندکریم کی طرف جھُوٹ منسوب کرنا زیادہ ہی بُرا! اور سب سے بڑا ظلم ہے۔

مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ جو اپنی باطنی کیفیت وحالت کے متعلق وہ کچھ بیان کرتے ہیں جو حقیقت سے دُور ہے۔ ڈینگیں مارنا، اپنی رُوحانیت کا بڑھا چڑھا کر تذکرہ کرنا، اپنی رُوحانیت کا چرچا کرنا، سب سے بڑا ظلم ہے اور یہی لوگ بہت بڑے ظالم ہیں۔ ان کے اس بہت بڑے جرم کی سزا یہ ہے کہ یہ کبھی راہِ حق نہیں پائیں گے اور یہ سب سے بڑی سزا ہے۔

ایک اور جگہ خُداوندکریم ارشاد فرماتا ہے:

وَاِنَّ مِنْھُمْ لَفَرِیْقًا یَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَھُمْ بِالْکِتٰبِ لِتَحْسَبُوْہُ مِنَ الْکِتٰبِ وَمَا ھُوَ مِنَ الْکِتٰبِ ٥

امام قشیری رح فرماتے ہیں کہ

اس آیتِ کریمہ میں بھی ان ہی نامُرادوں کا تذکرہ کیا گیا ہے جو اپنی باطنی کیفیت اور رُوحانی واردات اس طرح بیان کرتے ہیں کہ گویا یہ اُن کے دِل کی حالت ہے، حالانکہ ان کے دِلوں میں اس کا شائبہ تک نہیں ہوتا۔ یہ جھُوٹے لوگ مکروفریب سے کام لیتے اور لوگوں کو دھوکا دیتے رہتے ہیں۔ یہی سب سے بڑے ظالم ہیں اور ایسے ناہنجاروں کے نصیب میں خُداوندکریم کی ہدایت نہیں!

سورۂ ھوُد میں ہے کہ

اَلَّذِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَیَبْغُوْنَھَا عِوَجًا وَھُمْ بِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ کٰفِرُوْنَ ٥ یعنی جو لوگ بندگانِ خُدا کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور اس میں

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

پڑھ ڈھونڈتے ہیں، دراصل یہ لوگ آخرت کے منکر ہیں۔

امام قشیری رحمہ فرماتے ہیں :-

اس آیت میں بھی ان ہی مکار اور افترا پردازوں کی صفت بیان کی گئی ہے۔ یہ لوگ نفس کی بندگی ہیں، شریعت کو بھی خیرباد کہہ بیٹھتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ انھیں اس کی اجازت ہے۔ اور اس طرح لوگوں کو راہِ حق سے بھٹکاتے ہیں۔ لوگوں کے سامنے غلط سلط باتیں بیان کرتے ہیں۔ ادھر روپیہ پیسہ بٹورنے کے لئے چاپلوسی سے کام لیتے اور ایسے انسانوں کی تعریفیں کرنے لگتے ہیں جو تعریفوں کے لائق نہیں ہوتے اور یہ محض اس لیئے کہ ان سے دولت دُنیا حاصل کی جائے۔ اس طرح یہ لوگ دینِ حق میں مداہنت سے کام لیتے ہیں اور شریعت کو بچوں کا کھیل بنا لیتے ہیں [1]

اعتکاف کیا ہے اور معتکف کون؟

فقیہوں کے نزدیک اعتکاف (چلہ کشی) کے معنی ہیں، کسی مسجد شریف میں کچھ دنوں کے لئے خلوت نشینی اختیار کرنا اور اس اعتکاف کی شرائط و فرائض کتبِ فقہہ میں وضاحت کے ساتھ درج ہیں۔

اربابِ بصیرت اور اولیائے کرام کے نزدیک

اعتکاف کے معنی ہیں نفس کو ضبط میں رکھنا۔ شریعت کی ہر جگہ اور ہر لمحہ پابندی کرنا۔ ہمہ وقت معروف کی اطاعت اور منکر سے گریز کرنا۔

حضرت شیخ ابوبکر واسطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں :-

"نفس کو ضبط میں رکھنا۔ ہر عضو کو گناہوں سے بچانا اور وقت کی قدر کرنا — یعنی یادِ خدا میں زندگی کی گھڑیاں گزارنا اور کسی وقت مولٰی کی یاد سے غافل نہ ہونا — جو ان تینوں شرائط کی پابندی کرے تو وہ جہاں بھی جائے معتکف ہے اور اعتکاف کا ثواب حاصل کر رہا ہے۔"

[1] دستور السالکین صفحہ ۲۸۱

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Advocate Showkat

ایک آدمی نے اپنے خادم سے کہا: "مجھے کوئی ایسی پاک جگہ دکھاؤ جہاں میں نماز ادا کر لوں؟" خادم نے برجستہ جواب دیا: "دل کو ما سوی اللہ سے پاک کر لے، پھر جہاں مرضی ہے نماز پڑھ لے"۔ ۱؎

مومن ہر ایک کا دوست

دوستانِ حق متوکلاً علی اللہ، صحبتِ خلائق اختیار کر کے خُذْ مَا صَفَا دَعْ مَا كَدِرَ کے مطابق صحیح کو قبول کرتے اور غیر صحیح کو رد کر دیتے ہیں۔ اگر انہیں کسی ایسے شخص سے واسطہ پڑتا ہے جس کی صحبت نفع بخش نہیں، پھر بھی اُس سے درسِ عبرت حاصل کرتے ہیں۔

مولانا سعد الدین کاشغری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

"ہر دل تک پہنچنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ کیونکہ فیضِ خداوندی ہر ایک کو پہنچتا رہتا ہے۔ ہاں جو غافل ہیں وہ اپنی غفلت کی وجہ سے فیض سے محروم رہ جاتے ہیں۔

حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

"مومن لوگوں کا بوجھ اس لئے اُٹھاتے رہتے ہیں کہ اُن کے اخلاق سدھر جائیں اور وہ کسی دل کو پا سکیں۔ کیونکہ کوئی دل ایسا نہیں جس پر اللہ کی نظر نہیں، خواہ صاحبِ قلب اس سے واقف ہو یا نہ۔ گویا جس نے کسی کی دل جوئی کی، فیضِ خداوندی سے بہرہ ور ہوا۔"

حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کیا بہترین بات فرماتے تھے کہ:-

"اگر ہم دوستوں کے عیبوں کو دیکھتے ہی رہیں تو پھر ہمارا کوئی دوست نہ ہوگا۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ کوئی بھی ایسا فرد نہیں جسے خداوند کریم نے کوئی نہ کوئی خوبی عطا نہ کی ہو — کوئی دیوانہ یہ شعر پڑھتا تھا ؎

نیکواں را دوست دارد ہر کہ باشد در جہاں
گر بداں را دوست داری گوئے بردی از میاں

۱؎ دستور السالکین ص ۸۲

Digitized By eGangotri
Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

یعنی نیکوں کو ہر ایک دوست بناتا ہے۔ اگر تم نے بُرے شخص کو دوست بنایا تو یقیناً بازی جیت لی۔

حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے، ہم نے اس شعر سے بہت ہی سبق حاصل کیا۔ ہمارے مُریدوں کو بھی یہ شعر یاد رکھنا چاہیئے۔

مشہور ہے کہ جناب خلیل ابراہیم علیٰ نبیناؑ علیہ الصلوات والسّلام کے پاس کوئی بیگانہ آیا اور روٹی مانگنے لگا۔ حضرت ابراہیمؑ نے پُوچھا: "تم کیا ہو؟" اُس نے جواب دیا: "آتش پرست ہوں۔" حضرت ابراہیم نے ڈانٹا اور باہر نکالا۔ خُداوند کریم نے جنابِ ابراہیم کو تنبیہہ فرمائی۔ ارشاد ہوا:

"اے ابراہیم! یہ آدمی ستّر برس سے میرے دسترخوان پر کھاتا رہا ہے اور میں نے کبھی نہ نکالا۔ افسوس تُو اسے ایک وقت کی روٹی بھی نہ دے سکا!"[1]

رضا بہ قضا

کیمیائے سعادت میں ہے کہ

خُداوند کریم کی مرضی کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنا اور اس کی چاہت پر راضی رہنا سب سے بلند مقام ہے اور اس سے اُوپر کوئی مقام نہیں!

خُداوند کریم کی محبّت، بندے کی سب سے بڑی صفت اور مومن کا مطلوبہ وصف ہے اور خُدائے تعالیٰ کے چاہنے پر راضی رہنا اسی محبّت کا پھل ہے اور یہ پھل جب ہی حاصل ہوتا ہے جب محبّت عروج کو پہنچی ہوئی ہو۔

اسی لئے سرورِ کائنات جناب محمد عربی صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم نے فرمایا:

اَلرِّضَا بِالْقَضَاءِ بَابُ اللّٰهِ الْاَعْظَمُ ۝ تقدیر پر راضی رہنا خُداوند کریم کا سب سے بڑا دروازہ ہے۔

محققین کا کہنا ہے کہ

قضا کے معنی ہیں، علمِ ازلی میں چیزوں کا تعین کیا جانا، اور قدر سے مُراد ہے اُسی تعین کے مطابق چیزوں کا پیدا ہوتے رہنا۔[2]

---

[1] دستور السالکین صہ ۲۸۵ [2] دستور السالکین صہ ۲۸۶

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

ملامت پسند گروہ

کشف المحجوب میں آیا ہے کہ

دوستی کی راہ میں ملامت سے بہتر اور کوئی غذا نہیں کیونکہ دوست کے لئے ملامت برداشت کرنا ہی سچی دوستی کی علامت ہے۔ اور یہ دوستی کو کم نہیں کر سکتی۔

ملامت عاشقوں کے لئے باعثِ اطمینان، سکون بخش اور مسرت افزا ہے۔

ملامتی گروہ اُن پاک بازوں کی جماعت ہے جو محبوب کے لئے ملامت برداشت کرتے اور اشارۂ محبوب پاکر وہ وطیرہ اختیار کرتے ہیں کہ لوگ اس کی کنہ تک نہیں پہنچ سکتے اور انھیں ہدفِ ملامت بناتے ہیں۔ یہ مخصوص گروہ دل کی سلامتی کے لئے ملامتِ تن اختیار کرتے ہیں اور ایسا درجہ پاتے ہیں کہ فرشتے اور ملائکینِ مقربین کی بھی اُن کے درجہ تک رسائی نہیں ہو سکتی!

خلاصۃ المناقب میں ہے کہ

"بہترین اولیائ وہ ہیں جن کو صوفیوں کی اصطلاح میں اہلِ ملامت کہتے ہیں۔

حضرت شیخ محی الدین ابنِ عربیؒ اہلِ ملامت کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اُہلِ ملامت دو گروہوں پر مشتمل ہیں:۔

ایک یہ کہ ملامتی ایک ایسے مرد کو کہتے ہیں کہ جو اپنی رُوحانی کیفیت اوروں کے سامنے ظاہر نہیں کرتا، بلکہ اپنی انکساری و عجز کا اظہار کرتا رہتا ہے۔ اگرچہ خُداوندِ کریم کی طرف سے اُسے رُوحانی بصیرت عطا ہوئی ہوتی ہے۔ یہ ایسی رُوحانی قوّت کا مالک ہوتا ہے کہ یہ دُنیا و عقبیٰ پر قابض ہو کر جسے چاہے فنا کر سکتا ہے، لیکن اس کے باوجود یہ منکسرانہ انداز میں زندگی گزارتا ہے۔

یہی صفت ہمارے عظیم پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کے یہاں موجود تھی!

ایک اور گروہ اس لئے ملامتی کہلایا جاتا ہے کہ وہ اپنی رُوحانی کیفیت چھپانے کے لئے اُن مقامات پر بھی چلا جاتا ہے جن کی طرف جانا زیب نہیں دیتا۔

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

جہاں اوروں کا دامن ملوث ہو سکتا ہے مگر یہ لوگ اپنا دامن بھی بچاتے ہیں اور لوگوں کی نظروں سے اپنی رُوحانی بلندی بھی چھپاتے ہیں۔

تفسیر قشیری میں ہے کہ

جناب رسولِ کونین صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی قبل از نبوت ہر جگہ تعریف کی جاتی تھی۔ لوگ انھیں امین و صادق کہہ کر پکارتے تھے، لیکن جوں ہی آپؐ نے اعلانِ حق اور خدائے تعالےٰ کے لاشریک ہونے کی آواز بلند کی تو وہی انسان آپؐ کو بُرے ناموں سے پکارنے لگے۔

خداوند کریم ان ہی واقعات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتا ہے:

وَلَقَدْ نَعْلَمُ اِنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ الخ

"اے نبیؐ! ہمیں معلوم ہے کہ ان لوگوں کی باتوں سے آپ رنجیدہ خاطر ہو جاتے ہیں۔ آپؐ (ان سے اعراض کر کے) اپنے مولےٰ کی یاد کیا کیجئے اور اس کی پاکی بیان کرتے رہیں۔"

سورۂ حجرات میں ہے کہ

اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ الَّذِيْنَ الخ

"اے نبیؐ! ہم تمھارے بارے ان لوگوں کے لئے کافی ہیں، جو تمھارا مذاق اُڑاتے رہتے ہیں اور خداوند کریم کا شریک ٹھہراتے ہیں۔ تم ان لوگوں کی باتوں پر رنجیدہ خاطر ہوتے ہو۔ اپنے رب کی تسبیح کیا کرو۔ سجدہ کرنے والوں میں بن جاؤ اور اپنے رب کی تادمِ آخر بندگی کرتے رہو۔"

سورۂ سبا میں ہے کہ

قُلْ اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ الخ

"اے نبیؐ! کہہ دیجئے کہ میں تمھیں ایک نصیحت کرتا ہوں، وہ یہ کہ الگ الگ ایک ایک کر کے سوچو یا دو دو مل کر غور و فکر کرو کہ تمھارا ساتھی (محمدؐ) مجنوں نہیں بلکہ آنے والے سخت عذاب سے ڈرانے والا ہے۔"

سورۂ احقاف میں ہے: قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ الخ

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Advocate Showkat

"اے نبی ﷺ کہہ دیجیئے کہ میں پیغمبروں میں کوئی نئی بات کہنے والا نہیں ہوں اور نہ میں یہ جانتا ہوں کہ میرے ساتھ اور تمھارے ساتھ کل کیا کیا جائے گا۔ میں صرف اسی کی پیروی کرتا ہوں جو مجھ پر نازل کیا جاتا ہے۔ میرا کام اس کے بغیر اور کچھ نہیں کہ میں صاف صاف (عذابِ آخرت سے) ڈرانے والا ہوں۔"

ان آیاتِ کریمہ سے واضح ہوتا ہے کہ

خداوند کریم کے محبوبوں کو، خواہ وہ انبیائے کرام ہوں یا اولیاء، جاہل اور گمراہ لوگ پہچان نہ سکے اور ہمیشہ سے تکلیفیں پہنچاتے آئے ہیں۔

البلاء موکل علی الانبیاء ثم الامثل فالامثل

ابتلاء و آزمائشیں پیغمبروں پر — پھر اُن لوگوں پر، جو اُن کے مثل ہوں آتی رہتی ہیں۔

ایسا شاذ ہی ہوا ہے کہ خدا تعالےٰ کا کوئی محبوب بندہ، جاہلوں اور گمراہوں کے طعنوں اور غلط سلط سازشوں سے بچا ہو۔ تاریخ یہی کہتی ہے اور اکثر یہی دیکھنے میں آیا ہے کہ محبوبانِ خدا کو ایذائیں پہنچائی گئیں، جلاوطن کیا گیا اور مختلف طریقوں سے ستایا گیا؛ اور یہ سب کچھ اُن لوگوں کے طفیل ہوتا رہا جو پاک بازوں کو غلط الزام لگاتے آئے ہیں لیکن مردانِ حق کبھی اس کی پروا نہ کرتے رہے، کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ محبت کا لازمی حصہ محنت ہے۔ جو کوئی خداوند کریم کی بارگاہ میں محبت کا دعویٰ کرتا ہے، اس کے لئے آزمائش اور محنت و ابتلاء کی بھٹی میں سے گزرنا ضروری ہے! جو کوئی سلطانِ حقیقی کا وصل چاہے گا، نفس کی قربانی اس کے لئے لازمی ہے۔

حضرت جنید بغدادی قدس اللہ سرہٗ العزیز نہایت ہی بلند سیرت مردِ کامل تھے، صاحبِ تصانیف تھے، روحانی اسرار و رموز کے واقف کار بھی تھے اور اُستاد بھی۔ مگر پھر بھی دشمنوں کے شر سے محفوظ نہ رہ سکے۔ چناں چہ بد طینتوں نے آپ رحؒ کو کافر بھی کہا اور بے دین و زندیق بھی (نعوذ باللہ من شرور المعاندین) اگرچہ جناب جنید کا مرتبہ اتنا بلند تھا کہ ایک روز اُن کے پیر کامل حضرت سری سے کسی نے پوچھا "کیا کوئی مُرید اپنے پیر سے بھی آگے بڑھ سکتا ہے؟" فرمایا: "ہاں! اور دلیل

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

میا جناب جُنید بغدادی کو پیش کیا۔ جن کا درجہ اپنے پیرِ کامل سے بھی بلند تر ہے۔[۱]

مومن ہنس مکھ ہوتا ہے

احیائے العلوم میں ہے کہ

جنابِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ

"میری اُمت میں وُہی لوگ بہتر ہیں جن کی نظر خُداوند کریم کی رحمت کی وُسعتوں پر ہے، جو لوگوں کے سامنے ہنس مُکھ رہتے ہیں اور پوشیدہ طور عذابِ آخرت کو یاد کرتے ہوئے مولا کے حضور گڑگڑاتے اور روتے رہتے ہیں۔ اُن کے جسم زمین پر لیکن اُن کے دِل آسمان پر ہوتے ہیں۔ اُن کی رُوح دُنیا میں، لیکن اُن کی عقل آخرت کی طرف لگی ہوتی ہے (یعنی دُنیاوی کاروبار چلاتے ہوئے بھی آخرت فراموش نہیں کرتے) پُورے اطمینان اور سکون سے زمین پر چلتے ہیں اور خُداوند کریم کا قُرب ڈھونڈتے رہتے ہیں۔"

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جنابِ رسُول ؐ کی تعریف میں توریت و انجیل میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ

اَحْمَدُ الضحوكُ القتالُ یرکبُ البعیر ویلبسُ الشملہ الخ

(خندہ جبیں، جہاد کرنے والا، اُونٹ پر سوار ہونے والا اور شملہ رکھنے والا مجاہد پیغمبر حضرتِ احمد ؐ)

ضحوک کے معنی ہیں ہمیشہ ہنسنے والا کریم النّفس۔ یعنی وہ بلند ہمت اور وسیع القلب ہستی ہے جسے اگر کوئی بھی تکلیف پیش آئے، خندہ جبینی کو ہاتھ سے جانے نہ دے!

حضور ؐ گاہ گاہ اِس طرح تبسم فرماتے تھے کہ آپ ؐ کے دندانِ مُبارک کے آخری حصّے تک نظر آتے تھے۔ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ:

"میں مزاح کرتا ہوں مگر غلط کبھی نہیں کہتا۔"

اسی صفت کی تعریف کرتے ہوئے خُداوند کریم فرماتا ہے:

---

[۱] دستور السالکین صفحہ ۲۸۷ - ۲۸۸

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ رَبِّكَ لِنْتَ لَهُمْ وَ لَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ
لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ط

(یہ اللہ کی رحمت ہے جس نے آپ کو نرم خوئی عطا کی۔ اگر آپ سخت دِل ہوتے تو
یقیناً یہ لوگ آپ کے اِرد گرد سے بھاگ جاتے)[1]

توکّل

"کیمیائے سعادت" کا پانچواں باب توحید و توکّل پر مشتمل ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:
"یاد رکھنا چاہیئے کہ توکّل مقربانِ بارگاہِ الٰہی کا خاص اور بزرگ مقام ہے؛ خداوند کریم نے مومن کو توکّل کا حکم دیا ہے اور توکّل کو ایمان کی نشانی قرار دیا گیا ہے؛

ارشادِ خداوندی ہے:

(۱) وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ٥ ایماندار خداوند کریم پر توکّل کرتے ہیں

(۲) اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ط خداوند کریم متوکلوں کو دوست رکھتا ہے

جنابِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم فرماتے ہیں کہ
"جو کوئی خداوند کریم کی پناہ میں آتا اور اپنے رب پر پورا بھروسہ کرتا ہے، خدائے تعالیٰ اس کی کفالت کرتا ہے اور ایسے دروازوں سے اُسے رزق پہنچاتا ہے جو اس کے وہم و گمان میں نہیں ہوں، اور جو دُنیا کی پناہ ڈھونڈتا ہے، خداوند کریم اُسے دُنیا ہی کے سپرد کر دیتا ہے۔

عوارف میں جناب فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے کہ
"جناب نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے مجھے عطیہ عطا فرمایا۔ میں نے عرض کیا "یا رسول اللہ! مجھ سے محتاج تر کو عنایت فرمائیں۔" حضورؐ نے فرمایا: "لے جاؤ۔ استعمال کرو یا خیرات کر دو۔" نیز ارشاد ہوا: "اے عمرؓ! اگر تمھارے پاس مال آجائے اور تمھیں اس کی ضرورت نہیں ہو اور اس کے محتاج نہ ہو، پھر بھی جو کچھ تمھارے پاس

---

[1] دستور السالکین صہ ۲۸۸-۲۹۰

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

آجائے، قبول کر لو، اور جو نہ آئے اُس کے لئے پریشان مت ہو جاؤ اور کسی سے مت مانگا کرو۔" یہی وجہ ہے کہ ابنِ عمر رضؓ نہ کسی سے کچھ مانگا کرتے تھے اور نہ کبھی ہدیہ و تحفہ واپس کرتے تھے۔

بعض کُتبِ فتاوای میں لکھا ہے کہ:

جنابِ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا: "جس نے تحائف و ہدایا واپس کئے، یعنی قبول نہ کئے، خداوند کریم اُسے سوال میں مُبتلا کر دیتا ہے، یعنی ایسی حالت میں گرفتار کرتا ہے کہ وہ مانگنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔"

ارشادِ رسُولؐ ہے کہ

"جب تمھیں بغیر سوال کے کچھ دیا جائے تو قبول کرو، اور خیرات کرتے جاؤ۔"

"احیائے العلوم" میں ہے کہ

حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ نے جناب امام احمد حنبل رحمتہ اللہ علیہ کے پاس تحفہ بھیجا۔ حضرت امام نے واپس کیا۔ جناب سری رضؓ نے فرمایا:

"احمد! تحفہ قبول کر لے اور ردِّ تحفہ کی آفت سے اپنے کو بچاؤ، کیونکہ وہ قبول کرنے کی آفت سے زیادہ سخت ہے۔"

جناب احمد حنبل رحمتہ اللہ علیہ نے پیغام بھیجا۔ "جو کچھ آپ نے ارسال فرمایا تھا، اُسے پھر بھیج دیجئے۔ میں نے آپ کا عطیہ محض اس لئے واپس کیا کہ یہ فی الحال آپ کی تحویل میں رہے کیونکہ ابھی میرے پاس ایک مہینہ کا گذارہ ہے۔ اس کے ختم ہو جانے کے بعد میں خود ہی آپ سے یہ تحفہ طلب کرتا۔"

پیرانِ ریاکار

اے طالبِ حق! یاد رکھ لے کہ خُدا جُوئی کے اگرچہ مختلف طریقے اور راستے ہیں اور اولیائے کرام و محبُوبانِ خُدا نے مختلف مسلک اپنائے ہیں، مگر دو۲ اصولوں پر سب متفق ہیں:

۱؎ دستور السالکین صفحہ ۲۹

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

(۱) ظاہر کو شریعتِ مصطفوی سے آراستہ کرنا ——— اور

(۲) باطن کو طریقتِ مرتضوی علیہ السلام سے پیراستہ کرنا

جو کوئی سالک شریعت کی راہ چھوڑ کر اور علمائے حق کی ہدایات سے منہ موڑ کر کوئی دوسرا راستہ اختیار کرتا ہے وہ بندگیٔ نفس اور خواہشات کی غلامی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ یہی وہ گمراہ ہیں جو اعتدال کی حدود کو پھاند کر غرور و نخوت میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔

اے سالک! جان لے فقہی کتابوں میں جو کچھ موجود ہے، وہ عوام کے لئے بھی دستورِ زندگی ہے اور خواص کے لئے بھی۔

جنابِ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ

"حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی۔ اور ان دونوں کے مابین متشابہات۔"

حدیثِ صحیح میں ہے کہ

"متشابہات کو جاننا اور پہچاننا علمائے حق اور اولیائے مقربین کا کام ہے اور حلال کو بھی حرام جاننا اور اپنے اوپر حرام کرنا مکاروں کا کام ہے، اور حرام کو حلال جاننا گمراہوں اور شقیوں کا طریقہ ہے۔"

ہر ایک کو جاننا چاہیئے کہ اعتدال کی راہ اختیار کی جائے اور تمام علمائے دین جسے حلال کہیں اُسے حلال اور جسے حرام بتائیں اُسے حرام جاننا چاہیئے اور جو کچھ حلال و حرام کے درمیان ہو، یعنی نہ واضح طور حلال ہو، نہ حرام، اُسے مشتبہ جاننا چاہیئے۔ اور مشتبہ سے بھی پرہیز کرنا مومن کا کام ہے۔ ہاں حرام سے قطعی اور بالکل پرہیز کرنا چاہیئے۔ اگر اس خیال سے مشتبہ کی طرف گاہ گاہ اور شاذ و نادر ہاتھ بڑھائے کہ مکر و ریا اور آفتِ شہرت سے بچ جائے تو اجازت ہے۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ امیروں، بادشاہوں اور سپاہیوں وغیرہ کا مال مطلق حرام ہے، یہ محض خود نمائی، ریاکاری اور فریبِ نفس کی کارفرمائی ہے اور کچھ نہیں!

ارشادِ ربانی ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ۝

(اے ایمان دارو! خداوند کریم نے جو پاک چیزیں تمہارے لئے حلال کی ہیں، انہیں

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

اپنے اُوپر حرام مت کرو، اور حد سے مت گزر جاؤ۔ خداوند کریم حد سے گزرنے والوں کو محبوب نہیں رکھتا ـــــ)

یہ آیۂ کریمہ اُن مکار اور ریاکار زاہدوں کے خلاف واضح دلیل ہے کہ جو حلال کو اپنے اوپر حرام بناتے اور اس غرورِ نفس کا نام زہد و تقویٰ رکھ ڈالا ہے۔

سالکوں اور طالبانِ حق کو چاہیئے کہ لوگوں کی بکواس نظر انداز کریں اور ماسوی اللہ کو کبھی اور کسی بھی صورت میں زیرِ نگاہ نہ لائیں تاکہ ریاکاری اور شہرت سے نجات پائیں اور اللہ کی راہ میں دولتِ خلوص حاصل کریں، کیونکہ محبوبانِ خدا کا مقام یہی ہے۔

جنابِ سرورِ کائنات علیہ وعلیٰ آلہٖ الصّلوات والسّلام کا فرمانِ ذی شان ہے :۔

"ریاکاروں کو کبھی سکونِ قلب حاصل نہیں ہو سکتا۔ اُن کے چہرے بے نور و بے رونق ہوتے ہیں۔ اُن کے رزق میں برکت نہیں اور خداوند کریم کی نظروں میں یہ لوگ مُردار خوار ہیں اور کوئی بھی قوم نارِ جہنّم میں ریاکاروں سے بڑھ کر عذاب میں گرفتار نہیں ہوگی اور سب سے زیادہ عذاب ریاکار مکّاروں کو دیا جائے گا۔ گویا یہ لوگ کافروں اور فاجروں سے بھی زیادہ شدید عذاب میں مُبتلا ہوں گے۔

اِنسانوں میں جتنے بھی بُرے اخلاق و ذمائم ہیں اُن میں سب سے زیادہ بدترین صفت ریاکاری ہے۔ ریاکاری شرکِ خفی ہے[1]

بُزرگانِ دین اور مکّار زاہدوں میں فرق

جنابِ علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالےٰ وجہٗ فرماتے ہیں کہ

خداوند کریم کے سامنے بہترین مخلوق بننے کی کوشش کرو، اور نفس کے سامنے شدید ترین مشترِ نفس سے بچنے کے لئے اپنی باطنی حالت اور رُوحانی قوت لوگوں کی نظروں سے چھپانے کی کوشش کرنا بزرگانِ دین کا طریقہ رہا ہے۔ یہ پاک باز فرائض و سُنن کے علاوہ دوسری عبادات ہمیشہ پوشیدہ طور ادا کرتے آئے ہیں۔

---

[1] دستور السالکین صفحہ نمبر ۲۹۲

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

اس کے برعکس ریاکار زُہد فروشوں اور مکار درویشوں نے اپنی تعریفیں لوگوں کی زبان سے سُننے کے لئے دین کو برباد کر ڈالا ہے۔ یہ لوگ ہر عبادت محض دکھاوے کے لئے ادا کرتے رہتے ہیں اور اسی کا نام ورع، زُہد، تقویٰ اور درویشی رکھا ہے۔

ایک ریاکار درویش کا واقعہ ہے کہ اُسے وراثت میں ایک باغ ملا تھا۔ درویش نے حکم دیا کہ باغ کے تمام درخت اکھاڑ دیئے جائیں اور ان کے بدلے نئے پودے لگائے جائیں؛ اس کی وجہ یہ بتائی کہ کیا معلوم یہ درخت حلال کمائی سے لگائے گئے ہیں یا حرام کمائی سے! مکار نے اس طرح اپنی پرہیزگاری اور دین پروری کا جھکمہ لوگوں کو دے کر انہیں بے وقوف بنایا۔ مگر افسوس! خود بے وقوف بن کر اپنی عاقبت برباد کر ڈالی (بے چارہ غالباً یہ بھی نہ جانتا تھا کہ وراثت میں، جو کچھ بھی مل جائے، حلال ہے)

(جیسا کہ اُوپر کہا گیا) سچے خُداپرست اپنی عبادت کا سلسلہ اپنے اور خُدا کے درمیان ہی پوشیدہ رکھتے ہیں؛ لیکن زاہدانِ مکار اپنی ریاضت کا ڈھنڈورا پیٹتے رہتے ہیں:

ع ببین تفاوت راہ است کُجا تا بکُجا فَاعْتَبِرُوْا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ ۝

یاد رکھنا چاہیئے کہ حلال و حرام کی شریعت نے واضح نشان دہی کی ہے، اگر کوئی مکار حلال کو بھی اپنے اُوپر حرام کرے تو یہ گمراہی اور شیطان دوستی کے بغیر کچھ بھی نہیں! مَنْ لَا شَيْخَ لَهٗ فَشَيْخُهُ الشَّيْطَانُ ۝ "جس کا کوئی مُرشد نہیں، اُس کا مُرشد شیطان ہے" کا مصداق یہی لوگ ہیں۔

اِسلام افراط و تفریط سے پاک ہے۔

مخلص طالبِ حق کو چاہیئے کہ ہمیشہ دین کی پابندی کر کے اپنی ذات کو نفس اور لوگوں کی بندگی اور غلامی سے بچائے۔ علم الیقین کی بدولت عین الیقین کی بصیرت حاصل کرے اور ظن و تخمین سے دُور رہ کر قیاس و گمان کی راہ ترک کرے۔ ہر قسم کے شرک سے، خواہ وہ جلّی ہو یا خفی، عیاں ہو یا پوشیدہ، عملی ہو یا خیالی ——— اپنا دامنِ ایمان داغدار نہ کرے۔ خُداوند کریم کے اس ارشاد کو زیرِ نظر رکھے:-

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ الشِّرْكَ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ ۝

یقیناً خُداوند کریم شرک کے بغیر، جس کی چاہے، مغفرت کرے گا۔ لیکن شرک کی ہرگز

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

مغفرت نہ ہوگی۔

علمائے اسلام نے جو کچھ حلال بتایا اُسے حلال جان لینا چاہیئے اور جس کے حرام ہونے کا فتویٰ دیا، اُسے حرام ہی تصور کرے اور جس غذا کے حرام ہونے کے متعلق کوئی صریح دلیل نہ ہو، اُسے حلال جاننے میں تذبذب سے کام نہ لے۔ یاد رکھ لے:

لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا ط [۱]

اَلطَّیِّبُوْنَ لِلطَّیِّبَاتِ

فقر و تجرید کا فائدہ یہ ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

حُبُّ الدُّنْیَاءِ رَاْسُ کُلِّ خَطِیْئَۃٍ وَ تَرْکُ الدُّنْیَاءِ رَاْسُ کُلِّ عِبَادَۃٍ

یعنی دُنیا کی محبت تمام گناہوں کی جڑ اور ترکِ دُنیا تمام عبادات کی بُنیاد ہے؛

ترکِ دُنیا ـــــ یعنی دُنیا کی محبت اور گرویدگی کو دِل سے نکال پھینک دینے ہی سے ایک مومن میں اوصافِ حمیدہ، صفائی قلب، اطمینانِ دِل اور دولتِ حضور حاصل ہوتی ہے۔ جب سالک ترکِ دُنیا کی صفت اپنے اندر پیدا کر لیتا ہے تو خداوند کریم کی رحمتوں اور برکتوں کا اُمید وار ہو جاتا ہے۔

ارشادِ محمدی ہے:

"اگر ساری دُنیا ناپاک ہو جائے اور گندگی اور حرام سے بھر جائے پھر بھی خداوند کریم مردِ مومن تک حلال ہی پہنچاتا رہے گا۔"

اَلْخَبِیْثَاتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ وَ الْخَبِیْثُوْنَ لِلْخَبِیْثَاتِ وَالطَّیِّبَاتُ لِلطَّیِّبِیْنَ وَالطَّیِّبُوْنَ لِلطَّیِّبَاتِ [۱] نصِ صریح ہے۔

خداوند کریم قادرِ مطلق اور بادشاہِ حقیقی ہے۔ جو جس کے اہل ہے اُسے وہی نصیب کرتا ہے ـــــ جناب مخدوم شیخ حمزہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں بارہا اس کا مشاہدہ کیا گیا کہ کس طرح آپ کو خداوند کریم نے غذائے حرام اور لباسِ حرام سے محفوظ رکھا اور اپنی

---

[۱] ـــ دستور السالکین، صہ ۲۹۴

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

قدرت سے آپ کو حلال سے نواز تے ہے۔

ایک دفعہ ایک دشمن نے حضرت ابوسعید ابوالخیرؒ کے پاس دو قسم کے بھیڑوں کا گوشت پکا کے لایا۔ ایک خود مُردہ تھا اور دوسرا ذبح کیا ہوا۔ راستہ میں چور نے اس پر حملہ کیا اور ایک تھالی کا گوشت لے بھاگا۔ یہ خود مُردہ بھیڑ کا گوشت تھا۔ حلال گوشت خداوند کریم نے حضرت ابوسعید ابوالخیرؒ کے لئے محفوظ رکھا۔ گوشت لانے والا جناب ابوسعیدؒ کی ولایت کا قائل ہو گیا؛ کیونکہ اُس نے حلال و حرام گوشت اس لئے تیار کیا تھا کہ دیکھیں حلال آدمی کے پیٹ میں حرام گوشت نہیں جاتا۔ اس طرح یہ شخص جناب ابوسعید رحمتہ اللہ علیہ کے ولی ہونے کا امتحان لینا چاہتا تھا۔ اس آدمی نے پکارا کہ کوئی شک نہیں خداوند کریم ہر انسان کے پاس وہی کچھ پہنچاتا ہے جس کے لائق وہ ہو۔

تفسیرِ قشیری میں ابو علی الدقاق کا قول لایا گیا ہے کہ:

توکل ــــ خداوند کریم پر بھروسہ کرنا ــــ عام ایمان داروں کی صفت ہے۔
تسلیم ــــ ہر حال میں خدا کی مرضی کے سامنے گردن جھکانا ــــ اولیائے کرام کا وصف ہے۔ تفویض ــــ اپنے کو رب کی سپردگی میں دینا ــــ خوشحالِ خلص الخاص کا خاصہ ہے۔[1]

استغفارِ مومن

"زاد الارواح" میں ہے کہ

جنابِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

"بندۂ مومن کے لئے بیماری بھی تحفۂ خداوندی ہے کیونکہ یہ اس کی مغفرت کا باعث بن جاتی ہے۔" نیز فرمایا:

"ایک رات کا بخار ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہے۔"

یہ بھی ارشاد ہوا کہ:

"خداوند کریم نے ہر مرض کی دوا پیدا کی ہے اور گناہوں کی دوا استغفار ہے۔"

---

[1] دستور السالکین صفحہ ۲۹

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

شرح اوراد الفتحیہ میں ہے کہ

فضیلتِ استغفار کے بارے میں خُداوند کریم کا ارشاد ہے:

"جو کوئی گُناہ کرتا اور پھر مجھ سے صدقِ دلی سے معافی مانگتا ہے تو میں اُسے معاف کرتا ہوں۔" وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ○

یعنے —— جو کوئی بُرا کام کرے اور اپنے نفس پر ظلم کرے، پھر خُداوند کریم سے مغفرت مانگے وہ یقیناً خُداوند کریم کو معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا پائے گا۔

خُدائے تعالےٰ کا غفور و رحیم ہونا یہ معنی رکھتا ہے کہ خُدائے تعالےٰ سچے دل سے توبہ کرنے والے اور گُناہوں سے واپس آنے والے کو نہ صرف یہ کہ گُناہوں کی مغفرت کرتا ہے، بلکہ انعام و اکرام سے بھی سرفراز فرماتا ہے۔

اس کی مثال ایسی ہے کہ کوئی بادشاہ کسی قیدی پر خوش ہوکر نہ صرف یہ کہ قید سے آزاد کر دیتا ہے بلکہ خلعت و انعام سے بھی سرفراز فرماتا ہے۔

مشائخ پر فرض ہے کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی متابعت کیا کریں اور اپنے مُخلص مُریدوں کے لئے دُعائے مغفرت مانگا کریں۔

خُدائے تعالےٰ جنابِ رسالت مآب صلعم کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:۔

فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ ○ اے نبی صلعم! انھیں معاف کیا کر۔ اور اُن کے لئے مجھ سے مغفرت طلب کیا کر۔"

صَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ○ اے نبی صلعم! ان کے لئے دُعا کیا کیجئے، آپ کی دُعا ان کے لئے باعثِ تسکین ہے۔"

حضور نبی کریم صلعم دُعا کیا کرتے تھے :۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِىْ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ اے میرے رب! میری قوم کی مغفرت فرما، کیونکہ یہ بے خبر لوگ ہیں۔"

کسی مردِ پاک اور مُرشدِ برحق کی دامن گیری کا یہ بھی ایک فائدہ ہے کہ مُرید و ماموراُن کی دُعاؤں کا مُستحق اور اُن سے فیض یاب ہو سکتا ہے۔[1]

[1] دستور السالکین صہ ۲۹۸

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

ولی ولی ہے اور نبی نبی

اقبالیہ میں حضرت شیخ علاؤ الدین سمنانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لوگ عجیب خیالات رکھتے ہیں۔ اُن کا گمان ہے کہ ولی سے کبھی غلطی یا گناہ سرزد نہیں ہو سکتا، حالاں کہ ولی تو ولی، پیغمبر بھی لغزشوں سے پاک نہ رہ سکے۔ کیا خداوند کریم نہیں فرماتا ہے وَعَصٰۤی اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰی ـــــ یعنی ـــــ اور آدم نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور بھٹک گیا۔ یا حضرت داؤد پیغمبر علیٰ نبینا و علیہ الصلوات والسلام کے متعلق ارشاد ہوا:

فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ ـــــ یعنی جناب داؤد علیہ السلام نے اپنے رب سے مغفرت مانگی، رکوع میں گر گیا اور مولیٰ کی طرف رجوع کیا۔

جناب سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ارشاد ہوتا ہے:

عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ ٥ معاف کیا خداوند کریم نے، کیوں تم نے انھیں اجازت دی؟

ان ارشادات سے ثابت ہوتا ہے کہ انبیائے کرام سے بھی لغزشوں کا صدور ہوا۔ اولیاء اللہ کی شان اور درجہ انبیائے کرام سے کم تر اور فروتر ہے، اس لئے اُن سے گناہوں کا ظاہر ہونا تقاضائے بشریت ہوتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ انبیاءٔ معصوم ہیں۔ اُن سے کوئی لغزش یا غلطی عمداً و قصداً سرزد نہیں ہو سکتی۔ البتہ سہو و نسیان کے نتیجہ میں اگر کچھ ظہور میں آجائے تو خدائے کریم اُسے معاف فرماتا ہے۔

اولیائے کرام محفوظ ہیں، یعنی وہ گناہوں پر اصرار نہیں کرتے۔ اگر اُن سے کوئی غلطی سرزد ہوتی ہے تو خبردار ہو کر فوراً توبہ کرتے ہیں۔ یہ لوگ گناہوں پر گناہ جمع کرتے اور ذخیرہ بناتے جاتے نہیں ہیں۔ توبہ کے بعد اُن کے نامۂ اعمال سے مٹائے جاتے ہیں۔ اولیاءٔ کی یہی حالت دُنیا میں تا قیامِ قیامت قائم رہے گی۔ یہ دونوں گروہ انبیاءٔ و اولیاءٔ

Digitized By eGangotri
Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

قیامت کے روز گناہوں سے معصوم و محفوظ اُٹھ کھڑے ہوں گے۔

خُداوند کریم کا یہ فرمان کہ شیطان کا تسلّط مُخلص بندوں پر نہیں ہو سکتا، یہ معنی رکھتا ہے کہ خُداوند کریم کے مُخلص بندوں پر شیطان اس طرح قبضہ نہیں کر سکتا کہ وہ اللہ ہی کو بھُول ڈالیں اور آخرت فراموشی سے اپنے کو جہنّم میں پہنچائیں۔

جناب آدم علیہ السلام کے متعلق ارشاد ہوتا ہے:

ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ

یعنی غلطی کرنے کے باوجود خُداوند کریم نے آدم کی طرف توجہ فرمائی اور اُسے چُن لیا اور برگزیدہ کیا۔

ایک اور مقام پر ارشاد ہوتا ہے:

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ نَبِيٍّ الخ

"اے نبیؐ! آپ سے پہلے ہم نے کسی ایسے نبی کو نہ بھیج دیا جس پر شیطان نے آرزو مُسلّط کرنے کی کوشش نہ کی ہو۔ ہم نے ہٹا دیا جو کچھ شیطان نے القا کرنا چاہا۔

انسانوں کو احتیاط سے کام لینا چاہیئے اور جاننا چاہیئے کہ

ولی ولی ہے اور نبی نبی! ــــــ یعنی

نہ کوئی ولی، نبی ہو سکتا ہے اور نہ کوئی نبی خُدا!

اگر کوئی آدمی اس میں غلو کرے یعنی اِلٰہ، نبی اور ولی میں فرق نہ کرے تو اُس نے اپنے کو ہلاکت میں ڈال دیا۔ لوگوں کو چاہیئے کہ اپنے کو ہلاکت سے بچائیں![1]

مومن سخی محبوبِ خُدا ہے

تفسیر قشیری میں ہے کہ

اُمّ المومنین جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ

"سخاوت کرنے والا مومن، خُداوند کریم کے بھی قریب ہے، لوگوں کا بھی محبوب ہے۔"

---

[1] دستور السالکین صد ۳۰۱

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

اور جنت کا بھی وارث ـــــ اور ـــــ جہنم سے بہت دُور ہے۔

بخیل اللہ سے بھی دُور ہے، لوگوں کا بھی مبغوض ہے، جہنم کے بھی نزدیک ـــــ اور ـــــ جنت سے محروم ہے۔

رسالۂ والدیہ میں ہے کہ

ایمان دار بھائی کی مدد کرنا باعث نُور اور وجہِ صفا ہے۔ بالخصوص ایسے لوگوں کی معاونت، جو محتاج ہوں اور خدُاوندکریم کی راہ میں اپنے آپ کو وقف کئے ہوئے ہوں۔ ایسے لوگ چونکہ رات دِن اللہ کے دین میں مصروف ہوتے ہیں اور اپنے خورد و نوش لباس و مسکن کے لئے کمانے کی فرصت نہیں پاتے، ایسے غیرت مند، خود دار خادمانِ دین کی مدد کرنا فرض ہے تاکہ یہ لوگ پُوری طمانیت سے خدُاوندکریم کی یاد میں لگے رہیں[1]

زُہد کی تعریف

حضرت سُفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ کہا کرتے تھے کہ

زُہد دُنیا چھوڑنے، گدڑی پہننے اور جَو کی روٹی کھانے کا نام نہیں بلکہ زُہد کی تعریف یہ ہے کہ ایک آدمی دُنیاپرست نہ بن جائے اور مالِ دُنیا پر دِل نہ دے بیٹھے، اور خواہشات و آرزُو کو کم کرتا رہے[2]

اولیأ اللہ ہر زمانے میں پائے جاتے ہیں

"اِرشاد المریدین" میں ہے کہ

"ہر زمانے میں لوگ یہی خیال کرتے آئے ہیں کہ آج ایسے اولیأ پیدا نہیں ہوسکتے جیسے کہ آج سے پہلے زمانہ میں پیدا ہوئے ہیں۔ یہ محض ایسا خیال کرنے والوں کی غفلت اور شقاوت ہے۔ ـــــ حقیقت یہ ہے کہ جو کوئی بھی جنابِ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

---

[1] دستورالسالکین صہ ۳۰۴ [2] دستورالسالکین صہ ۳۰۸

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

کی متابعت اور پیروی کرے ولی بن سکتا ہے اور حضورؐ کی پیروی کا دروازہ کسی بھی زمانے میں بند نہیں ہو سکتا۔ اور پھر خداوند کریم کے کلمات و صفات کی اثر آفرینی منقطع اور ختم نہیں ہو سکتی۔

جو کوئی مومن اپنے ظاہر و باطن کو شرعی سانچہ میں ڈھال لے اور اتباعِ رسولؐ اپنا شیوہ و شعار بنائے۔ محبوبِ خدا، خلیفۃ اللہ اور ہادیٔ خلائق ہو سکتا ہے۔ اُس کی ریاضت اور عبادت کے بھی وہی ثمرات و نتائج ظہور پذیر ہوں گے جو اولیائے سابقین کے نکل آئے، اس لئے کوئی بھی زمانہ اولیائے کرام سے خالی نہیں ہو سکتا!

جنابِ نبی پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اسی لئے فرمایا کہ

مَنْ لَمْ یَعْرِفْ اِمَامَ زَمَانِهٖ فَقَدْ مَاتَ مِیْتَةً الْجَاهِلِیَه۔ یعنے جس نے وقت کے امام کو نہ پہچانا، جاہلیت کی موت مرا۔

عالمِ باعمل اور صوفیٔ باصفا کی ولایت و صفا کیشی سے انکار و اعراض کرنا حقیقتاً اپنے کو آتشِ ندامت میں جلانے کے مترادف ہے۔

وَذَرُوا الَّذِیْنَ یُلْحِدُوْنَ فِیْ اَسْمَآءِ اللّٰهِ الخ

اس آیۂ کریمہ کی تشریح میں مفسر قشیری کہتا ہے:

الحاد کے معنے ہیں منزل سے دور بھٹکنا۔ اور اس کے دو طریقے ہیں:-

(۱) ماننے والوں کا افراط ——— اور ——— (۲) نہ ماننے والوں کی تفریط

اس لئے مومن، کو افراط و تفریط سے بچ کر مردانِ حق آگاہ کی دامن گیری کرنی چاہیئے اور پھر اتباعِ سنت، کرکے منزلِ مقصود تک پہنچنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔[1]

اطاعتِ شیخ

تصوف کی کتابوں میں یہ حدیثِ مبارک درج ہے کہ

"جس نے امامِ زماں کو نہیں پہچانا وہ جاہلیت کی موت مرا"

---

[1] دستور السالکین ص ۲۱۳، ۲۱۴

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ

"مسلمانو! تم پر فرض ہے کہ اپنے امیر کا حکم سنو اور اس کی اطاعت کرو، اگرچہ امیر کوئی حبشی غلام ہی ہو۔"

شرح المشارق میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

"جو دائرۂ اطاعت سے نکلا اور جماعت سے الگ ہوا، وہ جاہلیت کی موت مرا۔"

اگر کوئی سوال کرے کہ

جب امیر یا شیخِ کامل کی اطاعت اور اس کا وجود اسلام میں ایسی اہمیت رکھتا ہے تو پھر فقہ و اجتہاد کی کتابوں مثلاً ہدایہ، کنز الدقائق وغیرہ میں اس پر بالتفصیل بحث کیوں نہ کی گئی ہے اور اس کا علیحدہ باب کیوں نہیں باندھا گیا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ

ہر علم کے امام گزرے ہیں جنھوں نے ان علوم پر مفصّل اور سیر حاصل بحث کی ہے اور کسی خاص علم کے عالم و ماہر نے دوسرے علم میں دخل نہیں دیا ہے۔

مثلاً فقہ کے جو امام گزرے ہیں انھوں نے علوم توحید و عقائد پر زیادہ خامہ فرسائی نہیں کی ہے، اگرچہ ان علوم کی اہمیت کچھ کم نہیں۔ اس کے برعکس متکلمین، تردیدیہ اور اشاعرہ وغیرہ نے اس پر خوب بحثا بحثی کی ہے۔ اسی طرح علمِ قرأت کے اماموں نے اس فن پر تفصیلی گفتگو کی ہے۔ علمِ حدیث سے محدثوں نے روشناس کیا، بالکل اسی طرح علمِ تصوف کے بھی اماماںِ کرام گزرے ہیں، انھوں نے اس علم کے اصول و فروع سے بحث کی ہے، مثلاً حضرت امام حسن بصری، امام جعفر صادق، امام ابو القاسم قشیری، جناب جنید بغدادی وغیرہم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

علیٰ ہذا القیاس، اشارات، طبقاتِ صوفیہ، نفحات الانس، کشف المحجوب، تصنیفات قشیری، عوارف المعارف، تذکرۂ اولیاء وغیرہ کتب اسی موضوع پر لکھی گئی ہیں اور قرآن، حدیث اور تاریخ کی روشنی میں اس علم پر بحث کی گئی ہے۔

اگر کوئی سوال کرے کہ

کیا امام شافعی، امام ابو حنیفہ وغیرہ اماماںِ فقہ کسی حلقۂ ارادت میں شامل ہوئے

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

تھے تو اس سوال کا جواب یہ ہے کہ

یہ بزرگانِ دین بھی حلقۂ ارادت میں شمولیت رکھتے تھے۔ چناں چہ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرتِ امام ابو حنیفہ، جناب ابراہیم ادہم، فضیل عیاض، داؤد طائی اور بشر حافی رحمتہ اللہ علیہم اور دیگر بزرگوں کے پاس جایا کرتے تھے اور علومِ ظاہر و باطن میں ایک دوسرے کی صحبت و معیت سے فائدہ اُٹھاتے تھے۔[1]

مومن عیب چین نہیں ہوتا

ذخیرۃ الملوک میں ہے کہ

جناب سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ

جس نے مسلمان کو ستر کیا، خداوند کریم دنیا اور آخرت میں اُس کی پردہ پوشی کرے گا۔

کیمیائے سعادت میں ہے کہ

مومن (اپنے بھائی کے لئے) عذر تراشی کرتا ہے، یعنی اگر کسی مومن بھائی میں غلطی دیکھتا ہے تو اُسے معذور جانتا اور اس کی بریت کی کوشش کرتا ہے۔

منافق عیب جوئی کرتا ہے لیکن مومن کو چاہیئے کہ مومن کی ایک نیکی دیکھ کر اُس کے دس عیب چھپائے، یعنی ایک نیکی کو اُس کے دس عیبوں پر ترجیح دے۔

جناب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ

"خداوند کریم سے ایسے یار بد سے پناہ مانگا کرو جو عیب دیکھے تو اُس کا ڈھنڈورا پیٹتا رہے اور نیک صفت دیکھے تو اُسے کسی کے سامنے ظاہر نہ کرے بلکہ چھپائے رکھے۔"

کسی کے متعلق بدگمانی سے کام نہیں لینا چاہیئے بلکہ کسی سے غلطی سرزد ہوتے ہوئے دیکھ کر اُس کو معذور ہی جاننے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

ارشادِ نبویؐ ہے کہ

"خداوند کریم نے مومن پر مومن کی چار چیزیں حرام کی ہیں:۔

---

[1] دستور السالکین صفحہ ۴۲

Digitized By eGangotri
Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

(۱) مال　(۲) خون　(۳) عزت　اور　(۴) بدظنی

لُبُ اللباب - میں ہے کہ:

اے عزیز! جب تم نے جان لیا کہ اولیائے کرام لوگوں کی نظروں سے اپنے کو چھپانے کی بھی کوشش کرتے ہیں تو ہر ایک کو حقارت کی نگاہ سے نہیں دیکھنا چاہیئے۔ ممکن ہے کہیں کوئی ایسا فرد بھی ہو، جو ظاہر میں پریشان مگر باطن میں آباد ہو۔ جس کا ظاہر دیکھ کر معلوم ہوتا ہو کہ کوئی قابلِ توجہ ذات نہیں لیکن باطن آباد ہو، کیونکہ خزانہ ویرانوں ہی میں پایا جاتا ہے۔[۱]

جب تمھیں یہ حقیقت معلوم ہوئی تو اس کے طلب میں رہو، ممکن ہے خزانہ ہاتھ آجائے!

اِنسان نُما حیوان

ذخیرۃ الملوک میں ہے کہ

اگرچہ کچھ لوگ انسان صورت ہیں مگر حقیقت میں وہ کُتے، سُور، چوہے وغیرہ درندے و چرندے ہوتے ہیں۔ ان کی یہ باطنی اور اصلی صورت کل قیامت کو ظاہر ہوگی۔ لیکن اربابِ قلوب اور نورِ خداوندی سے دیکھنے والے محبوبانِ خدا پہ اس دُنیا میں ہی اُن کی کل کی صورت ظاہر ہوتی ہے۔ ان پاک بازوں کو آج ہی وہ کچھ نظر آتا ہے جو عام لوگوں کو کل قیامت کے روز دِکھائی دے گا۔[۲]

دُنیا پرست علمائے سوء

لُبُ اللباب میں آیا ہے کہ

قابلِ مذمت و نفرت ہیں وہ لوگ، جو علم محض متاعِ دُنیا اور جاہ و منصب حاصل کرنے کے لیے پڑھتے ہوں، جنھوں نے فتویٰ گری، درس و تدریس اور قضا گری کو جاہ

---

[۱] ۳۲۵ ... ۳۲۳-۲

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

پسندی اور دُنیا پرستی کا ذریعہ بنایا ہو۔ یہی وہ بد فطرت لوگ ہیں کہ جو مکر و حیلہ اور دجل و فریب سے کام لے کر نفس کی پرورش اور شیطان کی پیروی کرتے ہیں۔

احیائے العلوم میں علم کے موضوع پر جو بحث کی گئی ہے اُس میں اس حقیقت کی نشان دہی کی گئی ہے کہ علوم کی پانچ قسمیں ہیں:۔

(۱) علم فقہ۔ (۲) علم کلام۔ (۳) علم توحید۔ (۴) علم تذکیر اور (۵) حکمت

جہاں تک علم فقہ کا تعلق ہے تو اس علم میں مسائلِ دین پر بحث کی جاتی ہے، اور جو شخص اس علم کی باریکیوں اور نکتوں سے جتنا واقف ہوگا، وہ اتنا ہی فقیہہ کہلائے گا۔

دورِ نبوی ؐ میں فقیہہ ایسے آدمی کو کہا جاتا تھا جو علمِ آخرت سے بہرہ ور اور خوفِ آخرت سے لرزاں و ترساں ہو۔ جو نفس کی شرارتوں اور مفسداتِ دین سے پوری طرح ہوشیار اور باخبر ہو۔ یعنی جو اُن تمام پہلوؤں اور تفصیل سے واقف ہو کہ جن سے شیطان، انسان کے ایمان پر ڈاکہ ڈالتا ہے۔ یہ خدا ترس اُن تمام دروازوں پر خوفِ آخرت کا پہرہ بٹھا دیتا ہے جن سے شیطان اندر گھس کر نفس کو پھسلاتا اور اعمالِ حسنہ برباد کر ڈالتا ہے۔ یہ خدا پرست دُنیا پر آخرت کو ترجیح دیتے ہیں اور دُنیا کو حقیر جان کر اپنے کو نعمت ہائے جنت کے لائق بنا دیتے ہیں۔

خداوند کریم کی نظروں میں بھی فقہ کا منشا یہی ہے، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:۔

لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ ۝

تاکہ یہ دین کا تفقیہ حاصل کریں، دین کو سمجھیں اور واپس جا کر اپنی قوم کو عذابِ آخرت سے ڈرائیں۔

جو عالم مسائلِ فقہ، طلاق و خلع، نفاق و قسم، بیع و شراء وغیرہ پر گفتگو کرے مگر خوفِ آخرت سے خالی ہو، ایسے کا علم دلوں کو سخت بنا دیتا ہے اور خسرانِ آخرت کا سزاوار۔ ایسوں ہی کے متعلق خداوند کریم کا ارشاد ہے:

لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا ۝ ان لوگوں کے سینوں میں تو دل ہیں، مگر اُن سے تفقہ اور سوچ بچار کا کام نہیں لیتے۔

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

حضرت ابنِ مسعودؓ رضی اللہ عنہ نے ایسے ہی خدا فراموش زمانے کے متعلق فرمایا کہ:

"آج یہ ایسا دور ہے کہ خواہشاتِ نفس علم کے زیرِ نگین اور ماتحت ہیں مگر عن قریب وہ زمانہ آئے گا کہ جب علم مغلوب ہوگا اور خواہشاتِ نفس غالب۔ یعنی نفس علم کے ماتحت نہیں بلکہ علم نفس کا غلام ہوگا۔

عوارف میں سفیان بن عتبہ کا قول ہے کہ

"لوگوں میں سب سے زیادہ گمراہ وہ ہیں جو علم پر عمل نہ کریں اور عالم وہی کہلایا جا سکتا ہے جو حقائق سمجھے اور پھر ان پر عمل کرے۔ سب سے بہترین وہ شخص ہے جو خداوند کریم سے سب سے زیادہ ڈرنے والا ہو۔"

حضرت سفیان رحؒ کا یہ قول بالکل درست ہے۔ ایک عالم جو جاہل نہ ہو، اس کی تجربہ کاری، مناظرہ بازی، کثرتِ کلام اور واقفیتِ کتب سے دھوکے میں نہ آنا چاہیئے، ایسا آدمی عالم نہیں، نرا جاہل ہے۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ علم کی بدولت خداوند کریم کسی بھی وقت اس کی طرف توجہ فرما کر عمل کرنے کی توفیق بھی عطا فرمائے، کیونکہ علم ممکن ہے اپنا رنگ لائے گا، اور عالم رجوع الی اللہ کر کے جہالت سے نکل آئے گا۔

بعض عارفوں کا کہنا ہے کہ

"ابدالانِ حق لوگوں میں گھومتے رہتے ہیں لیکن لوگ اُن کو پہچان نہیں سکتے ہیں، بلکہ انھیں جاہل جانتے ہیں اور بھٹکا ہوا اور گمراہ تصور کرتے ہیں۔ اس کے برعکس عالمانِ بے عمل اپنے کو عالم کہتے ہیں اور جاہل بھی ان ہی کو عالم تصور کرتے ہیں۔

"احیائے العلوم" میں ہے کہ

جو کوئی عالم دنیا میں پھنس گیا اور دنیا کو اپنا مرکز بنایا، اُس کا کلام نہیں سُننا چاہیئے کیونکہ ہر انسان اسی کی فکر میں لگ جاتا ہے جو اُس کا محبوب ہو اور جو اس کے محبوب کے خلاف ہو، اُس کی طرف توجہ نہیں کرتا۔ اسی لئے خداوند کریم فرماتا ہے

وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ الخ ——— یعنی ——— اس کی اطاعت مت کرو جس کا دل ہماری یاد سے غافل ہو۔ جو خواہشاتِ نفس کا غلام اور کاموں میں حد سے بڑھنے والا مُفرط ہو۔

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

ایک عامی گنہگار، عالم دُنیا پرست سے بہتر ہے کیونکہ عامی گنہگار اپنے گناہ کا احساس رکھتا ہے اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہے اور پھر اپنے مولیٰ سے گڑگڑا کر مغفرت کا طلب گار بھی ہوتا ہے۔ لیکن عالم دُنیا پرست، و جاہ پسند اپنی گنہگاریوں کے باوجود گمان رکھتا ہے کہ وہ عالم ہے، اس لئے وہ مرتے دم تک دُنیا پرستی اور سرمایہ اندوزی کو اپنا مشغلہ بناتا اور علم فروشی کرتا رہتا ہے اور نہ اس فعلِ بد سے شرمندہ ہوتا ہے اور نہ ہی باز آتا ہے۔

کنز العباد میں ہے کہ

اگر کوئی شخص لاکھوں مسائل سے واقف ہے مگر خوفِ خدا سے خالی ہے، اسے عالم نہیں، حمّال یعنی بوجھ اُٹھانے والا گدھا جاننا چاہیئے۔ اس کے برعکس، اگر کوئی ایک ہی مسئلہ سے واقف ہے مگر خداوند کریم کا خوف دِل میں لئے ہوئے ہے تو وہ حقیقتاً عالم کہلائے جانے کا مستحق ہے۔

حضرت خواجہ احرار نقشبند رحمۃ اللہ علیہ، جو بہت بڑے بزرگ تھے، فرماتے ہیں کہ

اگر کسی شخص نے اپنے اندر اخلاقِ محمدیؐ اور سیرتِ الرسولؐ پیدا نہیں کی تو وہ عالم نہیں، اگرچہ اُس نے ظاہری علوم میں کمال پیدا کیا ہو، اور تمام علوم پر دسترس رکھتا ہو۔

اس کے برعکس اگر کسی نے محمدیؐ رنگ و بُو اپنے اندر پیدا کئے ہیں تو وہ عالم ہے، اگرچہ وہ ظاہراً طور مطلقاً اَن پڑھ ہو۔

جنابِ عیسیٰ رُوح اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصّلوات والسّلام نے ایک دِن ایک گڈریے سے دریافت فرمایا — "تو علم حاصل کیوں نہیں کرتا، تاکہ خُدا کو پہچان سکتا!

گڈریے نے جواب دیا: "اے پیغمبرِ برحقؑ! میں نے علم سے پانچ باتیں سیکھ لی ہیں۔"

جنابِ عیسیٰ نے فرمایا: "وہ کیا؟"

عرض کیا: ایک یہ کہ اگر کوئی خُداوند کریم کی اطاعت کر سکتا ہے تو نافرمانی کیوں کرے؟

دوسری یہ بات کہ جب آدمی سچ بول سکتا ہو تو جھوٹ کیوں کہے؟

تیسری یہ کہ جب حلال مِل سکتا ہے تو حرام کیوں کھایا جائے؟

چوتھی یہ کہ جب ایک شخص خود عیب دار ہو تو دوسرا کی عیب جینی کیوں کرے؟

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Advocate Showkat

اور ——— پانچویں بات یہ کہ جب خدائے خالق کا تذکرہ درمیان میں ہو، تو مخلوق کی یاد کیوں کی جائے؟

جنابِ عیسیٰ نے فرمایا:

اے چرواہے! یہ پانچ باتیں، جو تُو جانتا ہے تمہارے لئے ہی نہیں بلکہ سارے لوگوں کے لئے کافی ہیں۔ اتنا علم ہی کافی ہے، اس سے زیادہ کی ضرورت نہیں۔[1]

وجہِ تسمیہ صوفی

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف "عوارف" کے چھٹے باب میں صوفی کی وجہِ تسمیہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

خداوندِ کریم نے قرآنِ پاک میں اپنے نیکوکار بندوں کو مختلف ناموں سے یاد فرماتا ہے، مثلاً ابرار، مقربین، الصابرون، الصادقون، الذاکرون، المحبون وغیرہ وغیرہ۔ صوفی کا لفظ ان تمام ناموں اور اوصاف کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ یعنی جن اوصاف کا تذکرہ خداوندِ کریم اپنے بندوں کے متعلق کرتا ہے، صوفی کے اندر یہ تمام اوصاف پائے جاتے ہیں۔

صوفی کا لفظ جنابِ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دورِ مقدس میں پایا نہ جاتا تھا۔ ہاں کہا جاتا ہے کہ تابعین کے دور میں اس لفظ نے جنم لیا ہے۔

حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

میں نے ایک صوفی کو طواف گاہ میں دیکھا تو اُسے کچھ دینا چاہا، لیکن اُس نے لینے سے انکار کیا اور کہا کہ میرے پاس پانچ دینار ہیں جو میرے خورد و نوش اور دیگر ضروریات کے لئے کافی ہیں۔

حضرت سفیان فرماتے ہیں کہ

اگر ابو ہاشم الصوفی نہ ہوتے تو میں ریا کی باریکیاں سمجھ نہ پاتا۔

ان واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لفظ یعنی صوفی تابعین کے زمانہ میں بولا

[1] دستور السالکین صفحہ ۳۲۶ - ۳۲۹

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

جاتا تھا —

حضرت امام قشیری فرماتے ہیں:

حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت سے جو اہلِ ایمان مشرف ہوئے اُنھیں صحابہ کہتے ہیں، اور یہ پیغمبروں کے بعد افضل الناس ہیں۔

پھر اُن دین داروں کا درجہ ہے جنھوں نے صحابۂ کرام کی صحبت اختیار کی۔ انھیں تابعین کہتے ہیں۔

جو ایمان دار تابعین سے مُلاقی ہوئے وہ تبع تابعین کہلاتے ہیں، تابعین کے بعد ان ہی کا درجہ ہے۔ تبع تابعین کے بعد جو لوگ آئے اُن میں جو ریاضت کش اور عبادت گذار گزرے ہیں اُنھیں زاہد و عبادت گذار کہا جاتا ہے۔

بعد میں بدعات جاری ہوئیں اور دین میں غلو کیا گیا اور لوگ خدا سے غافل ہوتے گئے۔ ایسی تاریکی میں، جن پاک بازوں نے عبادت و ریاضت اور سُنّتِ رسولؐ کی مشعل جلائی اور دُنیا پرست بننے کی بجائے خدا پرستی اختیار کی، ایسے پاک بازوں کو صوفیا اور باصفا کے نام سے یاد کیا جانے لگا۔[له]

پارسائی کیلئے نماز و روزہ ہی کافی نہیں

"کتاب الحقائق" میں ہے کہ

"اے عزیز! میں تمھیں بتاؤں کہ پارسائی اور درویشی کیا ہے؟ محض نماز و روزہ ہی سے پارسائی حاصل نہیں ہوتی؛ کیونکہ ارشاد ہوتا ہے:

حُبُّ الدُّنیا رأسُ کُلِّ خطیئۃٍ —— دُنیا کی محبت تمام گناہوں کی جڑ ہے ——

ایک ایسا آدمی، جس کے دِل میں دُنیا پرستی، سرمایہ اندوزی اور جاہ پسندی کی بیماری نہ ہو۔ دین کے بارے میں ایک ہی بات سننے سے دینِ حق کا اثر قبول کرتا ہے

له مستورات الکشف صد ۲۳۱

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

اس کے برعکس دُنیا دارانہ ذہنیت رکھنے والے کے سامنے کتابوں کی کتابیں پڑھی جائیں نصیحت قبول نہیں کرے گا۔

حقیقت یہ ہے کہ دُنیا پرستی، خدا پرستی کی ضد ہے۔ ایک آدمی جو دولتِ دُنیا پر مر رہا ہو اور مال و متاعِ دُنیا سے بغل گیر ہوا ہو، نماز و روزہ ہی سے کس طرح نجات پا سکتا ہے اور کیسے محبوبِ خدا بن سکتا ہے!

خدا پرست آدمی دُنیا سے اُتنا ہی فائدہ اُٹھائے گا جتنا شریعت اجازت دے گی۔ اگر اُسے حلال کمائی تھوڑی ہی مقدار میں حاصل ہو جائے تو کم خوری اور لباسِ سادہ پر ہی گزارہ کرے گا، مگر دین و ایمان نہ بیچ ڈالے گا۔ اگر کسی میں ایسی ہمت نہ ہو تو اُسے اپنے کو پارسا اور درویش نہیں کہنا چاہیئے۔

ہر مومن کو حدیثِ ذیل بہ غور سُن کر اُسے حرزِ جان بنانا چاہیئے:

"قیامت کے روز ایک ایسے شخص کو لایا جائے گا جس نے نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج وغیرہ فرائض ادا کئے ہوں گے، یہاں تک کہ راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر تہجد گزاری بھی کی ہو گی۔ اس کے باوجود حُکم دیا جائے گا کہ اس کو جہنم میں ڈال دیا جائے۔ پھر ارشاد ہو گا کہ یہ ہمارا وہ بندہ ہے جو عبادت تو کرتا رہا لیکن جوں ہی اس کے سامنے مالِ دُنیا آ جاتا تھا تو حلال و حرام کا امتیاز کئے بغیر اس کی طرف لپک جاتا تھا۔"

یہ حدیثِ مُبارک صاف سمجھا رہی ہے کہ سب سے بڑا گناہ دُنیا دوستی اور ثروت پرستی ہے[1]

دُنیا کو اپنا خُدا نہ بناؤ

"کیمیائے سعادت" میں ہے کہ

جناب عیسیٰ رُوح اللہ علیٰ نبینا و علیہ الصّلوات والسّلام نے فرمایا کہ "دُنیا کو اپنا خدا نہ بناؤ تاکہ یہ تمھیں اپنا بندہ نہ بنائے۔"

---

[1] دستور السالکین ص ۳۴۲

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

اسی کتاب میں درج ہے کہ حضرت انسانِ کامل صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: "مال و جاہ کی دوستی سے دِل میں نِفاق کی بیماری اس طرح پرورش پاتی ہے جس طرح پانی سے سبزی۔"

عرض کیا گیا: "اے خدا کے رسول! بد ترینِ مُردم کون ہے؟"

فرمایا:——

"میرے بعد لوگ آئیں گے جو لذیذ کھانوں، زرق برق لباس، خوب صورت عورتوں اور قیمتی سواریوں پر فریفتہ ہوں گے۔ اُن کا پیٹ کبھی بھر نہ جائے گا، اگرچہ انہیں مالِ کثیر اور متاعِ وافر ہاتھ آئی ہوگی۔ وہ قناعت کی عظیم صفت سے تہی دامن اور خالی ہاتھ ہوں گے۔ اُن کی ساری تگ و دَو دُنیا کے لئے ہوگی۔ جو کچھ بھی کریں گے، دُنیا ہی کے لئے کریں گے۔ تمہارے لئے میری یہ ہدایت ہے کہ اگر اُن سے ملوگے تو نہ سلام کرنا نہ اُن کی عیادت کو جانا اور نہ اُن کے جنازہ میں شامل ہونا۔ جو اُن کے بڑوں کی عزت کرے گا وہ دِین کی بیخ کنی کرے گا۔"

"کشف المحجوب" میں ہے کہ

حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ، فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ

"بندے کو جو کچھ بھی حق سے باز رکھے، وہ طاغوت ہے۔"

اسی کتاب میں ایک اور مقام پر لکھا گیا ہے کہ

اَسَاسُ الْكُفْرِ قِيَامُكَ عَلٰى مُرَادِ نَفْسِكَ ٥

تمہارا نفس کی خواہشات پر قیام کرنا کُفر کی بُنیاد ہے

خداوند کریم کا صاف اور واضح اِرشاد ہے:۔

"جو بندہ زراعتِ دُنیا کے لئے کام کرتا ہے اُسے آخرت کے کھیت سے کچھ نصیب نہیں ہو سکتا۔"

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ٥

Digitized By eGangotri
Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

کثرتِ محبتِ دُنیا کا نتیجہ بُخل ہے اور بُخل کفر ہے۔

ارشادِ نبوی ہے:

خَصْلَتَانِ لَا یَجْتَمِعَانِ فِی مُؤْمِنٍ اَلْبُخْلُ وَسُوْءُ الْخُلُقِ ۰

مومن میں دو خصلتیں جمع نہیں ہوسکتیں۔ بُخل اور بد اخلاقی

حُبِّ دُنیا ذوقِ ایمانت برد

آرزو و آز تو جانت برد[1]

دین پروری اور دینداروں کی محبت

مولانا نور الدین جعفری رحمۃ اللہ علیہ "خلاصۃ المناقب" میں لکھتے ہیں کہ "اے دوست! جان لے کہ دینِ حق کی محبت اور دین داروں کی عزت ہر بالغ عاقل پر فرض ہے۔"

ارشادِ خداوندی ہے کہ:

وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا الخ جس کسی نے اسلام کے بغیر اور کوئی دین (طریقِ زندگی) اختیار کیا، وہ طریق ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں گھاٹے اور خسران میں مبتلا ہوگا۔

جنابِ پیشوائے اعظم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا ارشاد ہے:

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ الخ "تم میں سے کوئی ایمان دار نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اُسے اپنے باپ، بیٹے اور تمام لوگوں سے محبوب نہ ہوں گا۔"

جناب عمر رضی اللہ عنہ نے یہ فرمان سُن کر کہا:

"اے رسولِ پاکؐ! آپ مجھے اپنے باپ، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہیں، سوائے اپنی ذات کے۔"

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا:۔

---

[1] دستہ، السالکین: صہ ۲۳۳

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

"نہیں۔ تمھارا ایمان مکمل نہیں جب تک کہ ہم میں تمھیں تمھاری ذات سے بھی زیادہ محبوب جو ہوں۔"

حضرت عمرؓ نے عرض کیا:

"محبوب! اللہ کی قسم، آپ مجھے اپنے نفس اور اپنی ذات سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔" ارشاد ہوا——

ہاں۔اب تمھارا ایمان مکمل ہوا۔

پہلے حق کو پہچانو۔ پھر اہلِ حق کو پہچان سکوگے۔

جنابِ ولایت مآب حضرت علی مرتضیٰ کرّم اللہ تعالٰی وجہہٗ کا فرمان ہے:

لَا تَعْرِفُ الْحَقَّ بِالرِّجَالِ اِعْرِفُ الْحَقَّ تَعْرِفُ اَهْلَهٗ ۝

——یعنی—— حق کو انسانوں سے مت پہچانو بلکہ پہلے حق کو پہچانو، پھر اہلِ حق کو پہچان لوگے!

مطلب یہ کہ انسانوں کو حق کا معیار مت بناؤ بلکہ حق کو پہچان کر، حق کو معیارِ انسانیت بناؤ۔ حق کو انسانوں سے مت پہچانو بلکہ انسانوں کو حق سے پہچانو۔

"شمائل الاتقیا" میں رسالۂ شمسیہ کی عبارت ہے کہ

"محبتِ شیخ کے لئے دل میں جگہ بناؤ تاکہ محبتِ حق کی راہ ہموار و آسان ہوجائے۔ مُحَبَّةُ الشَّيْخِ مُحَبَّةُ اللّٰه اسی کی طرف اشارہ ہے۔

ارشادِ محمّدی ہے:

"ہر قفل کی چابی ہے اور جنّت کی چابی فقیرانِ صابرین کی محبت ہے۔ وہ قیامت کے روز خداوندِ کریم کے ہم نشین ہوں گے۔ اس کے برعکس مال کی محبت، سانپ کی دوستی کے برابر ہے اور جاہ پسندی اژدرپروری کے مترادف ہے۔"

حُبِّ درویشاں کلیدِ جنت است
دُشمنِ ایشاں سزائے لعنت است

مقاماتِ نقشبندیہ میں ہے کہ

"اولیائے کرام کی محبت دو دنیا کی سعادت حاصل کرنے کا ذریعہ ہے اور

Digitized By eGangotri
Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

ان کی عداوت خسرانِ ابدی کا سبب ہے۔

خلاصۃ المناقب میں مولانا نورالدین جعفری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ایک روز میں نے حضرت سید السادات جناب امیرِ کبیر میر سید علی ہمدانی قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت میں عرض کیا کہ

ختلان اور اس کے مضافات میں بہت سے مُخلصین آپ سے محبت کرتے ہیں مگر آپ کی صحبتِ خیر سے محروم ہیں۔ یہ مختلف رُکاوٹوں کے باعث آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضر نہیں ہو سکتے۔ اُن کا حال کیا ہوگا؟

فرمایا۔۔۔ کل اُن کا حشر ہمارے ساتھ ہوگا۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا ارشاد ہے۔ یحشر المرءُ علیٰ دینِ خلیلہٖ فلینظر احدکم من یخالل ۰ آدمی کا حشر اپنے دوست کے ساتھ ہوگا۔ اس لئے دوست بناتے وقت پورے غور و فکر سے کام لینا چاہیئے۔"

ایک روز حضور ؐ نے جناب ابُوذر غفاری رضؓ سے فرمایا:

اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ یَا اَبَا ذَرؓ۔ اے ابُوذر رضؓ! تو اُس کے ساتھ ہے جس کی محبت تیرے دِل میں ہے۔

ایک اور دفعہ فرمایا:

"اگر تو نیک ہوگا تو ہمارے ساتھ ہوگا اور اگر نیکی کا پلّہ بھاری نہ ہوگا تو ہماری محبت کے سبب بخشا جائے گا۔"

جناب شیخ حمزہ مخدوم رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنے دوستوں سے یہی فرمایا کرتے تھے!

ارشادِ خداوندی ہے:

اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَئِذٍ بَعْضُھُمْ الخ

قیامت کے روز دوست ایک دوسرے کے دُشمن ہوں گے سوائے مُتقین کے!

یعنی پرہیزگاروں اور خدا پرستوں کی دوستی لازوال ہوگی!

خلّت یعنی دوستی کی چار قسمیں ہیں:۔

(۱) خلّتِ تامّہ: یہ رُوحانی تعلّق ہے اور انبیاؑ و اولیا اسی محبت سے سرشار ہیں،

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Advocate Showkat

(۲) محبتِ قلبیہ : اوصافِ حمیدہ کی بنا پر جو محبت پاک بازوں کو ایک دوسرے کے ساتھ پیدا ہوتی ہے۔ یہ ابرار کی محبت ہے۔ اُمت کی محبت پیغمبر کے ساتھ مُرید کی محبت شیخ کے ساتھ اسی قبیل سے ہے۔

(۳) محبتِ عقلیہ : یہ محبت دُنیاوی مصالح کی بنا پر ایک دوسرے کے ساتھ کی جاتی ہے، یعنی تاجروں، کاریگروں اور ہم پیشوں کی محبت۔

(۴) محبتِ نفسانیہ : اس محبت کی بنیاد لذاتِ جسمانی اور شہواتِ نفسانی پر ہے چونکہ آخری دو قسم کی محبت فانی اسباب کی بنا پر ہوتی ہے، اس لئے یہ محبت بھی فنا پذیر ہے۔ اس کے برعکس اوّل الذکر دو قسم کی محبت پائدار بنیادوں پر ہوتی ہے، اس لئے یہ محبت رکھنے والے قیامت کے روز بھی اس کا پھل پائیں گے

ارشادِ نبوی ؐ ہے :-

يَشِيبُ ابْنُ آدَمَ وَتَشَبَّبُ فِيهِ خَصْلَتَانِ حِرْصٌ وَطُولُ الْأَمَلِ ٥

— یعنی — آدمی بوڑھا ہوتا جاتا ہے، لیکن دو خصلتیں جوان ہوتی جاتی ہیں — حرص اور لمبی آرزوئیں [۱]

گناہوں اور توبہ کے بارے میں

کیمیائے سعادت میں ہے کہ

گناہوں سے توبہ کرنا اور خداوند کریم کی طرف واپس پلٹ آنا مُریدِ مخلص کا پہلا قدم ہے، کسی بھی مومن کے لئے اور کوئی راہِ نجات نہیں، سوائے اس کے کہ گناہوں سے توبہ کرے!

از اوّل تا آخر گناہوں سے پاک رہنا انبیاء کا طریقہ ہے اور ساری عمر گناہوں میں لت پت ہونا اور خداوند کریم کی سرکشی اور نافرمانی کرتے رہنا شیطانوں کا شیوہ ہے گناہ سرزد ہو کر گناہوں سے واپس آجانا اور خدا کے حضور گڑگڑا کر دعائیں مانگنا

[۱] دستور السالکین صہ ۲۴۳

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

اور توبہ کرنا آدمؑ کا طریقہ ہے۔ اس لئے جس کسی نے گناہوں کے بعد سچے دل سے توبہ کی اور واپس آیا، اُس نے اپنے کو جناب آدمؑ سے وابستہ کیا۔

محمدؐ عربی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے:

"توبہ کے دروازے اُس وقت تک کھُلے ہیں جب تک کہ موت کی ہچکی سے لگے، اور غرغر کی آخری آواز آنے لگے۔"

"کیمیائے سعادت" میں حضرتِ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

"اگر کوئی گناہِ صغیرہ میں مُبتلا ہو جائے اُسے فوراً پشیمان و نادِم ہو کر استغفار کرنا چاہیئے اور گناہ ہمیشہ بڑا جاننا چاہیئے، خواہ وہ چھوٹا ہی کیوں نہ ہو۔ جب ہی آدمی ہر گناہ سے بچ سکتا ہے۔

دِل کو ایمان و خوف سے لبریز کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ یہی وہ حربہ ہے کہ جس سے گناہوں کی آلودگی سے دامن بچایا جاسکتا ہے۔ جو گناہ، دِل پر جتنا بُرا اثر ڈالے گا، وہ اُتنا ہی بڑا گناہ ہے۔

حدیثِ شریف میں آیا ہے کہ

مومن گناہ کو ایک ایسا پہاڑ جانتا ہے جس کے نیچے وہ اپنے آپ کو دبا ہوا محسوس کرتا ہے، جب کہ اس سے کوئی گناہ سرزد ہوتا ہے۔ پھر مومن ہر وقت ڈرتے رہتا ہے کہ کہیں پہاڑ کے نیچے پھر دب نہ جاؤں اور تلف و برباد نہ ہو جاؤں۔ اس کے برعکس منافق، گناہ کو مکھی کے برابر جانتا ہے، جو ناپاکی پر بھی بیٹھے اور اُڑتے اُڑتے انسانی جسم پر بھی بیٹھ جائے۔

ابُو طالب مکی "قوت القلوب" میں لکھتے ہیں کہ

احادیث و اقوالِ صحابہ کی روشنی میں کہہ سکتے ہیں کہ گناہوں کی سترہ ۱۷ قسمیں ہیں۔ چار گناہ دِل سے تعلق رکھتے ہیں:

(۱) کفر

(۲) گناہ پہ اصرار کرنا، خواہ وہ چھوٹا ہی کیوں نہ ہو، یعنی گناہ کو ترک کرنے کا خیال تک نہ کرنا۔

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Advocate Showkat

(۳) خُدا وندِ کریم کی رحمت سے نااُمید ہو جانا جسے قنوط کہتے ہیں۔

(۴) خُدا وندِ کریم کے قہر سے بے خوف رہنا اور جاننا کہ وہ میرا کچھ بگاڑ نہیں سکتا۔

چار گناہ زبان سے تعلق رکھتے ہیں :-

(۱) جھُوٹی گواہی دینا جس سے کسی کا حق مارا جائے۔

(۲) قذف۔ یعنی تہمت لگانا جس کا نتیجہ شرعی حد ہو۔

(۳) جھُوٹی قسم کھانا۔ جس سے کسی کا مال ہڑپ کیا جائے۔

(۴) جادُو۔ جو زبان سے کیا جائے۔

تین کا تعلق شکم سے ہے :-

(۱) نشہ آور مسکرات (یعنی شراب وغیرہ) کو استعمال کرنا

(۲) مالِ یتیم ہضم کرنا

(۳) سُود کھانا یا دینا۔ رشوت بھی اسی زُمرہ میں شامل ہے۔

دو کا تعلق شرم گاہ سے ہے :-

(۱) زِناکاری۔ غیر عورت کے ساتھ بدکاری کرنا

(۲) لواطت۔ لڑکے کے ساتھ بدفعلی کرنا

دو کا تعلق ہاتھ سے ہے :-

(۱) قتل کرنا

(۲) چوری کرنا

ایک کا تعلق پاؤں سے ہے اور وہ یہ کہ
کافروں کے ساتھ جہاد کرتے ہوئے بھاگ جانا
اور پھر ایک کا تعلق پُورے جسم سے ہے اور وہ ہے
والدین کی نافرمانی کر کے اُن کی ناراضگی مول لینا ـــــ

علمائے کرام کا فیصلہ ہے کہ
گُناہوں کو معمولی جاننا بھی کُفر ہے۔
کیمیائے سعادت میں ہے کہ

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب رسالت مآب ؐ کا ارشاد ہے کہ

خُداوند کریم بندے کے ہر اُس گُناہ کی مغفرت فرماتا ہے جس پر بندہ نادِم و پشیمان ہو اور بندہ کی ندامت کے ساتھ ہی استغفار سے پہلے ہی خدُا کی رحمت گناہ کو بخش دیتی ہے۔

حضورؐ کا ارشاد ہے: اَلنَّدَمُ تَوْبَة : ندامت ہی توبہ ہے۔

رسالہ حینیہ میں ہے کہ

گذشتہ گناہوں سے استغفار کرنا دوائے قلب ہے۔ توبہ کے معنی ہیں، واپس آجانا۔ یعنی گذشتہ غلطیوں سے باز آکر آیندہ خلافِ شریعت حرکت نہ کرنا توبہ ہے۔ اور جو غلطیاں ماضی میں ہوئیں، اُن کے لئے معافی مانگنا استغفار ہے۔

توبہ کسی صاحبِ کمال بزرگ اور پیرِ طریقت کی رہنمائی میں کرنا زیادہ مُفید ہے، تاکہ اپنے حق میں اُس مردِ کامل سے دُعائے مغفرت کرائے! اور یہ دُعا گناہوں کی مغفرت کرانے میں معاون و مددگار ثابت ہو سکے!

ارشادِ خداوندی ہے:

وَلَوْ اَنَّهُمْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ الخ

یعنی اگر ان لوگوں نے اپنے اُوپر ظلم کیا اور گناہوں میں گھر گئے۔ اس کے بعد اے نبیؐ! آپ کے پاس آکر اللہ سے مغفرت کے طلب گار ہوئے اور رسُولؐ نے بھی اُن کے لئے مغفرت مانگی تو یہ لوگ خدُاوند کریم کو توّاب بھی پائیں گے اور رحیم بھی یعنی خدائے ذوالجلال اُن کے گناہوں کو بھی بخش دیگا اور معاف فرمائے گا۔

اس آیۂ کریمہ سے معلوم ہوا کہ دورِ سعادت کے گنہگار، فرمانِ ایزدی کے تحت خدمتِ رسُولؐ میں آکر اللہ پاک سے مغفرت مانگتے اور رسُولؐ بھی اُن کے لئے دُعائے مغفرت کرتے تھے۔ حضورؐ کے بعد اُن کے جانشین خلفائے راشدین اور پھر وہ خلفا جو مُسلسل و مُتصل آپ کے نورِ حق کے وارثِ حقیقی ہیں، اِس لئے حضورؐ کے بعد یہی پاک باز ہیں جن کی خدمت میں آکر ایک گنہگار اپنے گناہوں کے لئے خود بھی دُعائے مغفرت مانگ لے اور ان کی دُعا میں

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

سے اعانت طلب کرتے ہیں وہ مقدس علما ہیں جن کے متعلق خدائے تعالےٰ کا ارشاد ہے :

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا الخ

اس طرح ہم نے تمھیں اُمت وسط بنایا تاکہ تم لوگوں کے سامنے اُسی طرح شہادتِ حق دیتے رہو جس طرح کہ پیغمبرؐ نے تمھارے سامنے یہ فرض ادا کیا۔

اس ارشادِ الٰہی کے تحت خداوندکریم کے یہ پاک باز بندے جناب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اِتباع اور آپ کی سُنت کی پیروی کرتے رہے ہیں۔ اس لئے یہی مُقدس پیشوا اور رہبر ہیں جن کی دُعاؤں سے مدد لے کر خدائے قدوس سے مغفرت حاصل کی جاسکتی ہے۔

توبہ اور حصولِ رحمت کے لئے ۲ شرطیں لازمی ہیں :۔

(۱) بیعت (۲) طلبِ مغفرت

قرآنِ کریم میں ان دونوں شرطوں کی وضاحتاً نشان دہی کی گئی ہے۔

توبہ کے سلسلہ میں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جب تک لذتِ گناہ دِل میں موجود ہے، توبہ قبول نہیں ہوسکتی۔

کیمیائے سعادت میں ہے کہ

بنی اسرائیلی پیغمبروں میں سے ایک پیغمبر نے کسی گنہگار کے حق میں شفاعت کی؛ خداوند کریم نے وحی بھیج دی کہ "مجھے اپنی عزت کی قسم ہے کہ جب تک اس کے دِل میں لذتِ گناہ موجود ہے، اس کی بخشش نہیں ہوگی۔"

حضرت ابوُلبابہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ، سے جب غلطی سرزد ہوئی تو آپ نے خود ہی اپنے کو مسجدِ نبوی کے ایک ستون کے ساتھ باندھ لیا اور زار زار روتے رہے۔ جنابِ رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میرے پاس آیا ہوتا، میں اس کے لئے خُدا وندکریم سے مغفرت مانگتا؛ اب جو اس نے یہ صورت اختیار کی ہے، میں وحی کا انتظار کروں گا۔" پندرہ یوم رات دِن حضرت ابولبابہ رضؓ بندھے رہے۔ اُن کی صاحب زادی چند ایک کھجور کھلاتی رہی۔ ابوُلبابہ رضؓ کھاتے بھی جاتے تھے اور روتے بھی رہتے تھے، یہاں تک کہ ایک صُبح کو حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا نے پیارے نبی صلعم کو تبسم فرماتے ہوئے دیکھا۔

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

اُمّ المومنین رضؓ نے عرض کیا: اَضْحَكَ اللّٰهُ سِنَّكَ۔ "خداوند کریم آپؐ کو ہمیشہ خنداں رکھے، آپ آج بشاش کیوں ہیں؟" فرمایا: "جبرئیلؑ میرے پاس آئے اور ابو لبابہ کی قبولیتِ توبہ کی بشارت دی۔" حضرت اُمّ المومنین رضؓ نے عرض کیا۔ اجازت دیجیے میں ابو لبابہ کو یہ خوشخبری سناؤں۔

حضرت اُمّ سلمہ رضؓ نے مسجد شریف کے دروازے سے پکارا۔ "ابو لبابہ! مبارک ہو تمہاری توبہ قبول ہوئی۔" جو صحابی مسجد شریف میں بیٹھے ہوئے تھے، انھوں نے ابو لبابہ کو رسیوں سے آزاد کرنا چاہا۔ لیکن انھوں نے یہ کہہ کر روک لیا کہ "مجھے خود پیارا رسولؐ آزاد کرے گا۔"

صبح جب محمدؐ عربی صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت ابو لبابہ رضؓ کو بشارت دیتے ہوئے آزاد فرمایا:

بہرحال اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ گنہگار کو اپنے گناہوں پر نادم ہو کر زار زار رونا چاہیئے اور ریاضتِ شاقہ سے کام لے کر طلب گارِ مغفرت ہونا چاہیئے۔ ساتھ ہی پیرِ کامل اور مرشدِ برحق کی دعاؤں سے بھی مدد لینی چاہیئے۔

مشکوٰۃ میں حدیث ہے کہ

"جب ایک بندہ اعترافِ گناہ کرتا ہے اور پھر توبہ کرتا ہے تو خداوند کریم اس کی طرف اپنی توجہ پھیر لیتا ہے۔" متفق علیہ

فرمانِ خداوندی ہے کہ

وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ الخ

اور ایک جماعت ایسی ہے جس نے نیک اعمال بھی کئے اور بُرے اعمال بھی اُن سے سرزد ہوئے ہیں۔ یہ جماعت اپنے گناہوں کا اقرار کرتی ہے۔ بہت ممکن ہے کہ خداوند کریم اُن کی طرف توجہ فرمائے گا۔ یقیناً خداوند کریم بہت ہی معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے گناہوں کا اقرار کرنا ہی نورِ ایمان کی نشانی ہے، کیونکہ ایک ایسا آدمی جو گناہ کو گناہ تصور نہیں کرتا اور اس گندگی میں لت پت رہتا ہے، ایک ایسی ظلمت میں پھنسا ہوا ہے، جس سے وہ نکل نہیں سکتا، ایسے بدقسمت کا انجام خسران کے بغیر اور کیا ہے

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

سکتا ہے!

چوں بدی گناہ را دانی کثرتِ جانبِ پشیمانی
ورندانی گناہ را کہ بداست آں نشانِ شقاوتِ ابداست — سنائی

یاد رکھ لے کہ حدیثِ مبارک میں آیا ہے کہ

اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنبِ کَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ ۝

(گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسا ہے، گویا گناہ ہی نہ کئے ہوں)

اس حدیثِ مبارک کی بشارت اُس خوش قسمت کے لئے ہے جو توبہ کرنے کے بعد **مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا** (جس کی تشریح گذشتہ صفحات میں وضاحت کے ساتھ ہوئی ہے) کی سی حالت اپنے اندر پیدا کرلے۔ یعنی ایک مُردہ کی طرح گناہ کے پاس بھی نہ پھٹکے اور توبہ پر استقامت کرے۔

خدائے قدوس کا ارشاد ہے:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَی اللّٰهِ الخ

"اے ایمان دارو! خداوند کریم کی طرف توبۂ نصوح کرکے واپس آجاؤ۔ ممکن ہے تمھاری بدیاں تمھارے نامۂ اعمال سے مٹائی جائیں گی اور تمھیں اُن باغات میں داخل کیا جائے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔"

جناب ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

توبۂ نصوح کا مطلب یہ ہے کہ

گنہگار دل سے پشیماں ہوجائے، زبان سے معافی مانگے اور پھر گناہوں سے اس طرح منہ موڑے اور واپس آجائے کہ آیندہ گناہ کا خیال تک نہ گزرے اور گناہوں کو بالکلیہ ترک کرنے کا مصمم اور پکا ارادہ کرے۔ ایسے ہی تائب کے لئے مغفرت کی بھی اُمید ہے اور جنت میں چلے جانے کی بھی!

"مراۃ التائبین" میں ہے کہ

"اے عزیز! جب تم نے جان لیا کہ توبہ کی شرطیں کیا ہیں۔ تو یاد رکھ لینا چاہیے کہ اگر کوئی آدمی توبہ کرنے کے بعد پھر توبہ بہ قلبگی شہرت کی وجہ سے توڑ ڈا

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

بھی بدی کا تدارک نیکی سے کرے۔ کیونکہ خُداوند کریم کی بارگاہ میں ذرّۂ خیر بھی وزن رکھتا ہے اور ذرّۂ شر بھی!

وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ الخ

کیا زبان سے اِستغفار بھی اللہ میاں کے ہاں قدر رکھتا ہے؟ یقیناً رکھتا ہے، اگرچہ یہ توبہ کی ادنیٰ ترین صورت اور اوّلین قدم ہے۔

ایک آدمی نے حضرت شیخ عثمان مغربیؒ کی خدمت میں آکر شکایت کی کہ میں ایک مدّت سے ذکرِ زبان کرتا ہوں لیکن دِل پر اس کا اثر نہیں ہوتا۔"

شیخ نے جواب میں فرمایا: "اللہ کا شُکر ادا کرو کہ تمھارا ایک عضوٗ اللہ کی یاد میں لگا ہوا ہے۔ یاد رکھ لے، یہ شیطان کا دھوکا ہے کہ جب حضورِ دِل نہیں تو پھر ذکرِ زبان کا کیا فائدہ؟ دراصل شیطان، اِنسان کو ذکرِ زبان سے بھی باز رکھنا چاہتا ہے۔ اس شیطانی مکر میں پھنسنے والے لوگ تین قسم کے ہوتے ہیں:۔

(۱) ظالِم: وہ بدقسمت، جو مرتبۂ عالی حاصل نہ ہونے پر ذکرِ زبان سے محروم رہتے ہیں، یعنی زبان سے اللہ کی یاد کرنا اس لئے چھوڑ دیتے ہیں کہ اللہ پاک نے انھیں نورِ قلب اور مرتبۂ عالی عطا نہ فرمایا۔

(۲) مُقتَصِد: یہ وہ لوگ ہیں جو فریبِ شیطان پر تامّل کر کے اس کو بھی غنیمت جان لیتے ہیں کہ کم از کم زبان ہی ذکرِ حق میں مصروف رہتی ہے؛ اس لئے زبان کو یادِ خُدا میں لگائے رکھتے ہیں۔

(۳) سابِق: یہ وہ خوش قسمت ہیں جو شیطان کے جھگڑے میں نہ پھنس کر اپنے اندر مزید صلاحیت پیدا کرتے ہیں اور ذکرِ زبان کے ساتھ ساتھ ذکرِ قلب کے لئے بھی کوشاں رہتے ہیں۔ گویا فریبِ شیطان اُن کے لئے باعثِ غیرت بن جاتا ہے، اور وہ پیچھے ہٹنے یا قدم روکنے کی بجائے آگے بڑھنے کے لئے کمر بستہ ہو جاتے ہیں، اور اس طرح شیطان کے زخموں پر نمک پاشی کرتے رہتے ہیں۔

"کیمیائے سعادت" میں ہے کہ:۔

"اس بات میں اختلاف ہے کہ اگر ایک آدمی چند ایک گناہوں سے توبہ کرتا ہے۔

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

اور چند ایک سے نہیں۔ کیا ایسی توبہ مقبول ہے یا نہیں؟ بعض علماء کا کہنا ہے کہ بہر حال جتنا بھی ہوسکے، گناہوں سے توبہ کی جائے اور جتنی بھی بدیاں مٹائی جاسکیں، مٹائی جائیں۔ لیکن حقیقت یہی ہے کہ ایک بدی سے توبہ کرنا، اور دوسری بدی پر جمے رہنا صحت مندی رُوح کی علامت نہیں کیونکہ گناہ بہر حال گناہ ہے اور گناہ کا ترک کرنا مومن کا فرض ہے!

خداوند کریم کا ارشاد ہے:

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ۔ خداوند کریم توبہ کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ المتطھرین۔ خداوند کریم پاک بازوں کو پسند فرماتا ہے۔

یہ بشارت اور خوش خبری ایسے توبہ کرنے والوں کے لئے نہیں ہوسکتی جو چند گناہوں سے توبہ کریں اور چند ایک پر قائم رہیں۔

"ارشاد المریدین" میں ہے کہ

مُرید کو چاہیئے کہ خوراک ولباس، حلال کمائی سے حاصل کرے اور نہ خورد و نوش اور نہ لباس میں تکلف سے کام لے۔ بلکہ حدِ وسط کو زیر نگاہ رکھے۔ اور طاقت کے مطابق ہی ریاضت و مجاہدہ اپنے اُوپر لازم کرے۔ لا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا

مظالم کا مقابلہ کرنا واجب جانے۔ اگر مُرید میں یہ ہمت نہیں تو ہر وقت خداوند کریم سے اپنی کم ہمتی کے لئے مغفرت مانگے۔ خود صراطِ مستقیم پر قائم رہے اور ربِّ جلیل ہی سے دشمن کے زیر ہونے کی اُمید رکھے۔

کثرتِ گناہ کے باوجود رحمتِ خداوندی سے قطعاً نااُمید نہ ہوجائے اور اس بات پر پُور الیقین رکھے کہ توبہ کے بعد توبہ ضرور قبول ہوئی۔ توبہ کے بعد گناہوں سے یکسر باز آجائے۔

اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ۝ بے شک خداوند کریم توبہ قبول کرنے والا رحیم ہے۔

اصحابِ طریقت، اور مردانِ کامل کی نظروں میں، بالغ وہی ہے جو خواہشاتِ نفس کی بندھنوں (بندشوں) سے آزاد ہو جائے!

جنابِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ ھَوًی یُضِلُّہٗ ۝ بدترین بندہ، بندۂ نفس ہے جو اُسے گمراہ کرے

Digitized By eGangotri
Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وآلہٖ وَسَلَّمَ إِنِّی لَیُغَانُ عَلٰی قَلْبِی فَأَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ فِی کُلِّ یَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ ۝

"میرے دِل پر ہلکا بادل سا پردہ چھا جاتا ہے، اس لئے میں دِن میں ایک سَو دفعہ استغفار کرتا ہوں۔"

"لُبُّ اللُّبَابِ" میں ہے کہ

گناہوں سے توبہ کرنے کے بعد بہترین دوا، جو مومن کی صحت مندی کا باعث بن سکتی ہے، صحبتِ غیر ہے۔ ایک مومن کو کسی بھی صورت میں غیرِ جنس یعنی ایمان برباد کرنے والی صحبت اختیار نہیں کرنی چاہیے۔[1]

حضرتِ مولانا جلال الدین رُومی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

لَا تَصْحَبُوْا غَیْرَ اَبْنَاءِ الْجِنْسِ ۝ غیرِ جنس کی صحبت اختیار مت کرو۔

وجہ یہ ہے کہ طبیعت چور ہے اور چوری چھپے اوروں کا رنگ چُراتی اور طرز اختیار کرتی ہے۔ بالخصوص شیاطین الانس سے اپنے کو بچانا چاہیے۔ یعنی انسان نما شیطانوں سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ لوگ دینِ حق سے برگشتہ کرتے رہتے ہیں اور غلط باتیں کانوں میں ڈال کر اور وسوسے دِل میں پیدا کرکے راہِ حق سے بھٹکا دیتے ہیں۔

خُداوند کریم مُومنوں کو گناہوں سے باز آنے کے بعد گناہوں کی طرف واپس جانے سے نجات بخشے!

"کتابُ الاسرار" میں ہے کہ بُزرگ اور خُدا پرست پاک بازوں کی صحبت سات دِن اختیار کرنا سات سَو سالہ عبادت کے برابر ہے اور نامۂ اعمال میں اس کا ثواب حج و عُمرہ کا ثواب لکھا جاتا ہے۔[2]

---

[1] غنی کاشمیری کا شعر ہے ؎

آب چوں در روغن افتد نالہ خیزد از چراغ — صحبتِ ناجنس آتش را بہ فریاد آورد

(مترجم)

[2] زبدۃ الکیہ ص ۳۳۵

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

ولی دیکھتے ہی خدا یاد آتا ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ

"دوستانِ خدا کون لوگ ہیں؟" فرمایا: وہ کہ جب تم ان کو دیکھو گے تو اللہ یاد آئے"

چونکہ ولی کا دِل نورِ خدا کا عکس قبول کرتا ہے اس لئے ولی کو دیکھ کر ہی خدا یاد آتا ہے،

ولی کی تین نشانیاں ہیں:-

(۱) جس کا چہرہ دِل کش اور جاذب النظر ہو کہ اس کو دیکھ کر دِل میں اس کی محبت پیدا ہو جائے۔

(۲) جب وہ بات کرے تو سبھوں کو اپنے کلام میں مست کرے۔

(۳) جس کا کوئی بھی عضو کوئی گناہ نہ کرے۔

جناب سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

"جس نے نیک کاموں کا حکم دیا اور بُرے کام سے باز رکھا وہ اللہ اور اس کے رسول اور کتاب کا خلیفہ ہے۔"

ایک اور دفعہ فرمایا:

"میری اُمت کے صدیقین خلافتِ انبیاء کے مرتبہ پر متمکن ہیں۔"

ولایت مآب حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالےٰ وجہہٗ سے روایت ہے کہ

"حضورؐ نے فرمایا: اے رب! میرے بعد آنے والے خلیفوں پر رحم فرما!"

عرض کیا گیا: "آپ کے خلفا کون ہیں، اے خدا کے رسولؐ!

فرمایا: وہ جماعت، جو میرے بعد آئے گی اور میری احادیث و سُنت کی طلب گار ہوگی اور لوگوں کو بھی اس کی تعلیم دیتی رہے گی۔"

ایک اور موقعہ پر ارشاد فرمایا:

Digitized By eGangotri

"جس نے میری سُنت زندہ کی وہ میرا اور مجھ سے پہلے آئے ہوئے انبیاؑ کا خلیفہ ہے۔"

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Advocate Showkat

پھر فرمایا: جس نے میرے خلیفہ کی اطاعت کی اُس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے خلیفہ کی نافرمانی کی، اُس نے میری نافرمانی کی۔[۱]

غضبِ مومن

حدیث میں ہے کہ جناب سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کبھی کبھی ایسے غضب ناک ہوتے تھے کہ آپ کی مقدس آنکھیں اور مبارک رُخسار سُرخ ہو جاتے تھے۔ پھر فرماتے تھے:
"اے خدا! میں بشر ہوں اور دوسرے انسانوں کی طرح غضب ناک ہو جاتا ہوں۔ اگر میں کسی مسلمان پر ناراض ہو جاؤں اور ناراضگی میں اُسے بُرا بھلا کہوں یا ماروں، اے خدا! یہ زجر و توبیخ اُس کے لئے باعثِ مغفرت بنا۔"

جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں کہ:
جنابِ محمد عربی صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم حفاظتِ دین کے لئے پُر غضب ہو جاتے تھے اور جب غصّہ میں آجاتے تھے تو کوئی بھی چیز اُن کے سامنے ٹک نہ سکتی تھی۔ اور اس ناراضگی کا توڑ نہ کر سکتی۔ اور نہ کوئی اُس وقت انھیں پہچان سکتا! جب تک کہ نہ خلافِ دین چیز یا بات اپنے سامنے سے دُور فرماتے۔

جنابِ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا فرمان ہے کہ:-
میری اُمّت میں بہترین لوگ وہ ہیں جو جلدی غصہ میں آجائیں لیکن ساتھ ہی غصّہ فرد ہو جائے۔[۲]

مومنانہ محبّت

حضورؐ نے فرمایا کہ "اگر تم کسی کو دوست رکھو گے یا کسی سے محبّت کرو گے تو اُس کو اپنی دوستی اور محبّت سے خبردار کرنا چاہیئے تاکہ اُس کے دِل میں بھی تمھاری محبت اور تمھاری دوستی کے لئے جگہ پیدا ہو جائے اور پھر وُہ تمھارا بھی خواہ اور دوست بن جائے اور دونوں ایک

[۱] دستور السالکین صفحہ ۳۵۲-۳۵۳ [۲] دستور السالکین صفحہ ۳۶۲

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

دوسرے کے غم و شادی میں شریک ہو سکھے گے۔[1]

مُناجاتِ مومن

مومن کو چاہیئے کہ:

دُعا میں خداوند کریم سے عشقِ الٰہی کی التجا کرتا رہے۔ متاعِ دُنیا اور نعمتِ آخرت سے افضل ترین سرمایہ محبتِ خداوندی ہے۔ خدائے لاشریک کا عشق انعام ہائے خداوندی کا مرکز و منبع ہے۔

جنابِ نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دُعا مانگا کرتے تھے:

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ وَحُبَّ عَمَلٍ یُّقَرِّبُنَا اِلٰی حُبِّکَ یَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَام ؕ

اے خدا! مجھے اپنی محبت، اپنے محبوبوں کی محبت اور اس عمل کی محبت نصیب کر لے جو عمل مجھے تمھاری محبت کے نزدیک لے جائے۔ اے بزرگ اور صاحبِ کرم آقا![2]

اورادِ مومن

اے عزیز! خداوند کریم تمھیں دو جہانوں کی سعادت نصیب کرے۔ بزرگانِ دین نے چند کلماتِ طیبات اس لئے جمع کئے ہیں تاکہ مومن انھیں پڑھا کریں اور اس طرح دین کے بُنیادی عقائد سے واقف بھی ہو جائیں اور فرقہائے باطل سے نجات پائیں اور اپنے ایمان و اعتقادات کو دُرست رکھ سکیں۔ وہ کلمات یہ ہیں:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، مَرْحَبًا بِالنَّھَارِ الْجَدِیْد۔ اگر شام ہو تو یوں کہیئے مرحبًا باللَّیل الجدیدۃ۔ وَبِالْمَلَکَیْنِ الْکَاتِبِیْنَ الشَّاھِدِیْنَ اکْتُبَا فِیْ صَحِیْفَتِنَا رَضِیْنَا بِاللّٰہِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَبِیًّا وَّرَسُوْلًا وَّبِالْقُرْاٰنِ اِمَامًا وَّبِالْکَعْبَۃِ قِبْلَۃً وَّبِالْمُؤْمِنِیْنَ اِخْوَانًا وَّبِحَلَالِ اللّٰہِ حَلَالًا وَّبِحَرَامِ اللّٰہِ عَذَابًا وَّعِقَابًا وَّاَنَا اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ

[1] دستور السالکین ص ۲۷۲ [2] دستور السالکین ص ۳۲۵

Digitized By eGangotri
Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

اِنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ الْجَنَّةَ حَقٌّ وَّ النَّارُ حَقٌّ وَّ الْمَوْتُ حَقٌّ وَّ الْقَبْرُ حَقٌّ وَّ السُّوَالُ حَقٌّ وَّ الْحِسَابُ حَقٌّ وَّ الْبَعْثُ حَقٌّ وَّ الْمِيْزَانُ حَقٌّ وَّ الصِّرَاطُ حَقٌّ وَّ الْمُرُوْرُ عَلَى الصِّرَاطِ حَقٌّ وَّ الْحَوْضُ حَقٌّ وَّ الشَّفَاعَةُ حَقٌّ وَّ رُؤْيَةُ اللّٰهِ فِي الْجَنَّةِ لِلْمُؤْمِنِيْنَ حَقٌّ وَّ جَمِيْعُ اَوَامِرِ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ نَوَاهِيْهِ حَقٌّ وَّ الْخَيْرُ وَ الشَّرُّ كُلُّهٗ بِقَضَاءِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاِرَادَتِهٖ وَاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ؕ

ترجمہ: اللہ رحمان و رحیم کے نام سے

مُبارک ہو نیا دن (اگر شام ہو تو کہیے مُبارک ہو نئی رات) اور سلام ہو دو لکھنے والے اور شہادت دینے والے فرشتوں پر۔ اے فرشتو! ہمارے نامہ اعمال میں لکھ ڈالنا یہ کہ ہم راضی ہیں اللہ کے رب ہونے پر، دینِ اسلام پر، اور جنابِ محمدؐ (درود و سلام ہو اُن پر) کے نبی ہونے پر، نیز قرآن پاک کے رہبر ہونے پر، اور کعبہ کے قبلہ ہونے پر، اور اس بات پر کہ تمام ایمان دار ہمارے بھائی بند ہیں۔ اور ہم ایمان لائے اس حقیقت پر کہ حلال کا حساب لیا جائے گا اور حرام کے لئے عذاب کیا جائے گا اور ہم گواہی دیتے ہیں خدائے تعالیٰ کے لاشریک ہونے کی۔ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہونے کی۔ بے شک جنت حق، جہنم حقیقت ہے۔ موت یقینی ہے، قبر میں جانا لازمی ہے، سوالات کا پوچھا جانا درست ہے۔ مر کر زندہ ہونا صحیح ہے۔ میزان یعنے اعمال کا تولا جانا واجبی ہے۔ صراط اور صراط پر گزرنا سچ ہے۔ حوض اور شفاعت حق ہے، ایمان داروں کا جنت میں دیدارِ خدا کرنا دُرست ہے۔ امر و نہی (یعنی کیا کیا جائے اور کیا نہ کیا جائے) کا خداوند کریم سے نازل ہونا برحق ہے۔ خیر و شر خداوند کریم کی مرضی سے وابستہ ہے اور قیامت کا آنا ناقابلِ انکار حقیقت ہے اور یہ یقینی بات ہے کہ خداوند کریم قبروں میں سے مُردوں کو نکال کھڑا کرے گا۔

درود و سلام ہو جنابِ محمدؐ، آپ کے آل اور آپ کے اصحاب پر!

کلماتِ بالا کا جاننا مومن پر فرض ہے، ان پر ایمان رکھنا جنت کی ضمانت اور دوزخ سے بچنے کی سبیل ہے![1] ۔۔۔ (تمام شد)

[1] دستور السالکین۔ صفحہ ۳۷۵-۳۸۶

Digitized By eGangotri
Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

ہماری مطبوعات

تصوّف

۱: دستور السالکین اُردو — حضرت بابا داؤد خاکیؒ
ترجمہ "قاری سیف الدین

۲: منہاج العارفین — حضرت امیر کبیر میر سیّد علی ہمدانی رح
ترجمہ قاری سیف الدین

۳: گلدستہ کلامِ شیخ العالم — حضرت شیخ نورالدین نورانیؒ
مع ترجمہ — ترجمہ قاری سیف الدین

۴: گلدستہ اوراد واذکار

انسائیکلوپیڈیا سیریز

بچوں کے لئے

۱: دس بڑے سائینس دان — صوفی گلزار احمد
۲: دس بڑے مؤرخین — "
۳: دس بڑے سیاح — "
۴: دس بڑے جغرافیہ دان — "
۵: دس بڑے طبیب — "
۶: جانوروں کی دُنیا — ادارہ
۷: پودوں کی دنیا — روبینہ نازلی
۸: سائینس کوئیز (سوالاً جواباً) — شوکت قدیر
۹: سائینس کی دنیا — ادارہ
۱۰: رنگین جغرافیہ — "
۱۱: چند مشہور سائینس دان — محمد سہیل

نعت سیریز

۱: معصوم کی پکار — اشرف قاری
۲: نعت رسولِ مقبولؐ — حضرت مولانا جامیؒ
۳: گلدستہ نعت محمدؐ — مرتب اشرف قاری
عربی، فارسی، اردو اور کشمیری
۴: گلشن نعت محمدؐ — کشمیری نعتیں صرف
۵: صلی اللہ علیہ وسلم کی ردیف نعتیں
اردو نعتیں

تاریخ

۱: کشمیر میں اسلام۔ منظر اور پس منظر — ڈاکٹر سیّد محمد فاروق بخاری
۲: سوانح میر سیّد محمد ہمدانی رح — "
۳: حضرت محمد انور شاہ کاشمیری — "
حیات اور کارنامے
۴: حیات سلطان العارفین — قاری سیف الدین

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

۵: حیات شیخ العالمؒ — خواجہ غلام رسول بٹ سولنہ

۶: تاریخ موئے مقدس محمد رسول اللہ ﷺ (درگاہ شریف حضرتبل) — خواجہ غلام رسول بٹ

۷: سو بڑے مسلمان — عبدالمجید سالک

تاریخ کشمیر

۱: تاریخ کشمیر — محمد دین فوق

۲: راج ترنگنی ۲ جلد — پنڈت کلہن

۳: تاریخ اقوام کشمیر ۲ جلد — محمد دین فوق

۴: دی ویلی آف کشمیر — لارنس

اقبالیات

۱: اقبال۔ عشق رسولؐ کی دہلیز پر — قاری سیف الدین

۲: اقبال۔ جوانوں اور بچوں کیلئے — ڈاکٹر حمید یزدانی

بچوں کا ادب

۱: معصوم کی پکار

۲: آؤ بچو کاؤ بچو — رفیق احمد خان

۳: سبق آموز کہانیاں ۲ حصے — شاہد احمد

۴: غیر ملکی کہانیاں ۲ حصے — مولوی عبدالحق

۵: مسکراتی کلیاں — رفیق احمد خان

۶: جناب محمدؐ کے مقدس ساتھی — ابوالاشرف

۷: حرکت میں برکت — محمد افتخار

۸: خوشبوئیں — خلیل جبران

درسیات

۱: اردو کا اعلیٰ قاعدہ

۲: چنار اردو قاعدہ ۳ حصے

۳: جدید اردو ریڈر، اوّل تا پنجم — مرتب ڈاکٹر جوہر قدوسی

۴: جدید اردو گرامر — ״

۵: دینیات اوّل تا ہشتم ۸-۱ — ڈاکٹر الطاف حسین ٹاک

(انگریزی زبان میں بچوں کے لئے انمول تحفہ)

اس کے علاوہ

ہمارے یہاں سے ہر سائز کے دیدہ زیب قرآن مجید، تفاسیر و تراجم، علم حدیث، علم فقہ، علم تصوف، اسلامی تواریخ، لغات، ادبی، سیاسی، معاشی و دیگر موضوعات پر کتابیں دستیاب ہیں

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

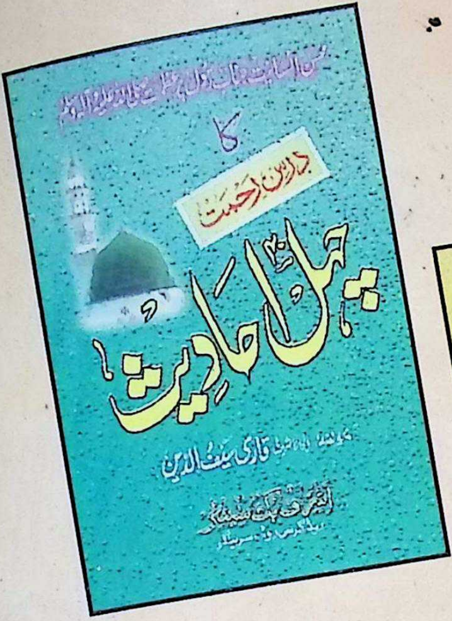

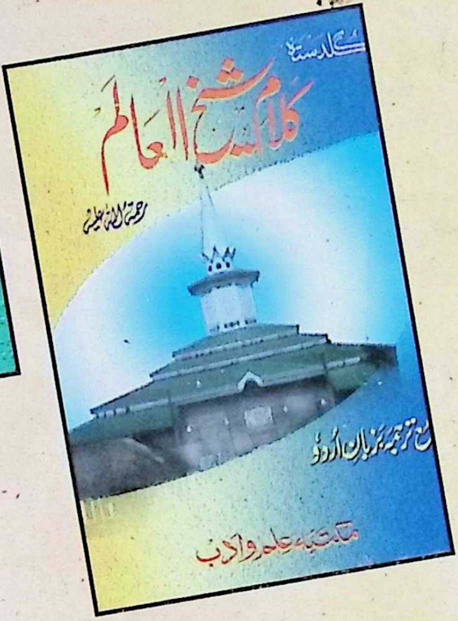

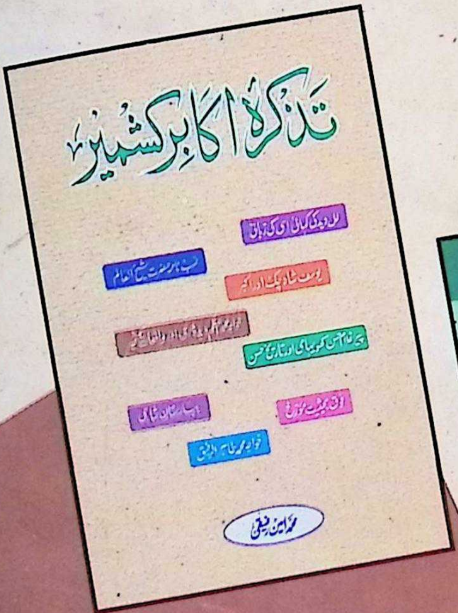

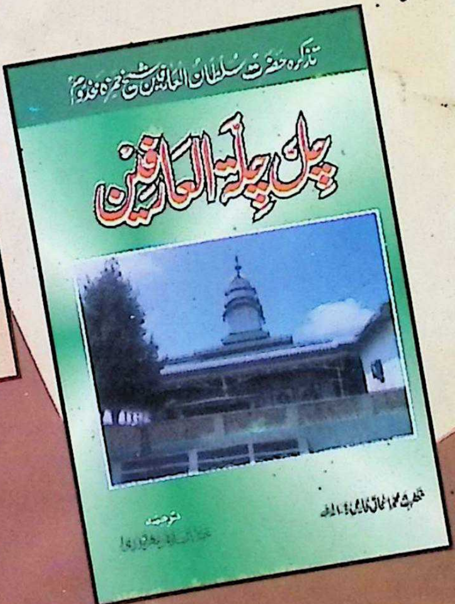

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar